بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوچھتے ہو کہ سرِّ وحدت کیا ماسوا کی بھلا حقیقت کیا
ہم نہین جانتے قیامت کیا آج اگر تم ملو قباحت کیا
نہ گرے اُس نگاہ سے کوئی اور اُفتاد کیا مصیبت کیا
نقدِ ہستی نثارِ یار کرے یہ نہین ہے تو پھر محبت کیا
واعظو! اُسکو دیکھ لو پہلے پھر کہو حُور کیا ہے جنت کیا
اِسکے حقدار ہم شرابی تھے اہلِ تقوےٰ وابرِ رحمت کیا
اُس سے مِل جو ہمیشہ ساتھ رہے بیوفاؤن سے لُطفِ صحبت کیا
جن مین چرچا نہ کچھ تمھارا ہو ایسے احباب ایسی صحبت کیا
ملنے والون سے راہ پیدا کر اُسکے ملنے کی او صورت کیا
باغِ رضوان بھی باغ ہے آخر سیرِ گُل کے لئے ریاضت کیا

عاشقی مین ہے محویت درکار — راحتِ وصل و رنجِ فرقت کیا

اور ہمت بلند کر اے شیخ — طمع و خوف کی عبادت کیا

بس تمھاری طرف سے جو کچھ ہو — میری سعی اور میری ہمت کیا

یون ملون تم سے مین کہ مین بھی نہون — دوسرا جب ہوا تو خلوت کیا

اب سمجھتا ہے مُنکرِ سجدہ — آدمی کیا ہے آدمیت کیا

جاتے ہو جاؤ، ہم بھی رخصت ہین — ہجر مین زندگی کی مدت کیا

گوشہ گیری حدیثِ نفس کیساتھ — دل ہی مجمع مین ہو تو عزلت کیا

کوئی تیرے سوا کہین ہے بھی — بدگمانی کی مجھ سے علت کیا

آسیِ مست کا کلام سُنو
وعظ کیا، پند کیا، نصیحت کیا

یوسفؑ سے سیکڑون ہین خریدارِ مصطفےٰ — مثلِ مسیحؑ لاکھون ہین بیمارِ مصطفےٰ

موسیٰؑ کی طرح غش ہین خریدارِ مصطفےٰ — ہے برقِ طور گرمیِ بازارِ مصطفےٰ

بس کان وہ، سُنے ہون جو گفتارِ مصطفےٰ — آنکھین وہی جو دیکھے ہون دیدارِ مصطفےٰ

پیشِ نظر نہین گُلِ رخسارِ مصطفےٰ — نالان نہ کیون ہو بلبلِ گلزارِ مصطفےٰ

جو ذرّہ ہے وہ مشرقِ خورشیدِ حشر ہے — ہر جزو و کُل ہے مظہرِ انوارِ مصطفےٰ

جو حاملِ حدیث ہوا جبرئیل ہے — گویا خدا کی بات ہے گفتارِ مصطفےٰ

پھر ہمسری کسی کی کہان اب خوش آتی ہے — اپنا ظہورِ خاص ہے اظہارِ مصطفےٰ

اپنی نظر مین آپ در آؤن محال ہے — گھیرے ہوئے ہین جلوۂ انوارِ مصطفےٰ

کیا سر بلند آپ کو اللہ نے کیا — ہے نورِ غیب طُرّهٔ دستارِ مصطفیٰ
پوبجی تو غیر نعت دگنہ ہاتھ مین نہین — بازارِ حشر مین ہین خریدارِ مصطفیٰ
جل بُھن کے خاک ہو گئے دل مین ہوائے غیر — اے آبروے شعلهٔ رخسارِ مصطفیٰ
ممکن نہین کہ شاہدِ وحدت ہو جلوہ گر — جب آنکھون پر ہو پردهٔ انکارِ مصطفیٰ
تاریکیِ لحد سے دہلتے تھے عمر بھر — ہر گوشۂ لحد مین ہین انوارِ مصطفیٰ
حالِ درونِ پردہ زِ زندانِ ست پرس — ہین اہلِ صحو حافظِ اسرارِ مصطفیٰ
اکثر زبانِ نرگسِ گلشن سے یہ سُنا — اچھا وہی ہے جو کہ ہے بیمارِ مصطفیٰ
دیکھا خدا کے پردے مین موسیٰ نے طور پر — لمعانِ برقِ جلوهٔ دیدارِ مصطفیٰ
جو شے تری نگاہ سے گزرے درود پڑھ — ہر جُزو و کل ہے مظہرِ انوارِ مصطفیٰ
تشبیہ کو مغائرِ تنزیہ کیون کہون — اقرارِ ذات بحث ہے اقرارِ مصطفیٰ
عاشق نہین نہ تاک ہو جس کی رقیب پر — منظورِ کبریا ہے طلبگارِ مصطفیٰ
سینہ نہین مدینہ ہے آنکھین اگر کھُلین — دل مین ترے ہے جلوهٔ دیدارِ مصطفیٰ
اے دل تو فرشِ رہ ہو کہ آخر خیال نے — کھینچی شبیہِ جلوهٔ رفتارِ مصطفیٰ
کچھ لالہ ہی تو داغ بدل عشق مین نہین — نرگس بھی میری طرح ہے بیمارِ مصطفیٰ

قابل درود پڑھنے کے ہین اُسکے چھچے
آسی ہے بُلبُلِ گُلِ رخسارِ مصطفیٰ

عشق بازو ملا جو شہ ہر دو سرا تک پہنچا — وہ خدا تک وہ خدا تک وہ خدا تک پہنچا
کس طرح میری مصیبت مین نہ پہونچے دم مین — جو ذرا سی مین عرش خدا تک پہنچا

اُس جگر چاک پر آتا ہے غضب رشک مجھے
کنگھی کی طرح جو اُس زُلفِ رسا تک پہونچا

کیون نہ قسمت نے بنایا مجھے اُس راہ کی خاک
ہائے جس کا کہ غُبار اُس کفِ پا تک پہونچا

میرے دل پر ہے محمدؐ کی نگاہِ پُر فیض
نورِ خورشیدِ جہانتاب سُہا تک پہونچا

دفن اُس نخل کے سائے مین ہون شانہ جس کا
شاہِ لولاک کے گیسوے دوتا تک پہونچا

کیا ہی پیٹا قدمِ پاک نبیؐ سے آسی
ناتوان کاہ سے تھا کاہ رُبا تک پہونچا

مین جو الزامِ محبت مین گرفتار رہا
قیدیِ سلسلۂ حیدرِ کرّار رہا

سوے جنت مجھے اُس کوچے سے کیون لیجاتے
جان دی آپ پر ایجان گنہگار رہا

آپ بھیجا مجھے اور آپ بلایا اُس نے
بارِ احسان سے کسی کی نہ گرانبار رہا

جز فنا راہِ رہائی نہ اُسے ہاتھ آئی
جو ترے دامِ محبت مین گرفتار رہا

ہمت اُسکی ہی دل اُسکا ہی جگر اُسکا ہی
جان کو بیچکے تیرا جو خریدار رہا

مین نہ کیون محشرِ دیدار کو تقتل سمجھون
کشتۂ تیغِ ادائے نگہِ یار رہا

بک گئے روزِ ازل پیرِ خرابات کے ہاتھ
ہم ہوئے تم ہوئے، یا آسی مَیخوار ہوا

اتنا تو جانتے ہین کہ عاشق فنا ہوا
اور اس سے آگے بڑھکے خدا جانے کیا ہوا

شانِ کرم تھی یہ بھی اگر وہ خدا ہوا
کیا محنتِ طلب مین نہ حاصل مزا ہوا

مین اور کوے عشق؟ مرے اور یہ نصیب؟
ذوقِ فنا خضر کی طرح رہنما ہوا

شایانِ درگزر ہے اگر اضطرار مین
جُرمِ درازدستیِ ذوقِ دعا ہوا

پہچانتا وہ اب نہین دشمن کو دوست سے / کس قید سے اسیرِ محبت رہا ہوا

کیا کیا نہ اُس نے پورے کئے مدعاے دل / لیکن پسند اُسے دلِ بے مدعا ہوا

اُس کا پتا کسی سے نہ پوچھو بڑھے چلو / فتنہ کسی گلی مین تو ہوگا اُٹھا ہوا

گلرویون کے خیال نے گلشن بنا دیا / سینہ کبھی مدینہ کبھی کربلا ہوا

پیچیدہ تھی جو سر مین ہوا ے رضاے دوست / آسی مریدِ سلسلۂ مرتضےٰ ہوا

جو پتھر آ کے سر مین لگا لالہ گون ہوا / ہر داغِ گلفروش بہارِ جنون ہوا

توبہ سے بڑھ کے ذوق لبِ بادہ گون ہوا / میناے مے مرے لئے میناے خون ہوا

فرہاد میری راہ طلب کی صعوبتین / ایک ایک سنگریزہ یہان بے ستون ہوا

افسوس نقش سجدہ ترے آستان کا / مین کیون نہ جبہۂ سرِ گردونِ دون ہوا

اُس نے جو دل کو پھونک دیا اس نے عرش کو / نالہ حریفِ طاقتِ سوزِ درون ہوا

لاکھون ہی آرزوئین تھین جو ذبح ہو گئین / صبحِ شبِ وصال بڑا کشتِ خون ہوا

بے قیدیان بری تھین تجھے لامکان کی / کیون زیرِ بارِ منتِ سقف و ستون ہوا

مین اور زہرِ تلخیِ تقریرِ پند گو / اے دوست تو ہی دشمنِ صبر و سکون ہوا

رنگِ شفق سے نوکِ مژہ کا مقابلہ / گویا کہ آسمان بھی دریاے خون ہوا

ناوک فگن کی چشمِ توجہ کہان نصیب / سینہ مین دل بھی حسرتِ صیدِ زبون ہوا

بے شبہہ پاے بوس ترا فرضِ عین ہے / چرخِ بلند بنتے ہوے سرنگون ہوا

ممنونِ خاکِ سجدہ ہون اے وعدہ گاہ دید / داغِ جبین خضر کی طرح رہنمون ہوا

خالی ہو آپ سے تو ملے اذنِ خاکبوس
مجھکو تو خضرِ رہ قدحِ واژگون ہوا

وصل ایک حُور کا نہ میسّر ہوا نصیب
گو یا رقیب، الفتِ دنیائے دون ہوا

مین اور وصفِ چشمِ سخنگو نہ کر سکون
اللہ! معجزہ بھی ہلاکِ فسون ہوا

یون دل سے گھر کو چھوٹے ہوئے بھاگے جاتے ہو
کیا ظلم تم پہ اے مرے صبر و سکون ہوا

ذلت اگر دلیل کمالاتِ عشق ہے
آسی سے بڑھ کے کون ذلیل و زبون ہوا

غبار ہو کے بھی آسی پھرو گے آوارا
جنونِ عشق سے ممکن نہین ہے چھٹکارا

وہ جلوہ شعلہ، تو مین کاہِ ناتوان اے قیس!
تجھے فراق نے، مجھکو وصال نے مارا

وہ تیغِ حُسن تو دشمن نہین کسی کی مگر
جو آپ آ کے گلا کوئی ریتے کیا چارا

نہ آپ کم ہو تپِ دل، نہ تم علاج کرو
تڑپ تڑپ کے مرا اب مریض بیچارا

ہزار شوق بیان اور آدھی جان نہین
ہزار جان وہان اور ایک نظارا

ہزار گرم ہو خورشیدِ روزِ حشر تو کیا
سما گیا ہو اگر دل مین کوئی مہ پارا

نہ پوچھ حالتِ دل اُس غریقِ حسرت کی
دکھائی دے جسے ایک ایک قطرے مین دھارا

سلوکِ راہِ وفا مین فنا کے طور ہین اور
جو آپ مار کے تیشہ مرا تو جھک مارا

نہ وہ کمی کرے ظالم نہ آپ سیر ہو دل
بُرا ہے مشربِ غم یہ مذاق ناکارا

نہ مستعدِ فنا ہو تو ذوقِ عشق غلط
کہ بہرِ جرمِ محبت ہے قتل کفّارا

تعینات مین کیا اختلاف ہوتا ہے
وہ بدرِ عالمِ حُسن، اور آنکھ کا تارا

حقیقتِ دلِ بیتاب سوزِ غم مین نہ پوچھ
نظر پڑا ہے کہین تجھ کو آگ پر پارا

تمھاری دید قیامت نہین تو پھر کیا ہے؟ ۔۔۔ کہ ہم کو نورِ خدا کا ہے آج نظارا

فراق یار کی طاقت نہین، وصال محال ۔۔۔ کہ اُسکے ہوتے ہوئے ہم ہون کہان یارا

نہ کیون ہو غلغلۂ عشق محیطِ مُلک وجود ۔۔۔ کہ ڈالا اک سانس کی جاری ہے عشق ہر کارا

اگر بیانِ حقیقت نہو مجاز کے ساتھ
تو شعر لغو ہے آسی کلام ناکارا

کہا یہ دیکھکر خالِ بُتِ بے پیر کا دانا ۔۔۔ الٰہی اس کو تو کرنا مری تقدیر کا دانا

نہین رہتا ہے بے پہونچے ہوے تقدیر کا دانا ۔۔۔ لبِ سوفار تک پہونچا دلِ نخچیر کا دانا

جو دانا ہے تو دیوانونکے قدمون سے تو لپٹا رہ ۔۔۔ مسلسل یہ صدا دیتا ہے ہر زنجیر کا دانا

حقیقت دار کے اوصاف کیا ہون بحقیقت مین ۔۔۔ کہان ہے قابل نشو ونما تصویر کا دانا

بھلا ہم چشم ہو سکتا ہے موتی روزنِ دل سے ۔۔۔ یہ ہے چھیدا ہوا انکی نظر کے تیر کا دانا

بسانِ آسیا پاے توکل کو نہ لغزش دے ۔۔۔ کہ منھ مین آرہے گا خود بخود تقدیر کا دانا

جو آیا منھ تک اُڑ جا گا ہولے شعلۂ غم سے ۔۔۔ سپندِ آتشِ غم ہے مری تقدیر کا دانا

ستارے کی چمک دیکھی نہین موتی کے دانے مین ۔۔۔ دُرِ دندان ہے یا روا کسِ تنویر کا دانا

جو ہو بے ذوق کب ملتی ہے لذّت دار شے اُسکو ۔۔۔ جلا گل ہے دہانِ بجسِ گلگیر کا دانا

مزا کیا جبکہ دانہ کے لئے کی آبرو ریزی ۔۔۔ ہمیشہ مجھ کو دینا ایخدا توقیر کا دانا

ہوئی بانت اُس مصحفِ رو کے کہ نقطے قافِ قرآن کے ۔۔۔ تو مستی مین ہے یٰسین کلہ تفسیر کا دانا

تصور اسقدر باندھا نقشِ نامِ اقدس کا ۔۔۔ کہ تِل ہر آنکھ کا ہے نقطۂ تشبیر کا دانا

کسی سے طالبِ نان کس لئے شیخ ریائی ہو ۔۔۔ اُسے کافی ہے اپنے سبحۂ تزویر کا دانا

دکھا کر خالِ ابرو جو چھُری پھیری تھی گردن پر — نہ بھولا طائرِ دل وہ دمِ تکبیر کا دانا

ہوا اُس مے کی تل سے رنگ اُن گالون کا کُندن سا — نزاکت ہے سبب اسکا کہ ہے اکسیر کا دانا

مرے آنسو بھی پوچھے یار نے دھانی ڈوپٹے سے — ہوا سر سبز آخر اشک بے تاثیر کا دانا

کبھی تدبیر سے غیر از مقدر مل نہین سکتا — جو ہے تقدیر کا دانا وہی تدبیر کا دانا

کتابت پیشہ کی روزی بھی کیا موہوم ہوتی ہے — سوا اے نقطہ کیا ہے خامۂ تحریر کا دانا

رُخِ شفاف پر خالِ سیہ دیکھا تو ہو شاید — جلایا ہے وہ میرے نالۂ شبگیر کا دانا

دلِ پُر نور محوِ یادِ ابرو پر یہ پھبتی ہے — کہ ہے دھویا ہوا آبِ دمِ شمشیر کا دانا

حلاوت روح کو دل کو جگر کو جس سے ملتی ہے — ترا خالِ لبِ شیرین ہے کس تاثیر کا دانا

لگا یا مُنھ کہ چومون خالِ لب پہلو سے اُٹھ بھاگے
چھنا مُنھ سے دہانِ آسیِ دلگیر کا دانا

وہ کمان ابرو مری آغوش سے جاتا رہا — لاکھ پہلو مین دلِ بیتاب چلاتا رہا

سُرخروئی سبز بختون مین وہی پاتا رہا — منھدی سا تلوون تلے تیرے جو پس جاتا رہا

اُنکے قدمون لگ گے مُدت تک دلِ نالان مرا — دانۂ خلخال کے پردے مین چلاتا رہا

ہر زبان برگِ لالہ سے سُنا کُہسار نے — سرخرو ہے جو جگر مین اپنے گُل کھاتا رہا

بیخودیِ دل نے جب سکتہ مین ڈالا ہو مجھے — دھیان گالون کا ترے آئینہ دکھلاتا رہا

یاد مین اُس گل کے دانتونکے جو ہم رویا کئے — موتیون کی آبرو خارِ مژہ پاتا رہا

اب کھٹکتا ہون اُسی کی آنکھ مین کانٹے کی طرح — پنجۂ مژگان سے تلوے جس کے سہلاتا رہا

یہ نحافت ہو کہ موے زلف کے جھونکے سے بھی — مثلِ موئے زلف جسمِ زار بل کھاتا رہا

کنگھی بالون مین وہان دل پریہان آرے چلے — دل یہان اُلجھا گیا وہ زلف سلجھاتا رہا
خاک ہوکر بھی جفاکارون سے کی مین نے وفا — جس نے روندا اُسکے دامن سے لپٹ جاتا رہا

رات کیسی گرم آہین تو نے اے آسی بھرین
پھول کی صورت وہ گل رخسار کھلاتا رہا

سر کٹانے کے لئے دل وہین بیتاب ہوا — مثلِ ابرو کوئی خنجر جو سیہ تاب ہوا
خاکساری سببِ آبروے سالک ہے — جو ملا خاک مین آنسو دُرِ نایاب ہوا
رُتبہ پایا ہے محبت مین تو اب دل کو سنبھال — گر پڑے گا صفتِ برق جو بیتاب ہوا
ظرف اگر پائے تو نعمت سے کبھی سیر نہو — پُر نہ دریا سے کبھی کاسۂ گرداب ہوا
جسنے دیکھا تجھے کیا خاک لگے آنکھ اُس کی — دیدۂ رخنۂ دیوار بھی بیخواب ہوا
خوب یکرنگیِ الفت کے تماشے دیکھے — روزِ پروانۂ بیکس شبِ سُرخاب ہوا
قابلِ سجدہ ہوا جُھک کے ملا جو کوئی — قدِ خم گشتہ مین پیدا خمِ محراب ہوا
بس بھی کر اے مرے طوفانِ سرشک اب بس کر — روزنِ قصرِ صنم دیدۂ پُر آب ہوا
اشک نے تا بہ گلو آکے وہ چکر باندھا — حلقۂ جیب مرا حلقۂ گرداب ہوا
وصفِ دندان نہ ہوا کچھ یہ خجالت سے بڑی — دُرِ مضمون صفتِ اشک تمام آب ہوا

شعر وہ نور سے لبریز پڑھے آسی نے
حلقۂ اہلِ سخن ہالۂ مہتاب ہوا

قید تھی کوئی نہ ذکرِ قیدی و زنجیر تھا — دل مرا اُسوقت اسیرِ گیسوے بے پیر تھا
عشق مین کہتے ہین کاملِ آسیِ دلگیر تھا — آہ جس کی بے اثر تھی نالہ بے تاثیر تھا

سنگدل جورات سُنکر قائلِ تاثیر تھا
شعرِ آسی تھا کوئی یا نالۂ شبگیر تھا

سرزمینِ کوے جانان کیون نہ چھوڑی جیتے جی
چشمِ نقشِ پا مین شاید سُرمۂ تسخیر تھا

حالتِ دل خاک مین کہتا کہ تا ہنگامِ مرگ
آپ کا شکرِ جفا یا شکوۂ تقدیر تھا

مین جسے سُنکر حیاتِ جاودانی پا گیا
وہ دمِ ذبح اُس کے مُنھ سے نعرۂ تکبیر تھا

حق ہو یا ناحق، کہا تم نے، ہُوا بدنام مین
اب تو ثابت ہو گیا منصور بے تقصیر تھا

باغ سے جا کر پھر آنا چُپکے رات اُن کا غلط؟
کیون برنگِ غنچہ ہر برگِ چمن دلگیر تھا

عشق نے فرہاد کے پردے مین پایا انتقام
ایک مُدت سے ہمارا خون دامنگیر تھا

وہ مصور تھا کوئی، یا آپ کا حُسنِ شباب
جس نے صورت دیکھ لی اک پیکرِ تصویر تھا

عشق کیا کیا نسبتین کرتا ہے پیدا حُسن سے
زلف اگر شب رنگ تھی نالہ مرا شبگیر تھا

ناشگفتہ گلشنِ ہستی سے جو جاتا رہا
وہ دلِ پُر آرزو یا غنچۂ تصویر تھا

سچ بتانا اے نگاہِ ناز تیرے بھیس مین
کس قدر انداز کے دست و کمان کا تیر تھا

تونے گھونگھٹ کیا اُٹھایا لگ گئی عالم مین آگ
جلوہ، یا کوئی شرارِ آہِ پُر تاثیر تھا

یار تک پہونچا تو مین لیکن فنا ہونے کے بعد
جادۂ راہِ طلب تھا، یا دمِ شمشیر تھا

امتیازِ صید و صید افگن نہ تھا جس عہد مین
تیرے فتراکِ نظر کا مُرغِ جان نخچیر تھا

برقِ ہستی سوز تھی یا حُسنِ روے بے نقاب
دیکھنا اُس شوخ کا مرگِ جوان و پیر تھا

ظاہر و مظہر اگر باہم نہین تھے حُسن و عشق
بلبلین رنگین نوا کیون؟ غنچہ کیون دلگیر تھا

جس طرف سے ہوکے گزرا چھید ڈالے دل جگر
نالۂ غم تھا کہ مژگانِ صنم کا تیر تھا

نالون کی گر عرضِ تمنا دیکھنا تھا دیدنی
دیدۂ حیرت خانۂ بیتابیِ تقریر تھا

سرزمینِ کوے جانان کیون نہ چھوڑی جیتے جی
چشمِ نقشِ پا مین شاید سرمۂ تسخیر تھا

پاے بوس آسی دیوانہ کا اللہ رے شوق
حلقۂ چشم تصور حلقۂ زنجیر تھا

بڑھ کے شہرگ سے گلے ملنے کو وہ آمادہ تھا
ہائے اے وہم غلط۔ ابتک مین دور افتادہ تھا

وہ دل سوزان کے ٹکڑے آنسوؤن مین ہائے ہا
صاف پلکون پر گمان کاہ آتش دادہ تھا

حال دل کیا اُس سے کہنا دل ہی مین جسکا ہو گھر
گو نہ سودائی ہو عاشق - پھر بھی کتنا سادہ تھا

جلے مردم آنکھین تھین اور آپ تھے خلوت پسند
سینے مین کیا بحث تھی مین عاشق دلدادہ تھا

پامال حسرت واندوہ دیکھا عمر بھر
سینہ چاکی مین ترا عاشق بھی رشک جادہ تھا

توڑنا مینائے مے کا دل شکن کیونکر نہ ہو
محتسب کو کیا ہوا تھا مین تو مست بادہ تھا

جو نہ سُننے مین کبھی آئے مین کہتا تھا وہ بات
پھر عبث رشک زبان سوسن آزادہ تھا

دل کہان تھا جذب دل پر مین جو کرتا اعتماد
مین تو اک دل سوختہ دل باختہ دلدادہ تھا

حضرت واعظ جو آئین سب تکلف برطرف
خوب فرش بوریائے نقش موج بادہ تھا

تم کام ہجر کا کیا پوچھتے ہو حال اب
رات شاید زہر کھانے کیلئے آمادہ تھا

سجدۂ جوش ندامت بھی کرامت ہو گیا
موج آب گریۂ غم پر روان سجادہ تھا

دل ترا صد پارہ کیون؟ اے شانۂ زلف صنم
میرے صد مونکا بھلا کیا؟ مین تو دور افتادہ تھا

کیا سمجھ کر ہاتھ دوڑاتی تھی ہم ستون کی خاک
دور دامان قبا تھا وہ کہ دور بادہ تھا

رہگزار صد امید و یاس تھا ہر چاک دل
داغ غم وہ دل مین تھا یا نقش پاے جادہ تھا

سینۂ خالی، حباب بحر، دونون ایک ہین
دیکھے دل بھر فنا عاشق نہ کب آمادہ تھا

یہ کیا تھا حال گل اُس گل کے سوز رشک نے
شبنم گلبن نہ تھی اشک بخاک افتادہ تھا

کوئی مصرع لا سکے مصرعہ پر اسکے تھا محال
پیر

سرو کے مانند آسی شاعرِ آزادہ تھا

عشق مین اے کوہکن کیا زخمِ سر درکار تھا
زخمِ دل درکار تھا زخمِ جگر درکار تھا

مُرغِ دل کو بازوے مُرغِ نظر درکار تھا
اُڑ کے جانا بامِ جانان تک مگر درکار تھا

سوزِ دل سے دست ماتم پنبۂ خور کس لئے
ہان شبِ غم چاکِ دامانِ سحر درکار تھا

پاکبازی اپنی پیغامِ طلب تھی عشق مین
دھو کے داغ ہمتِ ہستی سفر درکار تھا

قرض کی کچھ گفتگو عاشق سے کرتے تھے رقیب
نالے تو کچھ کم نہ تھے شاید اثر درکار تھا

اہل تھے محرومیِ دیدار کے تم اے کلیمؑ
مین ازل کا بے جگر اسکو جگر درکار تھا

کیا شرابِ حُسنِ ساقی جانفزا تھی واہ وا
میگسار و ساغرِ ذوقِ نظر درکار تھا

چاک ہاے دل کے ٹانکے اتنی بیرحمی کیا تھے
دردِ دل تجھ کو بھی کچھ اے چارہ گر درکار تھا

داغِ غم اسکو نہ جان اے بُلبلِ جانِ حزین
چلنے کو اس باغ سے برگِ سفر درکار تھا

مجھ سے بیقدار کا دل، اور جلوہ آپ کا
سچ ہے اے خورشید ہر ذرہ مین گھر درکار تھا

داغ اپنا دیکے آسی نے جو لی راہِ عدم
پسرو و، تم کو چراغِ رہگزر درکار تھا

غیرِ موسیٰ کون ہمدم وادیِ ایمن مین تھا
چُور وہ بھی نشۂ صہباے مرد افگن مین تھا

نالہ کش جس کے لئے ہر باغ ہر گلشن مین تھا
خوب جو دیکھا وہی گل میرے پیراہن مین تھا

جو نہ اُٹھے آسمانون سے اُٹھالین ہم وہ بوجھ
کیا وہ قوت سر مین تھی کیا زور وہ گردن مین تھا

کون ہو منت کشِ تدبیر اے وقتِ شعور
کیا نہین اب وہ جو ضامن رزق کا بچپن مین تھا

اس تمنا مین کہ شاید اُنکے دِل تک راہ ہو
اس علاوت پر بھی مین برسون دلِ دشمن مین تھا

قابلِ نذرِ تجلی جان و دل سب تھے یہان
ہوش موسیٰ کے سوا کیا وادیِ ایمن مین تھا

خونِ ناحق گردنون پر کیون لیا منصور کا
مدعی قولِ انا الحق کا رگِ گردن مین تھا

ہاے وہ جلوہ وہ اندازِ ہجومِ اہلِ دید
ایک موسیٰ زار گویا دل کی ہر روزن مین تھا

وہ بھی نذرِ سینۂ غمناکِ بلبل کر دئے
چند چاکو نکے سوا کیا پھولو نکے دامن مین تھا

محوِ خطِ یار، رشکِ حور، سوزِ ہجر مین
سبزۂ گلزارِ جنت تھا، مگر گلخن مین تھا

یا رب انصافِ ستم اُنکا شبِ غم تھا ضرور
شورِ محشر نالۂ ہاے آسمان افگن مین تھا

دوست پرسش و ستانے کی ہوگئی ناوک افگنی
ہو نہ ہو اے فتنہ گر دشمن تری چتون مین تھا

کس کے پیکانِ دل افزا کا سیا تھا اُسنے زخم
جوشِ آبِ زندگانی چشمۂ سوزن مین تھا

سچ جو یہ شہرت نہ تھی آسی کہ مرنا ہو وصال
کیون قرار آیا تجھے مدفن مین کیا مدفن مین تھا

صبح تک آج دھوان کوچۂ بے پیرہن مین تھا
آگ کا جز و مگر نالۂ شبگیر مین تھا

حسرتِ عاشق و امیدِ عدو بسمل ہون
کاش اتنا بھی نہ اُنکے دمِ شمشیر مین تھا

اے شبِ گور وہ بیتابیِ شبہاے فراق
آج آرام سے سونا مری تقدیر مین تھا

آرزوے لبِ سوفار گرہ تھی شاید
ایک غنچۂ چمن حسرتِ نخچیر مین تھا

دیکھنا جانبِ گردون وہ ترے نالون کا
ہاے کیا جوشِ اثر حسرتِ تاثیر مین تھا

غش مین اس طرح گرین حضرتِ موسیٰ سے نبی
جلوۂ طور ضرور آپ کی تصویر مین تھا

ہان پھر اے ناصحِ مشفق مری تقصیر معاف
دھیان دورِ مئے گلرنگ مزامیر مین تھا

کیا خبر حال کی اپنے تجھے دیتا شبِ ہجر
اے صنم حال بھی کچھ عاشقِ دلگیر مین تھا

بیقراری نے کئے تھے جگر و دل یکجا
بہرہ ور دونون ہون کب حوصلۂ تیر مین تھا

لالہ زارِ دلِ خون گشتہ مرے عہد مین ہے
نجد کا بن جو کبھی قیس کی جاگیر مین تھا

نالۂ عرش فگن کا بھی مزا اب چکھے
کرچکا بس، جو مزاج فلکِ پیر مین تھا

"سجن مومن" کے یہ معنی تھے کہ تا قیدِ حیات
پانوُن زنجیر مین، دل زلفِ گرہ گیر مین تھا

قید مین حب نہ ہوئی دید تو ہو وعدہ خلاف
شورِ ہنگامۂ محشر مری زنجیر مین تھا

آئینہ خانہ مین تھا عاشقِ لاغر تیرا
یا کوئی تارِ نگہ دیدۂ تصویر مین تھا

دھوکے مین ابروی قاتل کے جھکا دی گردن
کعبے مین بھی وہی تھا جو دمِ شمشیر مین تھا

تا دمِ مرگ نہ آسی کو میسر ہو وصال
کیا یہی طالعِ بدبخت جوان پیر مین تھا

تورات جہان جلوۂ کاشانۂ دل تھا
آج اُسکو جو دیکھا تو وہ ویرانۂ دل تھا

نقشِ دو جہان گردشِ پیمانۂ دل تھا
کُن روزِ ازل نعرۂ مستانۂ دل تھا

اے پیرِ مغان! خون کی بو ساغرِ مے مین
توڑا جسے ساقی نے وہ پیمانۂ دل تھا

ذوقِ غم و اندوہِ محبت کے مین صدقے
جو داغ دیا تم نے وہ جانانۂ دل تھا

خوشبو وہی رنگت وہی مستی بھی اُسی کی
کعبے مین بھی دورِ مے میخانۂ دل تھا

اسرار ترے معدنِ انوار تھے جس مین
مسجد تھی، نہ کعبہ وہ نہانخانۂ دل تھا

ہر موجِ نفس سینے مین اک قُلزمِ خون ہے
کیا میرے تصوّر مین کچھ افسانۂ دل تھا

خورشیدِ قیامت جسے کہتی تھی خلائق
وہ ذرۂ خاکستر پروانۂ دل تھا

آسی نے بجز تیرے یہان کچھ نہین دیکھا
وہ عالمِ ہُو گوشۂ ویرانۂ دل تھا

جب دلِ عاشق مین یارائے شکیبائی نہ تھا
حشر کا وعدہ کبھی طورِ دل آرائی نہ تھا

لالہ و گل کا یہ دیوانہ تماشائی نہ تھا
باغ مین ہر پھول تیرے حُسن کا آئینہ تھا

حُسن پھر کِس کام جب چاہنے والا نہو
سچ ہے، تجھسے دلربا کو لطفِ تنہائی نہتھا

گلشنِ دیدار مین کوری بھی رکھتی ہے بہار
آنکھ وہ نرگس تھی جس مین رنگِ بینائی نہتھا

آگیا بارے خیالِ وعدۂ فردِ اے حشر
اے لحد، کوئی انیسِ کُنجِ تنہائی نہتھا

پیشِ ناصح اور اتنی بیقراری کیا کہون
سامنے وہ آگیا، وقتِ شکیبائی نہتھا

اب وہی دیکھین دلِ شیدا مین کس کی شکل ہو
مبتلا کرنا مرا شایانِ یکتائی نہتھا

صورتِ خورشید نا جنسون سے نفرت ہی رہی
گو مجھے کچھ ذوقِ دورِ جامِ تنہائی نہتھا

دولتِ پابوس پاکر کیون نہوتا سر بلند
مین تو اے زلفِ درازِ یار سودائی نہتھا

حدِ حیرت دیکھتا تھا اپنی آرائش کیساتھ
آئنہ خانہ مین وہ محوِ خود آرائی نہتھا

ایک ہی جلوہ مین اُسکے ہوگیا جل بھن کے خاک
عاشقِ جانسوز تھا مین کچھ تماشائی نہتھا

ہم گدایانِ درِ میخانہ کیون مرتے کبھی
کیا مے گلرنگ مین رنگِ مسیحائی نہتھا

مُنھ چھپا کر گھر مین بیٹھا دیکھکر جو منھ ترا
یا مرا دل تھا وہ ایسا یا ترا آئینہ تھا

شرط تھا راہِ طلب مین آبلہ فرسا قدم
بے سبب نالون کو ذوقِ چرخ فرسائی نہتھا

کوئی نکلا بھی مقابل تو مجھی سے فیضیاب
گو بسانِ خور مجھے دعوائے یکتائی نہتھا

میری راتون کو نہ مثلِ ماہ نورانی کیا
کیا مرے منھ پر کہین داغِ جبین سائی نہتھا

وہ ہجومِ اشتیاق و حسرت و غم ہائے ہائے
اُن سے ملنے کے لئے امکانِ تنہائی نہتھا

گلشنِ کوئے صنم سے کیون نکلتا مین کبھی
مثلِ مجنون بلبلِ گلہائے صحرائی نہتھا

آگیا اے گریۂ غم اس اندھیری رات مین
اے جزاک اللہ کوئی غمخوارِ تنہائی نہتھا

دل تو ٹکڑے ہوگیا پر دم نہ مارا میری طرح
کیا لبِ غنچہ مین بھی یار اے گویائی نہتھا

جو نہ بوجھ اُٹھا کسی سے وہ اُٹھایا کس طرح
ضعفِ خلقی مین اگر جوشِ توانائی نہتھا

روکے آسی پوچھتا تھا کیا قیامت آئیگی
کس طرح کہئے کہ وہ تیرا تمنائی نہ تھا

اُسی کے جلوے تھے لیکن وصال یار نہ تھا
مین اُسکے واسطے کس وقت بیقرار نہ تھا

کوئی جہان مین کیا اور طرحدار نہ تھا
تری طرح مجھے دل پر تو اختیار نہ تھا

خرامِ جلوہ کے نقشِ قدم تھے لالہ و گُل
کچھ اور اِسکے سوا موسمِ بہار نہ تھا

وہ کون نالۂ دل تھا قفس مین اے صیاد
کہ مثلِ تیرِ نظر آسمان شکار نہ تھا

غلط ہے حکمِ جہنم کسے ہوا ہوگا
کہ مجھ سے بڑھ کے تو کوئی گناہگار نہ تھا

وفورِ بیخودیِ بزم سے نہ پوچھو رات
کوئی بجز نگہِ یار ہوشیار نہ تھا

لحد کو کھول کے دیکھو تو اب کفن بھی نہین
کوئی لباس نہ تھا جو کہ مستعار نہ تھا

تو محوِ گلبن و گلزار ہو گیا آسی
تری نظر مین خیالِ جمالِ یار نہ تھا

دون پتا دردِ دل مین فانی کا
بھیس سارا ہے یارِ جانی کا

کس سے کیا ہو سکا بڑھاپے مین
کس کو ماتم نہین جوانی کا

دردِ دل لطفِ زندگانی ہے
غم سبب عیشِ جاودانی کا

تیشۂ کوہکن نے خوب لکھا
ماجرا میری خونفشانی کا

نقشِ پا کو کوئی اُٹھا نہ سکا
دیکھنا زور ناتوانی کا

غم نے حسم کرکے جسم لاغر کو
خوب چھلا دیا نشانی کا

آبرو ہو جو دل مین رقت ہو
دیکھ، موتی ہے قطرہ پانی کا

غیر کا اب گزر نہین دل تک
عشق عہدہ ہے پاسبانی کا

دہنِ تنگِ یار کا حلقہ
دُور ہے جام لن ترانی کا

نہ نمک عشق کا نہ زخمیِ دل
کچھ نہ پایا مزا جوانی کا

ہم تو آسی اُنھیں بُلا لائیں
کیا ہے سامان مہمانی کا

غمزے مین جس مین حُسن کے عشق ہو اُس نگار کا
چوٹ ہے جس مین عشق کی حُسن ہے میرے یار کا

لاکھ گلے لگائین وہ رنگ نہین قرار کا
موجۂ بوے گل ہون مین اُنکے گلے کے ہار کا

طوفِ حرم مین قول تھا تیرے شرابِ خوار کا
حلقۂ کعبہ دُور ہے بادۂ خوشگوار کا

جوشِ بہار و سوزِ عشق دونون یہ ایک ہی نہون
رنگ ہے لالہ زار مین سینۂ داغدار کا

تجھ سے بھی کوئی ماہرو پردے مین چھپ گیا مگر
کچھ سبب آخر ابرِ تر گریۂ زار زار کا

موجۂ خندہ موجِ خون صورتِ غنچہ کس لئے
کیون ہو ہنسی سے آشنا مُنھ کسی دل فگار کا

زخمِ جگر سے خون چکان گزرے ہین تیرے خستہ جان
جادۂ منزلِ عدم تختہ ہے لالہ زار کا

لالہ و گُل نے جب شنے تب باغ مین مانتی کیا
یا دلِ داغدار کا یا جگرِ فگار کا

گردنِ جان جھکائے ہے کس لئے ہر نیاز مند
موت بھی کوئی وار ہے خنجرِ نازِ یار کا

خوش گہرون کو پیکرِ گردشِ آسیاے چرخ
سُرمہ بتاتی رہتی ہے دیدۂ اعتبار کا

ڈھانی تھی جاے قصرِ چرخ ہستیِ غیر کی بنا
کشتۂ امتیاز ہون دیدۂ اشکبار کا

محشرِ وعدہ آ ابھی بات ہے اس مین بھید کی
خون تو اپنے سر شے کشتۂ انتظار کا

ایک نظر سے جو کرے دونون جہان کو خراب
دل ہے نظارہ جو اُسی آفتِ روزگار کا

دل کی کشود ہوتی ہے جلوۂ بے حجاب تھا
دل جسے سمجھے تکمہ تھا برقعِ روے یار کا

چہرہ نہ کیون بحال ہو جس سے لگاؤ آنکھ تم
آنکھ تمھاری صاد ہے صنعتِ کردگار کا

پارے کو رکھ کے آگ پر اُن کو یقین ہو گیا
غم مین کہان ملے پتا عاشقِ بے قرار کا

سرِ چشم نقشِ پا ہم ہوئے تیری راہ مین
کوئی پسا ہوا نہ ہو صدمۂ انتظار کا

بات کی بات مین اُنھین توڑتے دیر کچھ نہین
عہدِ وفا بھی دل نہو عاشقِ بے قرار کا

جاے طوافِ حلقۂ دورِ شرابِ ناب ہو
شیخِ حرم مُرید ہے آسیِ بادہ خوار کا

آسیِ نامراد پر بھی وہی جلوہ جس سے ہے
مطلعِ آفتابِ حشر ذرہ مرے غبار کا

گلوے خشک خواہان ہے دمِ تکبیر پانی کا
ذبیحے سے نہ کر بخل اے دمِ شمشیر پانی کا

لگی دل کی بجھاتے ہین جو کھلجاتے ہین دانت اُنکے
یہ موتی کام کرتے ہین دمِ تقریر پانی کا

ہوئی کیا شمع پانی پانی اُنکے روی روشن سے
اگر گل لو تو قطرہ نکلے اے گلگیر پانی کا

اگر کشتِ امل پر ابرِ رحمت ہو کرم فرما
تو بجلی سے اثر بدلے مری تقدیر پانی کا

ہوا جو بے حقیقت - خود بخود سرسبز رہتا ہی
نہین محتاج مثلِ گلشنِ تصویر پانی کا

جو قسمت ہی مین خاک اُڑتی ہو سیری کہان ممکن
لبِ ساحل کی صورت گو ہو دامنگیر پانی کا

خدنگِ آہ نکلا یا کلیجا ہو گیا پانی
ہوائی تیر سُنتے تھے یہ دیکھا تیر پانی کا

مقدر مین ہو یون سب کچھ مگر تدبیر لازم ہی
کہ اک قطرہ نہین ملتا ہی بے تدبیر پانی کا

کسی سائل کو کیا پھیرے جو خود دندانِ سائل ہو
لگا یہ دل مین آکر شعلۂ تقریر پانی کا

پیا جو آبِ آتش رنگ چہرہ ہو گیا کندن
اثر دیکھا اسی مین رو کشِ اکسیر پانی کا

وہ پانی ہی کہ موتی بنکے پہونچا اُنکے کانون تک
نہ کیونکر رشک ہو اے اشکِ بے تاثیر پانی کا

ترا سرگشتۂ الفت یہ روتا ہے اسیری مین
کہ بنتا ہے بھنور ہر حلقۂ زنجیر پانی کا

جو شرحِ مصحفِ عارض لکھے گا عاشقِ گریان
بنے گا بُلبلا ہر نقطۂ تفسیر پانی کا

ہم اپنی تشنہ کامی کا کرین کیا شکوہ اے آسی
گیا شا کی گلوے حضرتِ شبیر پانی کا

عاشق کی جان کنی پر تنہا نہ یار رویا
جس سنگدل نے دیکھا بے اختیار رویا

ہمدرد کی مصیبت دیتی ہے کیا اذیت
بلبل نے نالے کھینچے مین زار زار رویا

رقت سے وقتِ رخصت تھا دیکھنا بھی مشکل
جب آنکھ اُدھر اُٹھائی بے اختیار رویا

اُنکی گلی مین جاکر سوتے آنسو وُنکی پھوٹی
یہ پھوٹ پھوٹ کرمین زیرِ مزار رویا

برباد کر دیا جب قسمت نے گلستان سے
ابرِ بہار بن کر میرا غبار رویا

ثابت جو ہو رہی تھی گلشن کی بے ثباتی
جون جون ہنسے گلِ تر مین زار زار رویا

اظہارِ سوزِ دل کو آسی نے شمع آسا
جون ہی زبان کھولی بے اختیار رویا

تابِ دیدار جو لائے مجھے وہ دِل دینا
منہ قیامت مین دکھا سکنے کے قابل دینا

پانون یارب مجھے تاجِ سرِ منزل دینا
ہاتھ بھی گردنِ مقصد مین حمائل دینا

غیرِ ظاہر نہ مظاہر کی حقیقت سمجھون
اتنی تمیز میانِ حق و باطل دینا

ذوق مین صورتِ موج آکے فنا ہو جاؤن
ایک بوسہ تو بھلا اے لبِ ساحل دینا

رشکِ خورشیدِ جہانتاب دیا دل مجھ کو
کوئی دلبر بھی اسی دل کے مقابل دینا

اصلِ فتنہ ہے قیامت مین بہارِ فردوس
جز ترے کچھ بھی نہ چاہے مجھے وہ دل دینا

تیری الفت مین اسی طرح رہون مین بحال
حال دینا ہو اگر رحم کے قابل دینا

ہاے رے ہاے تری عقدہ کشائی کے مرے
تو ہی کھولے جسے وہ عقدۂ مشکل دینا

خونفشانی ہو مری آئنہ روے قبا
دونون آنکھون کو رگِ گردنِ بسمل دینا

ناتوانی مین سہارے کو ہے یہی کافی
دامنِ لطفِ غبارِ پسِ محمل دینا

سرِ دشمن سے کہین آگ بھڑکتے دیکھی
شمع سان مجھ کو سرافرازیِ محفل دینا

تہمتِ دلدہیِ غیرِ ہوش کیش غلط
آپ معشوق ہین کیا جانین بھلا دل دینا

نقدِ جان و دِل ادھر، دولتِ دیدار ادھر
اُن کو لینا بہت آسان ہے مشکل دینا

رہ کے آغوش مین اے بحرِ کرم عاشق کو
قسمتِ سوختۂ سبزۂ ساحل دینا

تنگیِ غنچۂ پژمردہ ہو صحراے وسیع
اِس قدر کلفتِ افسردگیِ دل دینا

وعدہ کرنے سے بھی تنگیِ دہن نے روکا
بوسہ کیسا کہ زبان اُن کو ہے مشکل دینا

درد کا کوئی محل ہی نہین جب دل کے سوا
مجھ کو ہر عضو کے بدلے ہمہ تن دل دینا

آسیِ زار مین کچھ ضعف سے حالت نہ رہی
درد دینا ہو تو برداشت کے قابل دینا

کسی مین جو کوئی فنا ہو گیا
نہ پوچھ اُسکو آسی وہ کیا ہو گیا

پلائی ہے ساقی نے ایسی شراب
کہ جو رند تھا پارسا ہو گیا

کسی کے نکالے نکلتا نہین
عدو بھی مرا مدعا ہو گیا

دلِ پُر ہوس مرغِ نکہت کی طرح
اسیرِ کمندِ ہوا ہو گیا

انا الحق بھلا قول منصور تھا؟
بتاؤ تو بندہ خدا ہو گیا

اُڑایا ہے کس گل نے رنگِ چمن
کہ ہر نخل گلگون قبا ہو گیا

جب اُس بُت کے کوچہ مین رہتے تھے ہم
جو چاہا کیا جو کیا ہو گیا

دِل اُس کوچۂ زلف مین کیا پھنسا
کہ آسی اسیرِ بلا ہو گیا

عدو کے واسطے آخر مجھے حلال کیا — تمام عمر کے قصے کا انفصال کیا

اُٹھا کے دستِ مژہ در بدر سوال کیا — ہماری آنکھون نے دریوزۂ جمال کیا

تپ فراق مین اب ضعف نے یہ حال کیا — چلی جو سانس تو سینہ کو پائمال کیا

بنا دیا مجھے مشتاق اپنی رویت کا — بھوؤن کو جس نے تری غیرتِ ہلال کیا

دو ٹکڑے ہو کے ہوا دونون گالون پر صدقے — فدائیون مین ترے چاند نے کمال کیا

اثر دیا ہے مری آہِ نیم شب کے لئے — مرے کریم نے پورا مرا سوال کیا

گلو نکے کر دئے ظالم نے چاک چاک جگر — کلی کے دل کو لہو کر کے تنگحال کیا

تمام لالون کو انگارون پر لپٹا ڈالا — غرضکہ باغ کو اچھی طرح نہال کیا

خبر تو لو کہین آسی دلفگار نہ ہو
اُگل اُگل کے لہو کس نے انتقال کیا

ہم تو ڈرتے تھے کدھر حکم خدا نے بھیجا — بارے اے بُت ترے کوچے مین خدا نے بھیجا

تیرے کوچے مین جسے ہو ہوسِ حور و قصور — کس جہنم مین اُسے حرص و ہوا نے بھیجا

موقعِ کسبِ کمالات وہان کس کو ملا — وہی اچھے جنھین دُنیا مین خدا نے بھیجا

شام سے تا بہ سحر دیکے دُھنی اُس در پر — مژدۂ حُسنِ قبول اپنی دعا نے بھیجا

عاقبت بین وہ نہین جنکے فلک پر ہین دماغ — خاک مین ملنے کو دنیا مین خدا نے بھیجا

جامۂ فقر کے رہتے عرفا جامے مین — یہ وہ خرقہ ہے جسے آلِ عبا نے بھیجا

آسیِ نامہ سیہ لائقِ دوزخ بھی نہ تھا
خلد مین الفتِ شاہِ شہداؑ نے بھیجا

بدرقہ راہِ طلب مین نہین ہمت کے سوا — راہبر کوئی نہین جوشِ محبت کے سوا

اور کیا چاہتی ہے آرزوئ دل اُن سے / کچھ نہین حُسن کی سرکار مین حسرت کے سوا

نظر و ناظر و منظور نہ جب ایک ہوئے / کیا ملا روزِ قیامت مین ندامت کے سوا

کیا خبر کوچۂ جانان کی تجھے اے واعظ / عشق بازونکی ہی جنت تری جنت کے سوا

تابعِ خواہش محبوب ہو جس کی خواہش / غم نہ پاس اُسکے کبھی آئے مُسرّت کے سوا

حُسنِ صورت کیلئے خوبیٔ سیرت ہے ضرور / گُل وہی جس مین کہ خوشبو بھی ہو رنگت کے سوا

پوچھتے ہو شہِ جیلان کے فضائل آسی / ہر فضیلت کے وہ جامع ہین نبوّت کے سوا

وہ اگر بے حجاب ہو جاتا / خلق مین انقلاب ہو جاتا

دل سے ہوتی اگر دوئی معدوم / ذرّہ بھی آفتاب ہو جاتا

حشر تک ہوش مین نہ آتے کلیم / وہ اگر بے نقاب ہو جاتا

آتشِ عشق نے جگر پھونکا / دِل بھی جل کر کباب ہو جاتا

تم پلاتے جو ہاتھ سے اپنے / ہر قدح آفتاب ہو جاتا

عشق مین لُطف ہے تڑپنے کا / یہ سکون اضطراب ہو جاتا

دِل لگانا ثواب تھا لیکن / جی چھُڑانا عذاب ہو جاتا

نہ لگاتے بتون سے دِل آسی / نہ زمانہ خراب ہو جاتا

پسند آیا تو لے لو دل ہمارا / مگر دِل پھر بھی کس قابل ہمارا

کوئی ہے جو نہ ہو حاصِل ہمارا / مگر مِلنا ہوا مشکل ہمارا

نہین ہوتا کہ بڑھ کر ہاتھ رکھدین / تڑپتا دیکھتے ہین دِل ہمارا

جمال اُنکا ہے آبِ زندگانی ۔۔۔ مگر جینا کیا مشکل ہمارا
چھری بھی تیز ظالم نے نہ کر لی ۔۔۔ بڑا بے رحم ہو قاتل ہمارا
تموجِ بحرِ غم کا دیکھتے ہو ۔۔۔ حُبابِ دل ہے دریا دل ہمارا
یہ گرمیِ آتشِ دوزخ میں واعظ ۔۔۔ کوئی نالہ ہوا شامل ہمارا
چلا سفاک یہ جی مین نہ آئی ۔۔۔ تڑپتا ہے ابھی بسمل ہمارا
نہ آتا ہم تمھارا دیکھ لین گے ۔۔۔ جو نکلا جذبِ دل کامل ہمارا
دلِ گردون سے لیکر تا دلِ دوست ۔۔۔ گیا نالہ کہئی منزل ہمارا
تامل ہے جو پاس آنے مین اُنکو ۔۔۔ وہان جانا بھی لاحاصل ہمارا
دمِ نزع آنے کا وعدہ تو دیکھو ۔۔۔ کہ اب مرنا بھی ہو مشکل ہمارا
اگر قابو نہ تھا دل پر بُرا تھا ۔۔۔ وہان جانا سرِ محفل ہمارا
بھلا وہ دشمنِ جان دوست ہوگا ۔۔۔ ہوا پندار اب باطل ہمارا
یہ حالت ہے تو شاید رحم آجائے ۔۔۔ کوئی اُسکو دکھا دے دل ہمارا
محیطِ جلوہ بے رنگ ہے دل ۔۔۔ کہین پیدا نہین ساحل ہمارا
اُنھین کی چھیڑ تھی اِس رنگ مین بھی ۔۔۔ خیالِ غیر تھا باطل ہمارا
طلب اُنکی پھرین ہم گرد اپنے ۔۔۔ جنونِ عشق تھا کامل ہمارا
مزا ہر آن مین ہے شانِ نو کا ۔۔۔ مگر جب دل نہو غافل ہمارا
متاعِ گرمیِ بازارِ جان ہے ۔۔۔ وہ برقِ خرمنِ حاصل ہمارا
تحکم ہم سے یارِ بے دہن کا ۔۔۔ نہ کیون ہو مدعی قائل ہمارا
کبھی ہم کو نہ ڈھونڈھا تو نے اے قیس ۔۔۔ دلِ ہر ذرہ تھا محمل ہمارا

محیطِ رنگِ نیرنگِ فنا ہین
جمالِ دوست ہے ساحل ہمارا

نہ جانا کچھ طرازِ گنجِ اسرار
امانت دار تھا جاہل ہمارا

وہ کاش اتنا قیامت مین تو پوچھین
کہان ہے آسی بے دل ہمارا

سجدۂ در جو تمھارا نہ مُیسّر ہوتا
وہ ہی ہم ہوتے وہی سر وہی پتھر ہوتا

خارِ خارِ غمِ الفت کی اگر حد ہوتی
روکشِ وادیِ مجنون نہ مرا گھر ہوتا

ہجر کی رات بھی پہلو کو نہ خالی پایا
غم تمھارا دلِ عاشق ہین نہ کیونکر ہوتا

میل ہوتا اُسے شاید کبھی جنسیت سے
دل کے بدلے مرے پہلو مین بھی پتھر ہوتا

کبھی بوسہ بھی میسر نہین اُس میکش کا
لبِ عاشق ہی الٰہی لبِ ساغر ہوتا

اور کر دیتی ہے بسمل نگہِ لطف اُس کی
رحم آتا ہے کسی دن جو ستمگر ہوتا

دل ہی سینے مین نہین کون کرے بیتابی
لاکھ صدمے ہون مگر مین نہین مضطر ہوتا

خیر آجاتی قیامت تو قیامت ہی سہی
دیکھ لینا تو کسی طرح مُیسّر ہوتا

نہ تڑپتے کبھی اس ضعف مین ہم ذبح کے بعد
جو نظارہ نہ تمھارا تہِ خنجر ہوتا

عشق غارت ہو کہین مار ہی ڈالا مجھ کو
نقدِ جان دے کے تو اک بوسہ میسر ہوتا

دل مین وہ آئے مگر ناز نہ کر اس دل پر
یعنے آتے وہ عدو کا نہ اگر گھر ہوتا

شکلِ ابروِ مہِ نو مین وہ کہان جوہرِ قتل
کیا فلک بھی مرے قاتل کے برابر ہوتا

چشمۂ حور مین نہ کیون محو ہوا مثلِ حُباب
ایک ذرّہ نہ ترے حکم سے باہر ہوتا

تم لپٹ جاتے اگر آکے مرے پہلو سے
نالہ شرمندہ نہ سینے سے نکل کر ہوتا

گروں اُن آنکھون سے مین اور نہون تر آنکھین
کیا ارادہ ہے کہ آنسو سے بھی کمتر ہوتا

مرگیا آسیِ دلگیر بھی انا اللہ
مرضِ عشق سے کوئی بھی توجانبر ہوتا

اہلِ ہمت کا کبھی بیجا نہ دیکھا اضطراب
عینِ ہستی ہے برائے موج دریا اضطراب

ناصح اندھا ہے جو سمجھا ہی ہمارا اضطراب
صورتِ امواج مین کرتا ہی دریا اضطراب

مرگئے پر جو فنا ہو جائے وہ کیا اضطراب
سیکھ جائے آپکی کشتی سے پارا اضطراب

کیا ہماری خاک سمجھا یا کہ کوچہ آپ کا
خاک اُڑانے مین جو کرتا ہی بگولا اضطراب

تیرے روکے ہم کہین رُکتے ہین واعظ تو بھی
جب کرے بہرِ طوافِ یار کعبا اضطراب

بعدِ مُردن ہو تو ہو یہ تجربہ اے پند گو
عشقبازون کو سکون اچھا کہ اچھا اضطراب

کیا ہمین چلنا نہین ہے جانبِ مُلکِ عدم
دم توڑے لی اے شرارِ جستہ اتنا اضطراب

حشر کا میدان اور اُس مین دلِ دیدار جو
وہ سراسر فتنہ یارب یہ سراپا اضطراب

طائرِ جان کو نکلنے دے قفس سے صبر کر
دیکھنا ہو جائیگا اک روز عنقا اضطراب

ایسی حالت یا الٰہی اور مین مرتا نہین
جانفزا ہے دردِ دل یا روح افزا اضطراب

مثلِ سیماب آگیا آخر پسِ کُشتن قرار
آرزوی قتل ہی مین تھا وہ سارا اضطراب

سانس لینا مشکل اور اُس پر تڑپنا لوٹنا
ہائے یہ بیطاقتی اور اِسطرح کا اضطراب

گریۂ وقتِ دُعا بیتابیِ حُسنِ قبول
جیسے پانی دیکھ کر کرتا ہے پیاسا اضطراب

واہ وا حُسنِ مذاقِ تلخکامِ عشق واہ
لذت افزا رنا لے راحت افزا اضطراب

جوششِ نازِ جلوہ برقِ خرمنِ صبر و قرار
ذرے کو ہوتا ہے پیشِ مہر کیا کیا اضطراب

اضطرابِ کلفتِ ناکامیِ دلِ آرزو
موجۂ طوفانِ زہرابِ تمنا اضطراب

کیا امیدِ زندگی اب آسیِ بیتاب کی
جان گسل آزارِ الفت روح فرسا اضطراب

وفا دشمن ہو تم یا ہو جفا دوست
بہر صورت مجھے رہنا رضا دوست

کوئی دشمن ہوا آسی یا مرا دوست
مین سب کا دوست کیا دشمن ہو کیا دوست

جگر دل دونون زخمی مہ لقا دوست
نہین کھلتا کہ وہ دشمن ہی یا دوست

مرا سینہ حریفِ طورِ سینا
مرا دل جلوۂ برقِ فنا دوست

ترقی و تنزّل کی نہ پوچھو
مین دشمن ہو گیا دشمن ہوا دوست

لباسِ امتِ عیسیٰ مین ہو کر
نہ پھر کہنا کہ ہین آلِ عبا دوست

مجھے نیرنگِ دل نے مار ڈالا
یہ دشمن کا ہے دشمن دوست کا دوست

خدائی چاہتی ہے مین خدا ہون
کوئی ہو گا نہ ہو گا جو بقا دوست

فریبِ عالمِ صورت سے بچنا
نہین کوئی کسی کا جز خدا دوست

نشانِ ہستیِ عاشق نہ رکھا
مگر دشمن ہے دشمن سے سوا دوست

فقیرون کا بنا لون بھیس مین بھی
وہ شاہنشاہِ خوبان ہے گدا دوست

دعا مین رات آسی کو بھی پایا
نہین کوئی نہ ہو جو مدعا دوست

رات ہی رات تو بس مردِ خوش اوقات کی رات
ہے شبِ قدر سے دعوائے مساوات کی رات

گریۂ غم ہے کہ ساون کی جھڑی تا دمِ صبح
میری آغوش نہ کیون ہالۂ مہتاب بنے

گریۂ شوق کی یا ذوقِ مناجات کی رات
ہم گدایانِ درِ پیرِ خرابات کی رات

کوئی موسم ہو یہان رہتی ہی برسات کی رات
بس زیادہ نہین اے رشکِ قمر رات کی رات

رات دن ہوتی ہو اللہ رے تیری قدرت — عید کا روز ہو یا روز دن کی ملاقات کی رات

شبِ دیجور ہے یا ظلمتِ ایامِ فراق — کیا لکھی تھی مری تقدیر مین دن رات کی رات

سخت دشوار تھی معشوق سے عاشق کی شناخت — وصل کی رات تھی یا تھی وہ طلسمات کی رات

رات خاکِ کفِ پا اُسکے سگِ در کی ملی — اس سے کیا بڑھکے کوئی ہوگی مباہات کی رات

صبح بھی ساتھ ہی اے مہرِ جہانتاب آئی — تم جب آئے نہ رہی اور کسی بات کی رات

بُعد تھا قرب، جُدائی تھی اگر عینِ وصال — یاد ہے اے کششِ دل وہ کرامات کی رات

وقت بیوقت کے جھگڑے ہین وجود اور عدم — دن ستارونکی فنا، نفی ہے ذرات کی رات

کچھ ہمین سمجھین گے، یا روزِ قیامت والے — جس طرح کٹتی ہے اُمیدِ ملاقات کی رات

پھر نہ سجدے سے اُٹھے کر کے شبِ وصل کی قدر — کہ شبِ قدر تھی طاعات و عبادات کی رات

رات ساتھ آئیگی آنے دو اگر دن کو بھی آئین — زلف کی زلف ہے وہ زُلفِ سیہ رات کی رات

اب تو پھولے نہ سمائینگے کفن مین آسی
ہے شبِ گور بھی اس گُل کی ملاقات کی رات

کہان گلشن کہان روئے محمدؐ — کہان سُنبل کہان موئے محمدؐ

دلِ صد چاک ہے مانندِ شانہ — بسی ہے بوئے گیسوئے محمدؐ

ہے عالم آہن و آہن رُبا کا — کھنچا جاتا ہے دل سوئے محمدؐ

دمِ جان بخش اعجازِ مسیحا — نسیمِ گلشنِ کوئے محمدؐ

کیا رحم و کرم بندون پر اپنے — خدا سے ملتی ہے خوئے محمدؐ

نہ چھائی مشتِ خاک اپنی کسی نے — ہے دل ہی مین رہ کوئے محمدؐ

حیاتِ جاوِدان پاتا ہے آسی
قتیلِ تیغِ ابروئے محمد

دلِ شیدا ہے بیمارِ محمد
اسیرِ زلفِ خمدارِ محمد

جو داغِ دل ہے چشمِ آرزو ہے
غضب ہے شوقِ دیدارِ محمد

عزیزِ مصرِ دل کہتے ہین اسکو
ہے یوسف بھی خریدارِ محمد

اگر مُردہ سُنے زندہ ہو دم مین
دمِ عیسیٰ ہے گفتارِ محمد

بچھاتا ہے دل قدمون کے نیچے
یہ ہے اندازِ رفتارِ محمد

سدا جنکو بہارِ بے خزان ہے
وہ ہین گلہائے رخسارِ محمد

دمِ نزع آئے جان آنکھون مین جس دم
خدا دکھلائے دیدارِ محمد

گھلے کبتک تپِ فرقت سے یارب
مریضِ چشمِ بیمارِ محمد

مدینہ ہو مرا مدفن الٰہی
بسون مین زیرِ دیوارِ محمد

خریدارانِ یوسف کا ہے دل سرد
یہ ہے گرمیِ بازارِ محمد

محمد ہین خدا کے عاشقِ زار
خدا ہے عاشقِ زارِ محمد

پھر آئے دم مین عرشِ کبریا سے
یہ ہے اعجازِ رفتارِ محمد

نہین اپنے گناہونکا مجھے غم
مین آسی ہون گنہگارِ محمد

وہان پہونچکے یہ کہنا صبا سلام کے بعد
تمھارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

شبِ وصال، بیانِ غمِ فراق عبث
فضول ہے گلۂ زخم التیام کے بعد

وہان بھی وعدۂ دیدار اس طرح ٹالا
کہ خاص لوگ طلب ہونگے بارِ عام کے بعد

گناہگار کی سن لو تو صاف یہ ہے
کہ لطفِ رحم و کرم کیا پھر انتقام کے بعد

طلب تمام ہو مطلوب کی اگر حد ہو
لگا ہوا ہے یہان کوچ ہر مقام کے بعد

وہ خط وہ چہرہ وہ زُلفِ سیاہ دیکھو تو
کہ شام صبح کے بعد آئی صبح شام کے بعد

تجھے کہے کوئی کیونکر نہ غیرتِ عیسیٰؑ
رہا نہ ہوش کسی کو ترے کلام کے بعد

پیامبر کو روانہ کیا تو رشک آیا
نہ ہم کلام ہو اُس سے مرے کلام کے بعد

تمام ہون ابھی جھگڑے یہ لن ترانی کے
دکھا دو جلوہ خدارا اگر کلام کے بعد

ابھی تو دیکھتے ہین ظرف بادہ خوارونکا
سُبو و خم کی بھی ٹھہرے گی دورِ جام کے بعد

الٰہی آسیِ بیتاب کس سے چھوٹا ہے
کہ خط مین روزِ قیامت لکھا ہی نام کے بعد

سر مین سودا ہے تو سودائے محمد ارشدؒ
دِل جو شیدا ہے تو شیدائے محمد ارشدؒ

آنکھین اندھی نہ تمھاری ہون تو اے شمس و قمر
دیکھو نورِ رُخِ زیبائے محمد ارشدؒ

کچھ نہ پوچھو مجھے کس دشت مین کس سحر مین
لئے پھرتی ہے تمنائے محمد ارشدؒ

ماہ و خورشید و کواکب کو سمجھتے کیا ہو
ہین یہ سب فیض تجلائے محمد ارشدؒ

مشعلِ راہِ ہدایت ہو، اگر ہاتھ آجائے
ذرۂ خاکِ کفِ پائے محمد ارشدؒ

سیرِ اقطارِ حقیقت کے لئے سالک کو
زادِ رہ نقد تولّائے محمد ارشدؒ

ہائے رے ہائے وہ الطاف و عنایات کی رات
اے مین قربانِ کرمہائے محمد ارشدؒ

ناخنِ پائے مبارک سے سرِ اقدس تک
جلوۂ حق ہے سراپائے محمد ارشدؒ

کھینچی ہے عالمِ بالا مین بھی طوبیٰ نے کمین
صورتِ قامتِ رعنائے محمد ارشدؒ

دوست کا دوست بھی ہی آئینہ دارِ رُخِ دوست
عارفِ حق ہے شناسائے محمد ارشدؒ

دل کو کر دیتی ہے مرآت جمال ازلی
نگہ لطفِ دل آرائے محمد ارشدؔ

کر دیا دولتِ کونین سے آسی کو غنی
واہ رے گنج تولاّے محمد ارشدؔ

نہ میرے دل نہ جگر پر نہ دیدۂ تر پر
کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر پر

تمھارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے
نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منور پر

وفورِ جوشِ ضیا اور اُنکے دانتوں کا
حبابِ گنبدِ گردوں ہو آبِ گوہر پر

گناہگار ہوں میں واعظو تمھیں کیا فکر
مرا معاملہ چھوڑو شفیعِ محشر پر

ان ابروؤں سے کھو کشتنی میں جان بھی ہو
اسی کے واسطے خنجر کھنچا ہے خنجر پر

پلادے آج کہ مرتے ہیں رند اے ساقی
ضرور کیا کہ یہ جلسہ ہو حوضِ کوثر پر

صلاحیت بھی تو پیدا کرلے دلِ مضطر
پڑا ہے نقشِ کفِ پائے یار پتھر پر

کسی نے لی رہِ کعبہ کوئی گیا سوئے دیر
پڑے رہے ترے بندے مگر ترے در پر

اخیر وقت ہے آسی چلو مدینے کو
نثار ہوکے مرو تربتِ پیمبر پر

وہ کون حسرت تھی دل میں ایسی کہ وقفِ صد پیچ و تاب ہوکر
جب آنکھوں تک جوش کھاکے آئی ٹپک پڑی خونِ ناب ہوکر

ہنوز پردے میں تم ہو لیکن، ہزاروں فتنے اُٹھا دئے ہیں
اگر قیامت کروگے برپا، جو نکلوگے بے حجاب ہوکر

شگوفہ تھا دل کی بیکلی کا، لطیفہ تھا بس وہ عاشقی کا
ادھر سے نکلا سوال ہوکر اُدھر سے آیا جواب ہوکر

نعیم کیسی جحیم کیسی ۔ کرشمے سارے یہ حسن کے ہین
کسی کو لوٹنا ثواب ہو کر، کسی کو مارا عذاب ہو کر

وہ ہین سوارِ سمندِ خوبی ۔ ہلال شوال کی یہ شوخی
گلے لگا اُن کے ہو کے کنٹھا، قدم لئے ہین رکاب ہو کر

بلندی اُس کی اُسی کی پستی ہر ایک شے مین اُسی کی مستی
عروج اُسی کا رسول ہو کر، نزول اُسی کا کتاب ہو کر

وہ حسن جسپر نظر نہ ٹھہرے، بہار اسکی دکھا رہی ہے
کہین صباحت نقاب ہو کر، کہین ملاحت حجاب ہو کر

خبر جو محشر مین بھیڑ کی ہے، وہ حسرتون کا ہجوم ہو گا
وہ داغ ہو گا کسی کے دل کا جو چمکے گا آفتاب ہو کر

شناخت اُسکی ہو سہل کیونکر کہ جب نہ تب بھیس اک نیا ہے
جو دن کو خورشید ہو کے نکلا تو رات کو ماہتاب ہو کر

مین دل سے اُس شیخ کا ہون قائل جو میکدے مین پڑھے تہجد
لگائے مسجد مین نعرے ہو حق کے محو دھنِ شراب ہو کر

فراق مین اس قدر نہ تڑپو ابھی تمھین کچھ خبر نہین ہے
بڑھے گی کچھ اور بے قراری وصال مین کامیاب ہو کر

نگاہین برچھی نہین ہین اُنکی؟ کہ غمزہ اُنکا نہین ہے خنجر؟
کرین گے اقرارِ خونِ عاشق کبھی تو وہ لاجواب ہو کر

نہ کر تو اس کی مذمت اتنی، بہشت کی چیز ہے یہ واعظ

یہ بلکہ ہے جوشِ بحرِ رحمت اگرچہ آیا شراب ہو کر
کسی کو بے ذوق کر دیا ہے دکھا کے فصلِ خزانِ پیری
کسی کو بلبل بنا لیا ہے بہارِ باغِ شباب ہو کر
بدن وہ تھا یا کوئی گلِ تر، پھر اُس کی خوشبو وہ روح پرور
جدھر سے گزرے بسا وہ رستہ، بہا پسینہ گلاب ہو کر

جناب ناسخ کی یہ ہدایت ہے یاد رکھنا تم اسکو آسی
غزل مین ایسے ہون شعر جن مین کہی نہ ہو انتخاب ہو کر

وہی جو مستوی عرش ہی خدا ہو کر
اُتر پڑا ہے مدینے مین مصطفٰا ہو کر
کیا جو عشق نے کاہیدہ مثل کاہ مجھے
کشش کسی کی اُڑا لے گئی ہوا ہو کر
قرار جز دلِ عاشق کجا حسینان را
وہ آخر آئے مرے دل مین جا بجا ہو کر
نہ پوچھو تندی و تیزی مئی محبت کی
جسے یہ نشہ چڑھا رہ گیا فنا ہو کر
مرا سفینہ تلاطم مین بحر عشق کے ہے
مزا تو جب ہے خدا آئے ناخدا ہو کر
بجز تمھارے کسی کا وجود ہو یہ محال
مگر تمھین نظر آتے ہو ماسوا ہو کر

نثار کیون نہ کرین جان اُسپر اے آسی
فلک سے جا کے لگے جس کی خاک پا ہو کر

جز اسکے کہ آنکھین ہون کبھی لخت جگر ریز
دیکھا ہی نہین نخل محبت کو ثمر ریز
گُل باغ مین زر ریز ہین شبنم ہے گہر ریز
اک ہم ہین کہ دن رات رہی لختِ جگر ریز
بس بس مرے آگے نہ کر اے مُرغ سحر ریز
تیر ابھی کبھی نالہ ہوا کوئی شرر ریز
اُس رشکِ چمن ترک کی صحبت کی یہ تاثیر
بلبل کی طرح کرتے ہین گلہائے سپر ریز

کیا جانئے سینے مین کہان آگ لگی ہو — آہین ہین دھوان دار تو نالے ہین شرر ریز

کیون عاشق گریان سے ملاتے نہین آنکھین — دیکھو یہ وہ آنکھین ہین کہ رہتی ہین گہر ریز

شیرینی لعل لب جانان سے ہے ظاہر — طوطی خطِ سبز حسینان ہے شکر ریز

موقع ہے یہی بجھ سے اُڑا کیون نہین جاتا — کیا ہجر ہے اے طائرِ جان موسمِ پر ریز

یہ شامِ شبِ وصل ہو دھوکے مین نہ آنا
آسی رُخِ محبوب ہے خود نورِ سحر ریز

کیا تجھ سے طلب کرے یہ جانسوز — بس ایک نگاہ دو جہان سوز

شعلہ بھی ہو کیا شبیہ مجھ سے — ظاہر، باطن، نہان، عیان سوز

وہ سوزِ تپِ فراق پوچھین؟ — جانا کہ یہ ذکر ہے زبان سوز

ساقی کی نگاہِ مست تھی آہ — یا بادۂ تند استخوان سوز

کچھ سوزِ درون کی انتہا ہے — اک آہِ ضعیف مغزِ جان سوز

ہم اور خموش اے قیامت — گرمی جلوے کی ہو فغان سوز

کس دشت مین عشق نے تھکایا — ہر ریگ وان ہو کاروان سوز

ہر داغِ جگر ہے صورتِ گل (غیرت) — ہر آتش گل ہو گلستان سوز

بلبل ہے کہ آسمان اندوہ — نالہ ہے کہ برقِ آشیان سوز

سر جوشِ شرابِ غم تھا — یا آتشِ تند خانمان سوز

خود شعلہ ہے ساز و سوزِ شعلہ — کیون جوشِ فغان نہو فغان سوز

بے پردہ ہے عرش کا نظارہ — ہر نالۂ دل ہے آسمان سوز

اُس خلوتِ راز کے طلسمات — جو راز کھلا وہ رازدان سوز

وہ جانِ نزار آسیِ زار
وہ تاب گداز غم، توان سوز

حُسن کی کم نہ ہوئی گرمیِ بازار ہنوز
نقد جان تک لئے پھرتے ہین خریدار ہنوز

اپنی عیسیٰ نفسی کی بھی تو کچھ شرم کرو
چشمِ بیمار کے بیمار ہین بیمار ہنوز

طائرِ جان قفسِ تن سے تو چھوٹا لیکن
دامِ گیسو مین کسی کے ہے گرفتار ہنوز

ہم بھی تھے روزِ ازل صحبتی بزمِ الست
بھولتی ہی نہین وہ لذتِ گفتار ہنوز

ساتھ چھوڑا سفرِ مُلکِ عدم مین سب نے
لپٹی جاتی ہے مگر حسرتِ دیدار ہنوز

کیا خراباتیون کو حضرتِ آسی نہ ملے
کہ سلامت ہے وہی جُبہ و دستار ہنوز

کیا میری کائنات کہان جُبّۂ شریف
سر پر ہے میرے جلوہ فشان جُبّۂ شریف

حیرت ہے اُسکے ظاہر و باطن کے حال مین
پنہان تو نورِ حق ہے عیان جُبّۂ شریف

وہ کیا ہے جس مین بوے نبیؐ ہے بسی ہوئی
مجھ سے جو پوچھو کہدون کہان جُبّۂ شریف

گزرا جدھر سے نور فشان ہو کے کر گیا
رستے کو رشکِ کاہکشان جُبّۂ شریف

عرشِ برین کو کیون نہو رشک اُس زمین کا
رونق فزا ہو آ کے جہان جُبّۂ شریف

ہان منکرو جو تم کو نہ سوجھے عجب نہین
پردون مین نور کے ہے نہان جُبّۂ شریف

جنت دھری ہے اہلِ زیارت کے واسطے
ہے خضرِ راہِ باغِ جنان جُبّۂ شریف

اے اہلِ ذوق لوٹ لو دیدار کے مزے
سوچو تو دل مین پھر یہ کہان جُبّۂ شریف

اس وقت زندگی مری آسی اسی مین ہے
مین اور میری روحِ روان جُبّۂ شریف

ایک عالم ہے کہ تقتل مین ہو قاتل کی طرف — دھار خنجر کی فقط عاشق بے دل کی طرف

اُس سے مانگا بھی اگر کچھ تو اُسیکو مانگا — دیکھنا حوصلہٗ و ہمتِ سائل کی طرف

ترک دُنیا تو ہو دُنیا طلبی سے آسان — چھوڑ کر سہل عبث جاتے ہین مشکل کی طرف

ہین خدنگِ نگہِ مست کے صدقے ساقی — ایک تیر اور بھی میرے دلِ بسمل کی طرف

نسبتِ غیر بجز تہمتِ بیجا کیا ہے — دل ہو جب اسکی طرف رُخ ہو مُسائل کی طرف

ہائے تم نالۂ پُر درد ہمارا نہ سُنو — گوش گُل ہو ہمہ تن شورِ عنادل کی طرف

مستیِ نعرۂ ہو حق بھی کہین وعظ مین ہی — چھوڑ کر حق کو عبث جاتی ہین باطل کی طرف

طعن و تشنیع سے نقصان نہین عارف کا — طعنِ ناقص کبھی عائد نہو کامل کی طرف

جوش ہے صدق طلب کا کہ اُسی کی ہو کشش — خود بخود پانون اُٹھے جاتے ہین منزل کی طرف

کون اس گھاٹ سے اترا کہ جنابِ آسی — بوسہ لینے کو جھکے ہین لبِ ساحل کی طرف

سُن لے میری التجا اے غوثِ پاکؓ — تا بکے تڑپون برائے غوثِ پاکؓ

دل ہو اے آسی فدائے غوثِ پاکؓ — جانِ شیدا مبتلائے غوثِ پاکؓ

جانئے اُس کو ولی اللہ کا — جسکے دل مین ہو ولائے غوثِ پاکؓ

نورِ چشمِ مصطفےٰ و مرتضیٰ — نورِ حُسنِ دلکشائے غوثِ پاکؓ

دیکھئے شانِ عُلوِ منزلت — عرش ہے دولتسرائے غوثِ پاکؓ

گردنین ہون اولیا کی زیرِ پا — کون ہے ایسا سوائے غوثِ پاکؓ

کیون رہے یہ کعبۂ دل بے غلاف — ہاتھ اگر آئے ردائے غوثِ پاک

زیرِ فرمان ہین زمین و آسمان — رشکِ سلطان ہے گدائے غوثِ پاک

روزِ محشر آسیِ بیچارہ کو
بخشنا یارب براے غوثِ پاکؓ

لب بہ لب ہے آج تجھ سے تیرے مستانے کی خاک
خوب پہچان اے بتِ می نوش پیمانے کی خاک

حشر و نشر و حسرت و اندوہ دکھارات دن
کیا قیامت خیز نکلی تیرے دیوانے کی خاک

اگہ گوئی تابشِ ہر ذرہ از تاب خور است
مطلع نورِ خدا ہے ہر صنم خانے کی خاک

ہاے اُن قسمت زدونکے سینہ و قلب و جگر
جنکے قالب مین پڑی ہو میرے غمخانے کی خاک

اک ذرا دامن اُٹھاے اے نگارِ شمع رو
شعلہ زارِ سوزِ غم ہے تیرے پروانے کی خاک

گردشِ صد جامِ وحشت ایک اک ذرے مین ہے
بزمِ صہبائے جنون ہے تیرے دیوانے کی خاک

ذرہ

ذوقِ اہلِ سکر و زہدِ خشک ایدل ہاے ہاے
صرفِ جامِ بادہ کر سبحے کے ہر دانے کی خاک

تیرے ہی جلوے ہین جب توڑا بتِ پندار کو
لاکھ کعبے کا ہیولا ایک بت خانے کی خاک

ایک اک ذرہ ہے فردِ دفترِ صد سوزِ غم
داستان سنجِ دلِ عاشق ہی پروانے کی خاک

بے سبب گڑنا نہین اسکا یہان صہباکشو
قالبِ خم مین مگر ڈالی ہے میخانے کی خاک

نہ تو کیون آنے لگے پھر کچھ سبب اے بیخودی
گردہٗ باغِ ارم ہے میرے ویرانے کی خاک

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا!
یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک

بوالہوس تجھ کو اگر تھی گنجِ مخفی کی تلاش
چھاننا تھی مثلِ آسی دل کے ویرانے کی خاک

ساتون فلک ہین نقطۂ نافِ فضاے دل
یعنی نگاہ ہو تو نہین کچھ وراے دل

دل جس سے مِل گیا وہی نکلا بجاے دل
یا یون کہو کہ کچھ بھی نہین ہے سواے دل

سوگند بے دلون کی تجھے اے خداے دل
دینا ہو کچھ مجھے تو نہ دینا سواے دل

انسان کے لئے نہین دولت سوائے دل
در در پھر و جہان مین ہو کر گدائے دل

کچھ ضعف ہے کہ پست ہوئے نالہ ہائے دل
یا چوٹ کھا کے پھوٹ گیا ہو درائے دل

اے تیغ بیگنہ کُش ابروے دلرُبا
ناخن ترا ہے عقدۂ مشکل کشائے دل

رہتا ہون تیرے دل مین یہ دعوی ہے آپ کا
فرمائیے تو کیا ہے مرا مدعائے دل

عیسی وہی جو زندہ کرے دِل مرا ہوا
بس خضر وہ ۔ اُدھر کو جو ہو رہنمائے دل

دل تھا وہ جس نے کھود کے پھینکا پہاڑ کو
جان اپنی کوہکن کی طرح کر فدائے دل

دلبر کسی کو سمجھے تھے دشمن کسی کو ہم
دیکھا جو غور سے تو نہ تھا کچھ سوائے دل

کشور کشا وہی جسے ہو فتح دِل نصیب
شاہی اُسی کی جو کہ ہو فرمانروائے دل

رہتے ہو دل مین واقفِ اسرارِ دل ہو تم
پورا کرو بغیر کہے مدعائے دل

دلبر سے ملنے کی جو ہوس ہے تو دلکو ڈھونڈھ
شوقِ وصالِ یار ہے ذوق لقائے دل

توحید، مدعا و رہِ عشق واہ وا
دونون ہین ایک جاکے کسی پر کہ جائے دل

کچھ بھی نہ آرزو ہو یہ ہے دل کی آرزو
کوئی نہ مدعا ہو یہ ہے مدعائے دل

ہوتی ہے مشتعل یہ جہنم کی آگ سے مستحیل
دیکھو نہ گرم ہو کہین دل مین ہوائے دل

تم، اور دل مین، اب تو کہونگا پکار کر
دل کی نہ ابتدا ہے نہ ہے انتہائے دل

مانگون اگر بہشت تو دوزخ نصیب ہو
تیرے سوا ہو کچھ بھی اگر مدعائے دل

بیتابیِ فراق مین تا اوج بام چرخ
دیکھا جو غور سے تو نہ تھا کچھ سوائے دل

صدقے مین زور بازوئے اطہر کے یا علیؑ
آسی کو اپنے کیجیے خیبر کشائے دل

بلبل خراب، دیکھ کے بے پردہ روئے گل
گلبن سیاہ مست پڑھا کر سبوئے گل

بلبل بھی ہوتی آئینہ حسنِ روے گل — کرتی جو رنگِ گل کی طرح جستجوے گل
ڈالا شگاف غم نے دلِ عندلیب مین — لو کھل گیا درِ قفسِ آرزوے گل
وسعت ہے ذوقِ مستیِ بلبل کیواسطے — لبریز رنگ بادہ سے ہے چار سوے گل
اڑواؤگے کبھی نہ کبھی عندلیب سے — گالو نمین رنگِ گل ہو تو باتو نمین بوے گل
مین اور نالہ ہاے جگر دوزِ آسمان — چوگانِ آہ بلبلِ شیدا و گوے گل
بلبل کو حوصلہ چمنِ کوے یار کا — کیا ہوش اسکے جاتے رہے روبروے گل
بازار و کنجِ خلوتِ عصمت خدا کی شان — آخر شرابِ حسن نے توڑا وضوے گل
پردہ اٹھادے روے حقیقت سے اے صبا — ہر گل ہو بلبلِ چمنِ رنگ و بوے گل
بلبل کے عشق مین ہو اگر کیفِ معرفت — مینا ے سرو مین ہو شرابِ سبوے گل
اسکے سوا تو قابلِ الفت کوئی نہین — بلبل نے کر دیا مجھے مشتاقِ روے گل
جز عشق کس مین قوتِ ادراکِ نازِ حسن — بلبل کے اشکِ غم سے بڑھی آبروے گل
مین جانتا ہون جذبِ محبت کے معجزے — اے عندلیب غنچۂ منقار و بوے گل

اس غیرتِ بہار نے عزمِ چمن کیا
آسی نظر پڑے گی کسی کی بھی سوے گل

ظاہر مین تو ہین مگر نہین ہم — دریاے رواں نہون کہین ہم
دشمن سے بھی بیجے دوست آئی — کس سے رکھین گے بغض و کین ہم
پچھم مین ہلال بدر پورب — ہر سمت نظر پڑے ہمین ہم
اسکا بھی کہین پتہ نہین آہ — لائے تھی یہان دلِ حزین ہم
اے روے سیاہ دیکھ مرکر — تیرہ نگرین دلِ زمین ہم

باتون کے حریص واعظو تم
جانداده لعل شکرین ہم

آسی بھی نہ کر سکین گے انکار
باتین کرتے ہین دلنشین ہم

داغِ دل دلبر نہین سینے سے لپٹاتا ہون کیون
ہین دل دشمن نہین پھر یون جلا جاتا ہون کیون

تنگناے دہر فانی کوچہ جانان نہین
قید خانے سے نکلتے پانون پھیلاتا ہون کیون

رات اتنا کہکے پھر عاشق ترا غش کر گیا
جب وہی آتے نہین ہین آپ مین آتا ہون کیون

شمع بزم دہر ہون یا شاہدِ عمرِ روان
ہل نہین سکتا جگہ سے پھر چلا جاتا ہون کیون

کچھ نہ کچھ بادِ مخالف بزمِ ہستی مین چلی
پیری آئی ہے تو مثلِ شمع تھراتا ہون کیون

کیا اجل بن کر رقیبِ روسیہ آتا ہے آج
نزع کی کیون کیفیت مجھپر ہے گھبراتا ہون کیون

طرح کا مصرع ہوا ہے جمع کے صیغے کیساتھ
مین غزل مفرد مین اے آسی کہے جاتا ہون کیون

کوچۂ زلفِ صنم مین اہل دل جاتے ہین کیون
اور جاتے ہین تو دل سی چیز کھو آتے ہین کیون

شمع کے مانند ہے اپنا بھی کیا سوز و گداز
صورتِ پروانہ دشمن آکے جل جاتے ہین کیون

کوچۂ چاکِ گریبان کوچۂ جانان نہین
قطرہاے اشک حسرت سر کے بل آتے ہین کیون

کوہکن کہسار مین صحرا مین ہے مجنون خراب
چھوڑ کر کوچہ تمھارا ٹھوکرین کھاتے ہین کیون

مغزِ سرِ غیب شاید پوست کندہ کہدیا
کھال سرمد کی ہماری طرح کھنچواتے ہین کیون

جھوٹ کیون کہتا ہے اے قاصد کہ وہ آتی نہین
وہ اگر آتے نہین ہم آپ مین آتے ہین کیون

بھاگتا ہے ہمکناری سے جو وہ دریاے حسن
ہم بسانِ موجِ دستِ شوق پھیلاتے ہین کیون

یا تو اہل دل سے تھا ہر دم سوالِ دردِ دل
اب ہجوم دردِ دل مین تو گھبراتے ہین کیون

اُنکی حسرت کے سِوا ہے کون اس مین دوسرا
وعدے کی شب بھیجدیتے ہین تصور مانگ کا
توہی عاشق مین ہے یاکچھ محویت ہی عشق کی
مل چکے اب آکے وہ بچھڑے ہوئے ہوش وحواس
آرزو یہ ہے تمھارے دامن آنکھون سے لگین
روز بازارِ جزا ہے اور خالی اپنے ہاتھ
جاے حیرت ہے طلسمِ اتحادِ حُسن وعشق

دلکی خلوت مین بھی وہ عاشق سے شرماتے ہین کیون
جب اُنھین آنا نہین توراہ دکھلاتے ہین کیون
ہر رگ و پے مین تجھے ایجان ہم پاتے ہین کیون
قافلے مین ہم جرس کی طرح چلاتے ہین کیون
کچھ سمجھتے ہو کہ ہم روتے ہوئے آتے ہین کیون
جب سمجھنا تھا نہ سمجھے آج پچھتاتے ہین کیون
آئنہ جب دیکھتے ہین ہم تجھے پاتے ہین کیون

ہم نے مانا دامِ گیسو مین نہین آسی اسیر
باغ مین نظارۂ سُنبل سے گھبراتے ہین کیون

غمِ دلبر کے سوا کچھ نہین اصلا دل مین
عرش ہے دل مین نہ مسجد ہی نہ کعبا دل مین
نالۂ مرغِ نواسنج نہ تولا دل مین
اے خیالِ رُخِ گلرنگ چلا آ دل مین
سوے دشت ایک قدم ایک ترے گھر کیطرف
ہر جگہ خالِ رُخِ یار نے بدلا اک بھیس
آہ دل سرو ہے گل داغ ہین نالے بُلبل
اشکہاے غمِ دندان ہین ذرا دھیان مین لا
کیمیا گر وہی درویش ہے میرے نزدیک
صورتِ آئنہ اپنی بھی نظر بازی ہے

جس کو خالی کرون غم بھی نہین ایسا دل مین
سب سہی یار مگر گھر ہے تمھارا دل مین
باغ کی طرح کہان رکھتے تھے کانٹا دل مین
پھول بھرے صفتِ شیشۂ صہبا دل مین
سر مین سودا ہے تو ملنے کی تمنا دل مین
تل بنا دیدۂ عاشق مین سویدا دل مین
ہے فراقِ بُتِ گلرو چمن آرا دل مین
دے جگہ موتیون کو صورتِ دریا دل مین
ہوسِ زر کو کرے خوب جو کشتہ دل مین
آنکھ بھر کر جسے گھورا اُسے پایا دل مین

نہ تڑپ اس قدر اے عاشق مضطر نہ تڑپ
دھیان اسکا نہ کہین ہو تہ و بالا دل مین

ڈھونڈھتے پھرتے ہین کھوئے ہوئے دلکو اپنے
ہم نے جسدن سے سنا گھر ہے تمھارا دل مین

نور کے واسطے ظلمت ہے مقدم شاید
پتلیان آنکھون مین ہین اور سویدا دل مین

ہائے رے چاشنی درد کہ دیتا ہے جگہ
چاک کو غنچۂ گل داغ کو لالا دل مین

داغون مین روشنی شمع سر طور ہے آج
کون ہے اے شب غم انجمن آرا دل مین

طے کسی نے نہ کیا ذکر رسائی سے سلوک
صورت رشتۂ سبحہ ہے یہ ستا دل مین

کل یوم ہو فی شان کی نیرنگی ہے
دیکھ تو کیا نظر آتا ہے تماشا دل مین

مین کرون دعوی اخلاص وفا اے توبہ
سر مین سودائے ارم الفت دنیا دل مین

دید ہے عام تو خاصان محمد کیلئے
کچھ سمجھتے بھی نہین حضرت موسیٰ دل مین

کار امروز بفردا مگذار اے آسی
آج ہی چاہئے اندیشۂ فردا دل مین

ایک جلوے کی ہوس وہ دم رحلت بھی نہین
کچھ محبت نہین ظالم تو مروت بھی نہین

یار سے کہئے کہ فرقت کے تو فرقت بھی نہین
اور نسبت مین ہے تیری تو وصلت بھی نہین

اسکے کوچے مین کہان کشمکش بیم و رجا
خوف دوزخ بھی نہین خواہش جنت بھی نہین

چمن سینۂ پر داغ مین تیرا جلوہ
یار قابل ترے گلگشت کے جنت بھی نہین

جو دیا تو نے وہ سب تیرے لئے کھو بیٹھے
ہان اگر شکر نہین ہے تو شکایت بھی نہین

ذوق مستی کی مذمت نہ کر اتنی اے شیخ
کیا تجھے نشۂ ذوق می الفت بھی نہین

عین معنی ہے وہ دل عاشق معنے جو ہوا
ہائے وہ لوگ جو دلدادۂ صورت بھی نہین

بے نیازی بھی اٹھالون مین تری ناز کی طرح
کیا وہ طاقت ہی رہی مجھ مین تو ہمت بھی نہین

اُنکو کس مُنھ سے مین نظارگیٔ دوست کہون
صورتِ آئنہ جن آنکھونکو حیرت بھی نہین

کس طرح کہئے کہ دیدار دکھایا اُس نے
باغِ جنت بھی نہین روزِ قیامت بھی نہین

زہد و تقوےٰ و صلاح و ورع و حسنِ عمل
کچھ نہین مجھ مین مگر کیا تری رحمت بھی نہین

اے تمنائے میِ عیش یہ میخانۂ دہر
جائے دورِ می رنگینیٔ صحبت بھی نہین

جذبِ کامل سے اُسے کھینچ لو اےحضرتِ دل
کیسے درویش ہو کچھ تم مین کرامت بھی نہین

ہوشِ رفتہ دمِ نظارہ یہ فریادی تھے
ہائے دیدار کی صورت دمِ رخصت بھی نہین

خاک بیزیِ رہِ عشق مین یہ بات چھپی
جسکو ذلت نہین اُسکو کبھی عزت بھی نہین

کبھی آسی سے ہم آغوش نہ دیکھا تجھکو
اثرِ جذبِ دلِ اہلِ محبت بھی نہین

جو آئے رنگ پر اپنے نخافت آشنائی مین
رہو نگا چور بنکر یار کے دستِ حنائی مین

اسی خط سے سمجھ لو کیسی ظلمت ہی جدائی مین
سوادِ روزِ فرقت ہے جو حل ہو روشنائی مین

ادب آموز نکلا عجزِ راہِ آشنائی مین
حبابِ آسا مین آنکھونسے چلا بیدست و پائی مین

اجل رکھی ہے فرقت مین نہ گھبرا اے دلِ مضطر
وصال آسان ہو جو ہر رہے یہ تیغِ جدائی مین

نہ دیکھی عالمِ بالا مین بھی سائل کی کچھ پرسش
بھرا ہے کاسۂ مہ چودھوین شب کی گدائی مین

بھلا خط بھی تو آلیتا تو ہم سے وہ جدا ہوتے
وہ اپنے حُسن سے بھی بڑھکے نکلے بیوفائی مین

عدو کو بھی ہماری طرح وہ بیدل کرین یارب
خدا ناکردہ کیون فرق آئے اُنکی دلربائی مین

تڑپ کر رہگئے کیون ہم وہ کیا دیکھا جدا ہو کر
اگر تیری ہی صورت تھی صنم تیری جُدائی مین

یہ کہہ سکتا نہین کس نے چُرایا نقدِ دل میرا
مگر اتنا کہونگا چور ہے دستِ حنائی مین

دلِ درویش کی گردش ہے دورِ جامِ جمشیدی
مذاقِ سلطنت پایا ترے در کی گدائی مین

نہ کر ترکِ عمل ہرگز کہ اکثر دیکھ لیتے ہین
رُخِ حُسنِ قبول آئینۂ زہدِ ریائی مین

تامل کرکے جس کو مین نے دیکھا تو نظر آیا
ترا ثانی نہ نکلا اے صنم ساری خدائی مین

یہ بے ہوشی کہان کی اے شبِ غم صورتِ عیسیٰ
مگر کیفِ مے دیدار ہے دردِ جدائی مین

کہان کشتی یہ سمجھی تھی کہ مثلِ ابروے پُرخم
خمِ شمشیر بھی پنہان ہے اُن کی کج ادائی مین

لباسِ ہستیِ عاشق کو رنگِ شعلہ مین رنگنا
یہ جوہر ہے مےِ دیدار کی رنگین ادائی مین

کہان داغی کہان بے داغ پھر کیونکر برابر ہون
نہ لالہ رنگ مین پائے نہ چاند انکو صفائی مین

کلام اتنا ہے اے بلبل کہ دردا ایسا نہین ممکن
یہ مانا مجھ سے تو کچھ کم نہین رنگین نوائی مین

قدم رکھ سالکِ راہِ طلب کا اپنی آنکھون پر
بسانِ نقشِ پا کامل اگر ہے رہنمائی مین

کہان بوسونکی ٹھہری ہونٹونپر ہین داغ مِسّی کی
کہو آسی یہ کیا دھبا لگا پارسائی مین

ترے کوچے کا رہنا چاہتا ہون
اگر غیر کا نقشِ پا چاہتا ہون

جہانتک ہو تجھ سے جفا چاہتا ہون
کہ مین امتحانِ وفا چاہتا ہون

مین جلوہ ترا برملا چاہتا ہون
کہ پردے کی صورت اُٹھا چاہتا ہون

خدا سے ترا چاہنا چاہتا ہون
مرا چاہنا دیکھ کیا چاہتا ہون

کہان رنگِ وحدت کہان ذوقِ وصلت
مین اپنے کو تجھ سے جدا چاہتا ہون

برابر رہی حدِّ یار و محبت
کسی کو مین بے انتہا چاہتا ہون

کہان ہے تری برقِ جوشِ تجلی
کہ مین ساز و برگِ فنا چاہتا ہون

وہ جب کھو چکے اپنی ہستی سے مجھکو
تو کہتے ہین اب مین ملا چاہتا ہون

تمھارے سوا کچھ جو اب سوجھتا ہو
پر اس سے بھی مین کچھ سوا چاہتا ہون

محمدؐ کی امت کو تقلیدِ موسیٰ
مگر مین بھی اب کچھ سُنا چاہتا ہون

جنونِ محبت مین پندِ عدو کی
بھلا مین کسی کا بُرا چاہتا ہون

طبیعت کی مشکل پسندی تو دیکھو
حسینون سے ترکِ وفا چاہتا ہون

جو دل مین نے چاہا تو کیا خاک چاہا
کہ دل بھی تو بے مُدعا چاہتا ہون

یہ حسرت کی لذت یہ ذوقِ تمنا
شبِ وصل اُن سے حیا چاہتا ہون

سوا اسکے کیا مین کہون تم سے آسی
کہ درویش ہو تم دُعا چاہتا ہون

جان دو دن کی ہے مہمان ستاتے کیون ہو
آپ روتے ہوئے آتے ہین رولاتے کیون ہو

تم نہین کوئی تو سب مین نظر آتے کیون ہو
جب تمھین تم ہو تو پھر مُنھ کو چھپاتے کیون ہو

بال زلفونکے ہین عشاق سیہ بخت نہین
جب تب سامنے سے اُن کو ہٹاتے کیون ہو

ہم نہ تابوتِ عدو ہین نہ رہ و رسمِ وفا
آپ اُٹھجائین گے ہم، ہم کو اُٹھاتے کیون ہو

دل ملا مجھکو ازل مین تو کسی نے نہ کہا
روگ ہے یہ اسے چھاتی سے لگاتے کیون ہو

آگیا ہون تو مین کچھ صُبحِ شبِ وصل نہین
اپنی آغوش سے دشمن کو اُٹھاتے کیون ہو

دہنِ زخم و لبِ غنچہ یہ کرتے ہین سوال
کہ تھو تھو کنے کو ہم کو ہنساتے کیون ہو

ہم سیہ بخت ہین اُٹھین گے دھوئین کیصورت
دیکھو پھر روؤگے محفل سے اُٹھاتے کیون ہو

خشک شے جھونکتے ہین آگ مین دستور یہ ہے
لائے جو دامنِ تر اُس کو جلاتے کیون ہو

اُنکے رُخسارون سے کہتا ہے چراغِ خورشید
صورتِ شمعِ سحر ہم کو جلاتے کیون ہو

جیتے جی ہجر کے صدمون نے تو سونے نہ دیا
آج تربت مین مجھے آکے سُلاتے کیون ہو

تم پریزاد ہو وعدہ تو پریزاد نہین
آپ اُڑتے ہو اُڑو، بات اُڑاتے کیون ہو

پھونک دو نخلِ دلِ زار کہ جڑ روگ کی ہے
شجرِ وادیِ ایمن کو جلاتے کیون ہو

جب نہین غیر کو دیدار دکھانا منظور
صفتِ پردۂ درہم کو اُٹھاتے کیون ہو

ہم نے مانا کہ وہ آنکھین نہین جادو آسی
رات بھر وصل مین تم اُن کو جگاتے کیون ہو

خاک مین ہم گرنصیبون کو میسر گھر نہ ہو (دَرس / گردش)
اے جنون جب تک بگولون کی طرح چکر نہو

راہ وہ چلئے کہ غیرِ جذبِ کامل سر نہو
نقشِ پا تک گم ہو میلِ راہ تک رہبر نہو

خوف ہے بازار مین بکنے لگے کوڑی کے مول
صورتِ گل میرے یوسف جامے سے باہر نہو

آبروبحرِ رضا مین پائی ہے مثلِ گہر
چھید ڈالو دل جو میرا آنکھ ہرگز تر نہو

مفلسی پُر مُردگی ہے غنچۂ گلشن سے پوچھ
آئے کیا منھ پر ہنسی مٹھی مین جب تک زر نہو

بلبلے کی طرح اے دیوانۂ نازک دماغ
سر وہ پیدا کر کہ جس کو حاجتِ افسر نہو

دیکھئے کیا سنگدل ہوتے ہین اہلِ آبرو
لعل کا دل تو لہو ہو چشم گوہر تر نہو

چھلکی پڑتی ہے ان آنکھوں سے شرابِ بیخودی
سُرمے کی تحریر کا حلقہ خطِ ساغر نہو

یہ وہ کاوش ہے جو کرتی ہی کلیجا چاک چاک
صورتِ غنچہ کبھی دل خون ہر لے زر نہو

آخر اک دن اے گلِ تر دیکھ مرجھانا پڑا
اسقدر بھی اپنے جامے سے کوئی باہر نہو

بارِ غم اپنے شہیدانِ محبت ہی کو دے
بوجھ اُٹھانے کو مگر پھر احتیاجِ سر نہو

دولتِ عشق آدمی کو کرتی ہے کیا سربلند
مہرِ گردون تیرے سودائی کا داغِ سر نہو

تیرے پروانونکے مجمع مین سرافرازی کہان
داغِ سوزان شمع سان جبتک کہ تاجِ سر نہو

ہونٹھ سوکھے اور آنکھین تر ہین چہرہ زرد ہی
تہمتِ عشق اس بڑھاپے مین کہین مجھپر نہو

عشق آئینہ ہے گویا عاشق و معشوق مین
دل کی جو حالت اُدھر ہے وہ اِدھر کیونکر نہو

آنسو آنکھون مین بھر آئے سُنکے آسی کا کلام
درد ہو دل مین تو باتون مین اثر کیونکر نہو

اس طرح درد سے لبریز جو تقریر نہو
نہ سہی غیر مری خوبی تقدیر نہو
مُنھ ترا چشم سخن سنج کی تصویر نہو
صاف دیکھا ہی کہ غنچون نے لہو تھوکا ہے
قید خانے مین کوئی غیرتِ یوسف بھی رہا ہے
جسکو دیکھا اُسے چھاتی سے لگائے دیکھا
ہاے وہ حال کہ گھبرا کے وہ خود بول اُٹھی
ٹلے سُن کر بھی جگہ سے نہ ہلیگا ظالم
مجھسے دیوانے کو روکینگے یہ مجلس والے
ٹکڑے ہو کر جو ملی کوہکن و مجنون کو
چاند سُنتے تھے مگر غیرتِ خورشید ہ ہین
وہ بھی کچھ عشق ہی جو درد کی لذت نہ چکھے
جورِ معشوق یکایک نہ کسی سے اُٹھے
ہاے اُس شخص کی قسمت جسے وہ روگ ملے
کوے جانان سے ارادہ ہے نکلجانیکا
حاصلِ صحبتِ غمناک بجز غم کیا ہے
جس نے مُنھ بند کیا رات مرے نالہ کا

سخنِ آسی شیدا غزلِ میر نہو
وہ چلے آئین اگر کوئی عنان گیر نہو
جو خموشی مین بھری شوخی تقریر نہو
موسمِ گل مین الٓہی کوئی دلگیر نہو
دل اٹک جائے نہو پانون مین زنجیر نہو
دل جسے کہتی ہی خلقت تری تصویر نہو
دلکو پکڑے ہوئے کیون بیٹھے ہو دلگیر نہو
نوجوان یا رہمارا فلکِ پیر نہو
قید زنجیر تری خوبیِ تقریر نہو
کہین میری ہی وہ پھوٹی ہوئی تقدیر نہو
اُنکے آنے مین یہی باعثِ تاخیر نہو
وہ بھی نالہ ہے جو حسرت کشِ تاثیر نہو
دل جو سر مشقِ جفاے فلکِ پیر نہو
جز ترے ملنے کی جس کے کوئی تدبیر نہو
یا الٓہی کوئی جز موت گلوگیر نہو
دل مرا لیتے ہو، ڈرتا ہون کہ دلگیر نہو
لذتِ چاشنیِ حسرتِ تاثیر نہو

نامہ آتا نہین رہ جاتی ہین قاصد مرکر
جیسی تقریر ہے قاتل کہین تحریر نہو

کارساز الٰہی آسی کی دعا ہے تجھ سے
کام میرا کوئی منت کشِ تدبیر نہو

فلک سے داد پا جاؤن عدالت ہو تو ایسی ہو
جُدا ہوتے ہین وہ ہم سے قیامت ہو تو ایسی ہو

رُخِ معنی دکھائی دے جو صورت ہو تو ایسی ہو
دل صاف آئینہ بنجائے حیرت ہو تو ایسی ہو

دلِ بے مدعا پایا جو دولت ہو تو ایسی ہو
خدا سے بھی نہ پھر مانگا قناعت ہو تو ایسی ہو

مرا ہر حرف نکلا شعلہ زارِ وادیِ ایمن
بہارِ جلوۂ رنگِ طبیعت ہو تو ایسی ہو

مرون بھلی اب کہ سانس آنیکی گنجائش نہین باقی
ہجومِ یاس کی سینے مین کثرت ہو تو ایسی ہو

ہم ایسے غرقِ دریاے گنہ جنت مین جا نکلے
توانِ لطمۂ موجِ شفاعت ہو تو ایسی ہو

قدِ خم ہے گریبان گیر گنٹھا بن کے قاتل کا
اگر بیتابیِ ذوقِ شہادت ہو تو ایسی ہو

فرشتے سر جھکائین تیرے سجدے کو تواضع سے ۵
سُن اے مٹی کے پتلے آدمیت ہو تو ایسی ہو

اگر دانہ ملا پانی نہ طفلِ اشک نے مانگا
وہی دانہ وہی پانی قناعت ہو تو ایسی ہو

نہ دن بھر چین ملتا ہے نہ نیند آتی ہے راتونکو
آسی کے حال پر اُن کی عنایت ہو تو ایسی ہو

تعجب ہے کہ تجھکو اپنے سینے مین کیون ڈھونڈھا
آسی کو اپنی ہستی سے جو غفلت ہو تو ایسی ہو

دلِ کافر کی اندھیاری معاذ اللہ معاذ اللہ
اگر تاریکیِ شبہاے فرقت ہو تو ایسی ہو

جہان ملنے کی ٹھہری مجھ سے مین بھی اے صنم گم ہون
سوا تیرے نہو کوئی وہ خلوت ہو تو ایسی ہو

گرا جو قطرۂ خون لالہ زارِ داغِ حسرت ہے
اگر شادابیِ رنگِ شہادت ہو تو ایسی ہو

پکارا اُس نے اپنا نام لیکر رات آسی کو
نہین اب کچھ بھی غیریت محبت ہو تو ایسی ہو

دلِ پیرِ مغاں مین چاہیئے اے دل ترا گھر ہو
وہی مے نوش جو نورِ نگاہِ چشمِ ساغر ہو

اگر دل کو یہ چاہو تم کہ منزل گاہ دلبر ہو
تو جو ہو غیر تم ہو یا کہ غیر اس گھر کے باہر ہو

بہر صورت طلب لازم ہے آب زندگانی کی
اگر پایا خضر تم ہو، نہین پایا سکندر ہو

کوئی تو پی سکے نکلے گا اُڑ گی کچھ تو بو منہ سے
درِ پیرِ مغان پر مے پرستو اچل کے بستر ہو

ہیولا کہو شبِ دیجور کا میرِ اغبار اب تک
کسی کا ذرہ ذرہ آفتابِ روزِ محشر ہو

کبھی تم نے بھی چاہا ہے کسی کو لو تمھین کہدُو
نہ آؤ تم مرے پاس اور صبر آئے یہ کیونکر ہو

تمھاری ہی بدولت ہے یہ ساری نذبی و ستی
وہ دن بھی ہو کہ ہم ہون تم ہو دورِ جامِ کوثر ہو

فراق و وصل کے جھگڑے مین ڈالا مجھکو ظالم نے
غبارِ ہستی وہمی جو اُڑ جائے تو بہتر ہو

کسی در پر پڑا رو رو کے آسی اِت کہتا تھا
کہ آخر مین تمھارا بندہ ہون تم بندہ پرور ہو

جو یہ کہدے کوئی بلبل کی صورت نعرہ زن کیون ہو
کوئی گلفام کیون ہو گل بدن گل پیرہن کیون ہو

ہمارے بعد تو بدنام اے رشکِ چمن کیون ہو
ہمین جب ڈوب ہی مرنا ترا چاہِ ذقن کیون ہو

تمھین سچ سچ بتاؤ کون تھا شیرین کی صورت مین
کہ مُشتِ خاک کی حسرت مین کوئی کوہکن کیون ہو

سُن اے بدمست موج و دُردِ صہبا بھی مصدق ہین
نہ دل مین کچھ کدورت ہو تو ماتھے پر شکن کیون ہو

نگاہِ ناز کے سر خون ثابت ہو گیا آخر
ہم ایسے خستہ جانون پر کوئی ناوک فگن کیون ہو

خرامِ ناز بھی سر جوشِ رقِ طور ہے شاید
کسی کا نقشِ پا جامِ مےِ موسیٰ فگن کیون ہو

نہ مشقِ پردہ داری ہو اگر بیتابیون مین بھی
یہ دردِ دل نقابِ جلوۂ عاشق فگن کیون ہو

نہ ہو منظورِ حُسن و عشق اگر محشر بپا کرنا
قد اُسکا فتنہ خیز آہِ جگر گردون فگن کیون ہو

وہ میر اگھورنا آنکھین جھکانا شرم سے اُن کا
الٰہی ناوکِ فِردقِ نظر آہو فگن کیون ہو

کرشمہ کچھ نہوا اس مین جو تیرے چشمِ میگون کا | شرابِ جلوہ حُسنِ عنا صوفی فگن کیون ہو

کسی پروانے کے جل بھُننے کا غم ہو جو آسی
نکل کر کوئی خلوت سے چراغِ انجمن کیون ہو

بتائین حُسن کی رمزین جو اپنے شیدا کو
بجا سمجھنے لگے ناز ہاے بیجا کو

کسے دکھائے وہ روِیا مین روے زیبا کو
کہ نیند آتی تھی فرقت مین بس زلیخا کو

تمام عمر کی تکلیف سے فراغت ہے
متاعِ بیش بہا جان جوشِ سودا کو

کہان دل اور کہان اُسکے حُسن کا جلوہ
کیا ہے عشق نے کوزے مین بند دریا کو

ہنوز تفرقہ جلوہ کچھ نظر مین نہین
پسند کیجیے کعبے کو یا کلیسا کو

کہین کنارہ ہے اُسکے محیط ہمت کا
جو عین پیاس مین سمجھے سُرابِ دریا کو

ہم اپنے شکوونکی قوت سے بوالہوس ٹھہرے
کہ ہوش بحث کہان عاشقانِ شیدا کو

وہ سرو قد ہے کہ مینائے دل رُبا کوئی
بھرا ہے حُسن نے صہباے تافرسا کو

ہوا کے رُخ تو ذرا آکے بیٹھ جا ای قیس
نسیم صبح نے چھیڑا ہے زلفِ لیلا کو

سمجھکے محتسبو! دین و دل کی خیر نہین
کہ اسکی آنکھون سے نسبت ہے جامِ صہبا کو

ہے میلِ راہِ ہدایت الف نہ پیچ مین جان
اشارہ ہے کہ سمجھ ایک لا و الّا کو

کمی نہ جوشِ جنونمین نہ پانومین طاقت
کوئی نہین کہ اُٹھا لائے گھر مین صحرا کو

لگالے خاکِ رہِ میفروش آنکھون مین
کہ نورِ بادہ دکھاتی ہین چشمِ بینا کو

مین سخت جان نہین جلا دِ عشق نے ناحق
کیا شریک الٰہہاے روح فرسا کو

بہارِ خلد ہے ان دھونکے واسطے شاید
کہ کچھ نظر نہین آتا ہے چشمِ بینا کو

اگر قبول کرد جلوہ بے حجابانہ
دکھا دون محشرِ ہنگامۂ تمنا کو

ہماری خاک فشانی کی حد سمجھ ظالم
کہ بال بال مین بھر لائے دشت و صحرا کو

عوض نہ چرخ سے مشکل نہ بخت و دشمن سے
مگر نہ کام مین دیکھون جو کار فرما کو

ہماری حُسن پرستی محل طعن نہین
کہ چشمِ قیس سے دیکھا ہی روے لیلا کو

نبی بھی ہو تو نہ کچھ زور جذب دل سے چلے
وصالِ حضرتِ یوسف ہوا زلیخا کو

اگرچہ وعدہ فردا ہے بے خلاف ضرور
مگر وہ چاہے تو امروز کر دے فردا کو

ہمارے نالونکو سُن کر کبھی نکل نہ پڑے
پسند کرتے ہین محشر کے شور و غوغا کو

خبر تو لو کوئی آسی کو زندہ کس نے کیا
یہ معجزہ تو ملا تھا کبھی مسیحا کو

عشق سے عشق محبت سے محبت مجھ کو
اس قدر ذوق بلا شوق مصیبت مجھکو

تا بہ کے حسرتِ وصل و غمِ فرقت مجھکو
اپنی ہستی سے کسی طرح ہو غفلت مجھکو

ہون گنہگار مگر حسرتِ دیدار نہ پوچھ
جلوہ تیرا ہو تو دوزخ بھی ہے جنت مجھکو

مین بھی باطل مری ہستی بھی سراسر باطل
یہ سوجھائی ہے انا الحق کی حقیقت مجھکو

عشق مین کوہکنی کوئی بڑا کام نہین
پاؤگے لجۂ بے ساحلِ ہمت مجھکو

وہ نہ بیبا کیون سے خوش نہ ہوسناکی سے
ہو گئے غیر کے اعمال نصیحت مجھکو

نور خورشید ستارون کو مٹا دیتا ہے
تم ہو پہلو مین تو محفل بھی ہی خلوت مجھکو

کہتے ہین تم کو جو دیکھا تو خدا کو دیکھا
خواب مین بھی تو میسر ہو یہ دولت مجھکو

کوے محبوب سے کوئی بھی نکل سکتا ہے
اپنے اوہام ہوئے وادیِ غربت مجھکو

کیا خبر تھی کہ اُنھین کے ہین کرشمے سب کچھ
شکوۂ غیر کی ہے اُن سے ندامت مجھکو

عندلیبِ گلِ رخسار ہی سب جانتے ہین
تیرے پردہ نے کیا یار فضیحت مجھکو
بیحجابی کبھی ممکن نہین جبتک مین ہون
خلل انداز ہون کر دیجیے رخصت مجھکو
اب تو دیدار دکھا دیجیے تقصیر معاف
ہوگیا وعدۂ فردا ہی قیامت مجھکو

کیون نہون خاکِ درِ دوست کہ پھر خاک نہون
ایسی اپنی بھی نہین خاک محبت مجھکو

کہتے ہو کہ اور کو نہ چاہو
معلوم ہوا کہ تم خدا ہو
ہان واعظو اور کو نہ چاہو
اپنے دل کے تو آشنا ہو
دل کا بھی جو کوئی آشنا ہو
کیا جانے وہ ہوتے ہوتے کیا ہو
رہرو جو ملے تو رہنما ہو
کچھ اور نہو تو نقشِ پا ہو
اُن سے ملنا ہوا ہے مشکل
اے وہم عدو ترا برا ہو
طعنے ہین سجود پائے بُت پر
واعظ کو بھی کچھ جو سوجھتا ہو
ہمت ہے تو راہ مختصر ہے
اے ننگ طلب بس اُٹھ کھڑا ہو
تم اور دعائے مرگِ عاشق
کیا پھر وہ مرے جو مر چکا ہو
نکلا ہے کوئی تو اُنکے در سے
یارب میرا وہ مدعا ہو
بدمست پڑا ہے محتسب بھی
اے موسمِ گل ترا بھلا ہو
اللہ رے لذتِ شفاعت
کیا جانو تم اس کو بے گنا ہو

تدبیرِ خدنگِ جلوہ کیا ہے
دل تھامے ہوئے پڑے کراہو

کہا یہ دیکھ کر خالِ بُتِ بے پیر کا دانہ
الٓہی اسکو تو کر نامری تقدیر کا دانہ

نہین رہتا ہے بے پہونچے ہوئے تقدیر کا دانہ
لب سوفار تک پہونچا دلِ نخچیر کا دانہ

جو دانا ہے تو دیوانونکے قدمونسے تو لپٹا رہ
مسلسل یہ صدا دیتا ہے ہر زنجیر کا دانہ

حقیقت وار کے اوصاف کیا ہون بحقیقت مین
کہان ہے قابلِ نشو و نما تصویر کا دانہ

بھلا ہمچشم ہو سکتا ہے موتی روزنِ دل سے
یہ ہے چھیدا ہوا انکی نظر کے تیر کا دانہ

بسانِ آسیا پائے توکل کو نہ لغزش دے
کہ منھ مین آرہے گا خود بخود تقدیر کا دانہ

جو آیا منھ تک اڑ بھاگا ہوائے شعلۂ غم سے
سپندِ آتشِ دل ہے مری تقدیر کا دانہ

دلِ پرصاف محوِ یادِ ابرو پر یہ پھبتی ہے
کہ ہے دھویا ہوا آبِ دمِ شمشیر کا دانہ

ستارے کی چمک وہ کبھی نہ تھی موتی کے دانے مین
درِ دندان ترا ہے واہ کس تنویر کا دانہ

جو ہے بے ذوق کب ملتی ہے لذت وارثی اسکو
جلا گل ہے دہانِ جیسے گلگیر کا دانہ

حلاوت روح کو دل کو جگر کو جس سے ملتی ہے
ترا خالِ لبِ شیرین ہے کس تاثیر کا دانہ

مزا کیا ہے جبکہ دانے کے لئے کی آبروریزی
ہمیشہ مجھ کو دینا اے خدا توقیر کا دانہ

تصور اسقدر باندھا ہے نقشِ نامِ اقدس کا
کہ ہر تل آنکھ کا ہے نقطۂ شبیرؓ کا دانہ

کسی سے طالبِ نان کس لئے شیخِ ریائی ہو
اُسے کافی ہے اپنی سبحۂ تزویر کا دانہ

دکھا کر خالِ ابرو جو چھری پھیری تھی گردن پر
نہ بھولا طائرِ دل وہ دمِ تکبیر کا دانہ

ہوا اُس مے کے تل سے رنگ اُن گالون مین کندن کا
نزاکت ہے سبب اسکا کہ ہے اکسیر کا دانہ

مرے آنسو بھی پوچھے یار نے دھانی ڈوپٹے سے
ہوا سرسبز آخر اشکِ بے تاثیر کا دانہ

کبھی تدبیر سے غیر از مقدر مل نہین سکتا
جو ہے تقدیر کا دانہ وہی تدبیر کا دانہ

کتابت پیشہ کی روزی بھی کیا موہوم ہوتی ہے
سوائے نقطہ کیا ہے خامۂ تحریر کا دانہ

رخِ شفاف پر خالِ سیہ دیکھا تو ہو شاہد
جلایا ہے وہ میرے نالۂ شبگیر کا دانہ

لگایا مُنھ کہ چومون خالِ لب پہلو سی اُٹھ بھاگے
چھنا مُنھ سے دہانِ آسیِ دلگیر کا دانہ

لائی عدم مین کشتیِ عمرِ رواں مجھے
پہونچا دیا ہے بیٹھے بٹھائے کہان مجھے

جُز ہمزبان نہ کوئی ملا قدردان مجھے
آنکھین کسی کی کہتی ہین جادو بیان مجھے

آغوش مین بھی چاند سی صورت ضرور ہے
رفعت اگر ملے صفتِ آسمان مجھے

بلبل نہین مین طائرِ نکہت ہون اے نسیم
ہے ایک غنچہ سان قفس و آشیان مجھے

گلہائے نقش پا کی طرح باغِ دہر مین
جو چل گئی ہوا ہوئی بادِ خزان مجھے

جائے سخن زبان سے شعلہ بلند ہے
محفل مین ایک شمع ملی ہمزبان مجھے

سنتا ہون یار کے لبِ چاہِ ذقن سے مین
یوسف نہ گر پڑین تو نہ کہنا کنوان مجھے

اے مشتِ خاک چل دئے ہوش و حواس و صبر
لازم ہے سمجھین گردِ پسِ کاروان مجھے

رخنے تھے دل مین صورتِ نے پرخموش تھا
دمسازیون نے تیری سکھائی فغان مجھے

صدمون نے ہجر کے مجھے بے کیف و کم کیا
کیون وصل مین ہو قیدِ زمان و مکان مجھے

دل کیا کہ جان مین ہے جگہ تیری اے پری
قدِ سہی ہوا الفِ لفظِ جان مجھے

پارے کی طرح شعلۂ غم لیکے اُڑ گیا
ڈھونڈھو گے بھی تو پاؤ گے اب تم کہان مجھے

صبر و قرار و ہوش و خرد کس کو رویئے
پامال کر رہا ہے غمِ رفتگان مجھے

سینے مین دل اگر نہ ہلے حرصِ نالہ کیون
کیا بات کہہ گیا جرسِ کاروان مجھے

حق پوچھئے تو بات تھی انصاف کی یہی
نامِ عدو لیا تو کہا بدزبان مجھے

اے نقشِ پا ہدایتِ راہِ فتادگی
تلقینِ نالہ اے جرسِ کاروان مجھے

باغِ جنان مین طائرِ رنگِ پریدہ ہون
خوفِ قفس ہے کچھ نہ غمِ آشیان مجھے

گزرا مین اپنی جان سے کس کا بُرا کیا
کیون خاک مین ملاتے ہین اہلِ جہان مجھے

ملتا ہون دم مین راہ روانِ عدم سے مین
بانگِ جرس ہے ہر نفسِ ناتوان مجھے

کیونکر کہون کہ چار نگاہین عدو سے کین
آدھی نگاہ نے تو کیا نیمجان مجھے

گزرا جدھر سے جوشِ جنون مین ہدف بنا
پیر و جوان خلق ہین تیر و کمان مجھے

لائی عدم سے لے بھی چلے جانبِ عدم
کیسی رفیق راہ ہے عمرِ روان مجھے

وہ آہ کر کہ پھونک دے دونون جہان کو
بھڑکا رہا ہے شعلۂ سوزِ نہان مجھے

خارِ سرِ حریمِ چمن ہون مین ناتوان
گلچین سے ڈر ہے کچھ نہ غمِ باغبان مجھے

اس قافلے مین ہون جرسِ کاروان کی طرح
کرتا ہے سینہ کوب غمِ ہمرہان مجھے

جاتا تو ہون عیادتِ چشمِ علیل کو
ٹپکے گی خاک پر نگہِ ناتوان مجھے

اغیار پر نگاہِ کرم میرے سامنے
کیا تیر مارتا ہے وہ ابرو کمان مجھے

ہر نور کا اخیر ہے ظلمت یقین جان
جب شمع بجھ گئی تو پکارا دھوان مجھے

آسی شہیدِ عشق ہون مُردہ نہ جاننا
مر کر ملی ہے زندگیِ جاودان مجھے

رہِ ملکِ عدم کا نام سُنکر دم نکلتا ہے
یہ وہ رستا ہے جس مین ہر مسافر مر کے چلتا ہے

نظر باز اُنکے گھر سے ہو کے متوالا نکلتا ہی
وہ جادو آنکھ کا مانندِ دورِ بادہ چلتا ہے

اگر تارِ نفس سوزِ درون سے آج جلتا ہی
بسانِ شمع شعلہ سامری سر سئے نکلتا ہے

غم اُسکا کیا خرامِ ناز ہے جو دل کو ملتا ہی
کلیجا کیا کوئی نالا ہے جو دل سی نکلتا ہے

غمِ دندان مین رشکِ ابرِ نیسان ہین مری آنکھین
دُرِ نایاب بن جاتا ہے جو آنسو نکلتا ہے

جوانی گو نہین پر ناتوانی ہے ضعیفی کی
ملی جو کوئی چکنی وضع پائے دل پھسلتا ہے

بھوین تشبیہ سرِو بے ثمر کو قطع کرتی ہین
نہالِ قد وہ ہے تلوار کا پھل جسمین پھلتا ہے

ہوا تیرے سمائی ہو جو اے ابرِ کرم سر مین
خوشی سے پھول کر کیا کیا حُباب بحر اُچھلتا ہے

بسانِ شمع سوزِ غم مین کیا اخفاے گریہ ہو
گلے کا ہار ہو جاتا ہے جو آنسو نکلتا ہے

ہر اک داغ جگر مین جگمگاہٹ ہے ستارے کی
مگر کاغذ کی صورت عاشقِ لاغر ہی جلتا ہے

پڑا ہے نقشِ پا کی طرح عاشق تیرے کوچے مین
نہ اُٹھتا ہے نہ ہلتا ہے نہ پھرتا ہے نہ چلتا ہے

رہا کرتا ہے جھرمٹ اُنکے قدمونپر نگاہونکا
تنِ شفاف پر پاے نظر ایسا پھسلتا ہے

پرایا حق وہ تھا جاتا رہا جو ہاتھ سے تیرے
بسانِ آسیا ناحق کفِ افسوس ملتا ہے

ملایا خاک مین ناقدریون نے اہلِ بینش کی
جو مثلِ اشک آنکھونسے گرا وہ کب سنبھلتا ہے

بندھا ہے جس مین کچھ مضمون اپنی ناتوانی کا
بمشکل قافیہ اُس شعر کا پہلو بدلتا ہے

درختِ بارور کی طرح پتھر روز کھاتا ہون
جنونِ نخلِ قد مجھ کو خوب پھلتا ہے

اگر شورِ شباب اتنا ہوا اسکا تکبر کیا
گجر ہے دوپہر کا آفتابِ حُسن ڈھلتا ہے

بسانِ شمع آخر آپ رہجاتا ہے جل بھُن کر
کہین آتش زبانی سے کسیکا کام چلتا ہے

مگر آتا ہے راہِ کوچۂ زلفِ معنبر سے
قباے گل کو ہر جھونکا صبا کا عطر ملتا ہے

اُن آنکھونکی قسم کچھ گرمیِ دل کم نہین ہوتی
خیالِ جنبشِ مژگان اگر پنکھا بھی جھلتا ہے

ملا وہ ماہ پیکر اپنی آغوشِ تمنا مین
مرا پاے طلب بھی صورتِ افلاک چلتا ہے

دمِ توصیفِ ابرو آسمانِ فکرِ آسی پر
مہِ نو کی طرح ہر مصرعہ روشن نکلتا ہے

کلامِ درد آگین کی صفائی جان لیتی ہے
عروسِ فکرِ آسی رونمائی جان لیتی ہے

دمِ نزعِ روان اچھی طرح ثابت ہوا مجھکو
فرشتہ بن کے بھی تیری جدائی جان لیتی ہے

جو عاشق ہے تو عالی ظرف ہو ورنہ حباب آسا
تنک ظرفوں کی آخر آشنائی جان لیتی ہے

کٹا کیا چوڑیان بھی قالبِ بیجان نظر آئین
نہین کہتے تھے ہم تیری کلائی جان لیتی ہے

زبانِ موج ہر پھر کر یہ کہتی ہے حبابون سے
ہوا سرکش کے سر مین جب سمائی جان لیتی ہے

بسانِ شمع بہہ جاتا ہے سارا جسم گھل گھل کر
جنون نے آگ جب سر مین لگائی جان لیتی ہے

مگر عمرِ روان کی شان رفتہ رفتہ پیدا کی
کہ اُس سروِ روان کی بے وفائی جان لیتی ہے

بجز عشاق سم ہے بوسۂ خالِ رُخِ جانان
کہ بے عادت جبان افیون کھائی جان لیتی ہے

بہت مشکل ہے جینا آدمی کو عاشقی کر کے
اجل جسوقت جسکے سر پہ آئی جان لیتی ہے

جو برآتا ہے سونے مین تو آسی یہ کہتا ہے
الٰہی اب تو اُنکی پارسائی جان لیتی ہے

حجابِ گنجِ مخفی مین نہان تھے
الٰہی ہم کہان آئے کہان تھے

کسی نے بھی نہ دیکھا ہم جہان تھے
بدن تھی خلق ہم مانند جان تھے

بسانِ نالہ سر کھینچا ہے باہر
ہم اہلِ درد کے دل مین نہان تھے

نکالا کرتے تھے بالونکی کھالین
کبھی ہم بھی خیالِ شاعران تھے

رہے رستے مین قدمون سے چپٹکر
مگر ہم نقشِ پائے رفتگان تھے

جب اُس کوچے کی حاصل تھی گدائی
خداوندِ زمین و آسمان تھے

ہوئے ظاہر بسانِ نورِ باطن
دلِ ارباب دل مین ہم نہان تھے

ترے کوچے مین جب چلنا پڑا تھا
بسانِ اشک آنکھون سے روان تھے

کچھ ایسے نشۂ ہستی سے بہکے
نہین جانا کہان آئے کہان تھے

سراپا درد تھے مانندِ دل ہم
مرض تھے پر نصیبِ دوستان تھے

کہان داغ اُسکی الفت کے کہان دل
یہ دِرہم گنجِ مخفی مین نہان تھے

نہ دوڑے جز سوادِ کوچۂ یار
مگر ہم بھی خیالِ دوستان تھے

نہ کیون صیاد وقتِ مرگ آتا
کہ ہم باغِ جہان مین مُرغِ جان تھے

نہ ہرگز بزمِ ساقی مین رُکے ہم
مگر دورِ شرابِ ارغوان تھے

حمائل تھے گلوے دخترِ رز مین
کہ ہم دستِ خیالِ میکشان تھے

رہی راتون کو اکثر سیرِ افلاک
مگر ہم تیرِ آہِ بے کمان تھے

کہان ڈالا خلل وصلِ عدو مین
گجر ہی تھے نہ ہم بانگِ اذان تھے

بہارِ باغِ ہستی تھی ہمین سے
نظر سے گو برنگِ بو نہان تھے

عیان ایسے کہ ہر شے مین نہان ہم
نہان ایسے کہ ہر شی سے عیان تھے

نہ تھا معشوق جس مین غیرِ عاشق
عجب خلوت تھی وہ بھی ہم جہان تھے

اُٹھے ہم اُٹھ گیا پردہ دوئی کا
ہمارے اُسکے بس ہم درمیان تھے

چلے زیرِ زمین بے بال و پر آج
کبھی ہم طائرِ عرش آشیان تھے

نہ شکر اُسکا کیا تلوار کھا کر
کہ زخم اپنے دہان بے زبان تھے

کچھ ایسی تھی شبِ غم کی چڑھائی
کہ نالے شمعِ بزمِ لا مکان تھے

گئے وہ دن کہ ہردم یہ جگر دل
لہو بن کے آنکھون سے روان تھے

نہ رہتے تھے ٹھکانے ایک ساعت
کبھی ہم بھی حواسِ عاشقان تھے

گلستانِ جہان مین کون ٹھہرا
جو سرو آئے نظر سرو روان تھے

خدا نے اُنکو پہونچایا ہدف تک
خدنگِ آہ تیرِ بے کمان تھے

جو اُس محفل مین ہم جانے بھی پائے
پیاپے آنسو آنکھون سے روان تھے

نہ نکلی بات منھ سے صورتِ شمع ۔۔۔ زبان ایسی تھی گویا بے زبان تھے

مرے پہلو مین کل بیٹھے تھے آسی
اگرچہ جبتک تھے مثلِ دل تپان تھے

جو رہی اور کوئی دم یہی حالت دل کی ۔۔۔ آج ہے پہلوے غمناک سے رخصت دل کی
کیا لکھے عاشقِ بیتاب مصیبت دل کی ۔۔۔ جی بگڑتا ہے جو لکھتا ہے عبارت دل کی
نہین ممکن ہے لُٹیرون مین حفاظت دل کی ۔۔۔ پھیر آؤن اُنھین چل کر مین امانت دل کی
منھدی مل کر مرے سینے کو نہ پامال کیا ۔۔۔ دل کی طرح آج لہو ہو گئی حسرت دل کی
سرِ عارف طرفِ دل ہی جُھکا جاتا ہے ۔۔۔ ہے مگر خاک درِ یار سے خلقت دل کی
دل کی تاثیر سے سب کچھ ہے یہان ہو کہ وہان ۔۔۔ دونون عالم مین سمجھتا ہون ولایت دل کی
جو اُڑا ذرہ دلِ زار کسیکا نکلا ۔۔۔ کوے دلبر مین نظر آئے یہ کثرت دل کی
ہو گیا نافِ سویدا کرۂ چرخِ کبود ۔۔۔ سینۂ تنگ مین اللہ یہ وسعت دل کی
کعبہ ہوا ابروون کا اور نمازِ اخلاص ۔۔۔ اقتدا عاشقِ بیدل کی امامت دل کی
کس طرح صورتِ منصور انا الحق نہ کہے ۔۔۔ دارِ دنیا مین سمجھ لے جو حقیقت دل کی
باغ کو عاشقِ دلگیر نے سمجھا دلدار ۔۔۔ غنچۂ گل مین نظر آئے جو صورت دل کی
دل دیا جس نے کسیکو وہ ہوا صاحبِ دل ۔۔۔ ہاتھ آجاتی ہے کھو دینے سے دولت دل کی
جس سے پیوند کیا پائی شکستِ خاطر ۔۔۔ ہاے تقدیر یہ پھوٹی ہوئی قسمت دل کی
کوچۂ یار سے گھبرا کے نکلنا کیا تھا ۔۔۔ دل کو شکوے ہین مرے مجھکو شکایت دل کی
خرد و تاب و توان سے کھو مل کر رہے دلین ۔۔۔ پہلوے عاشقِ بیکس سے ہے رخصت دل کی
پہلوے عاشقِ بیدل مین بس اک آبلہ ہے ۔۔۔ اُنکو کیا کہئے جو رکھ دیتے ہین تہمت دل کی

اب کسی یار سے مطلب ہے نہ اغیار سے کام
کنج عزلت مین رہا کرتی ہی صحبت دل کی

یون وہ بے دید کسی طرح نہین ملنے کا
چلکے آنکھونسے دکھادون اُسی حالت دل کی

دل کو چھیدے ہوئے نکلا جو کہین تیر ترا
دل کے ساتھ آج نکلجائیگی حسرت دل کی

تم گلستانِ جہان مین گلِ یکرنگ سلے
کان لاؤ تو سُنادون مین حکایت دل کی

گھر چُھٹا، شہر چُھٹا، کوچۂ دلدار چھٹا
کوہ وصحرا مین لئے پھرتی ہی وحشت دل کی

نقد وجنسِ خرد وصبر وسکون کچھ بھی نہین
لُٹ گیا عاشقِ دلگیر بدولت دل کی

دونون پہلو کئے سُنسان غمِ دلبر نے
اب نہ بُہتان جگر کا ہے نہ تہمت دل کی

شبِ ہجر اُسکے تصور کو جگہ دون کس مین
بے دلی مین کبھی پڑجاتی ہے حاجت دل کی

دیکھ لیتے تھے اسی طرح کسی کو اُس مین
آئینہ دیکھ کے یاد آتی ہی صورت دل کی

دیکھئے آنکھون مین جالے پڑے روتے روتے
خوب چھن چھن کے نکلتی ہی کدورت دل کی

مُنہ خفا ہوکے بنا لیتے ہو اتنے کے لئے
ایک بوسے مین نکل جائیگی حسرت دل کی

راستہ چھوڑ دیا اُس نے ادھر کا آسی
کیون بنی رہگذرِ یار مین تربت دل کی

بنی

وہ کیا ہے ترا جس مین جلوا نہین ہی
نہ دیکھے تجھے کوئی اندھا نہین ہے

یہان کیون تم آؤ تماشا نہین ہے
ہجومِ غم و درد میلا نہین ہے

کہان دامنِ حُسن عاشق سے اٹکا
گلِ داغِ الفت مین کانٹا نہین ہے

کیا ہے وہان اُسنے پیمانِ فردا
یہان ہی وہ شب جسکی فردا نہین ہے

مری زیست کیونکر نہو جاودانی
جو مرتا ہی اُسپر وہ مرتا نہین ہے

بھلا یار دلسوز ملتا ہے کس کو
جلایا دل اُس نے تو شکوا نہین ہے

وہی خاک اُڑانا وہی گردشین ہین — یہ مانا کہ عاشق بگولا نہین ہے

گلوگیر ہے اُن بھنوون کا تصور — گریبان مین اپنے کنٹھا نہین ہے

ملی ہے بصارت ان آنکھونکو جب سے — کسی کو سوا تیرے دیکھا نہین ہے

دکھاتا ہے کیون آئینہ قلب صافی — تصور کسی کا ہے سکتا نہین ہے

سمجھتے ہو جوشِ اناالحق کی موجین — وہ قطرہ نہین ہے جو دریا نہین ہے

کمالِ ظہورِ تجلّے سے جانا — جو پنہان نہین ہی وہ پیدا نہین ہے

وہ دل کیا جو دلبر کی صورت نہ پکڑے — وہ مجنون نہین ہی جو لیلےٰ نہین ہے

دل و دین و جان دیکے وہ ایک بوسہ — اگر ہاتھ آئے تو مہنگا نہین ہے

مری حسرتین اسقدر بھر گئی ہین — کہ اب تیرے کوچے مین رستا نہین ہے

ہر اک طالبِ دین ہے طالب بقا کا — کہ جب ہم نہین آپ بنیا نہین ہے

اسیرون سے اپنے اُلجھنا، بگڑنا — یہ کیا ہے جو زلفونکو سودا نہین ہے

تری راہ مین کوئی کیونکر نہ سر دے — یہ دینا تو لینا ہے دینا نہین ہے

ہجومِ الم ہے نہ گھونگھٹ اُٹھاؤ — کہ عاشق تمھارا اکیلا نہین ہے

بھرے جاسے زر اسمین موتی خدا نے — دہانِ صنم ہے یہ غنچا نہین ہے

وہ کہتے ہین مین زندگانی ہون تیری — یہ سچ ہے تو اُنکا بھروسا نہین ہے

عدو کیون اُلجھتے ہین اے رشکِ گلشن — ترا عاشقِ زار کانٹا نہین ہے

وہ رہرو ہون مین صورتِ نکہتِ گل — جسے خارِ رہ کا بھی کھٹکا نہین ہے

اگر سر کے بل چلتے ہین اُس گلی مین — نشانِ قدم کوئی پیدا نہین ہے

نکل جائے دم اُسکی الفت مین آسی — سوا اسکے اب کچھ تمنا نہین ہے

لیلےٰ کی طرح آنکھون کو جو اندھا کرتے
تجھ کو اے بحرِ کرم دل ہی مین دیکھا کرتے

نالہ ہائے شبِ غم حشر بپا کرتے
آج وہ ہم سے وفا وعدۂ فردا کرتے

جا کے بتخانہ مین کس طرح نہ سجدا کرتے
بُت مین بھی تو نظر آیا تو بتا کیا کرتے

کشتۂ ضبطِ نفس ہو گئے مین فلک شاہد ہین
یہ کہان ہوتے اگر ہم کوئی نالا کرتے

چھیڑ کر باتین بھی اک دن نہ سُنین اُس بت کی
معجزہ تھا کہین پتھر کو جو گویا کرتے

دلِ بیمار سے دعویٰ ہے مسیحائی کا
چشمِ بیمار کو اپنی نہین اچھا کرتے

کیا حبابون مین ہوا عنصرِ فرہادی ہے
سر تو یہ بادِ ہوائی نہین چھوڑا کرتے

جائے دل آئے جو پہلو مین بجا تم نے کیا
دل کو لیجاتے جو پہلو سے تو بیجا کرتے

حاملِ بارِ امانت ہو ظلوم اور جہول
اور کیا اس سے زیادہ مجھے رسوا کرتے

ہم نہ تھے محرمِ بے پردگیِ خلوتِ خاص؟
کچھ تجھے شرم بھی آتی نہین پردا کرتے

نہین عکس آئینہ خانہ مین تو ذی عکس نہین
وہی پنہان تھے اگر ہم کو نہ پیدا کرتے

جانتے تھے کہ شبِ ہجر نہین کٹنے کی
پھر وہ خوش ہو کے نہ کیون وعدۂ فردا کرتے

آنکھ آئینے کی اللہ نے بخشی ہوتی
مُنھ ترا صبحدم اُٹھتے ہوئے دیکھا کرتے

گال و الشمس ہین، و النجم ہین تل، صاد آنکھین
مثل مصحف ہی وہ آغوش مین آیا کرتے

صفحۂ آئینہ پر ہم نے یہ مصرع لکھا
آنکھ والے تھے جو صورت تری دیکھا کرتے

جسکے دل چاک تھے ہم، تھا وہی قاتل اپنا
صفتِ غنچہ نہ کیون خون ہم اخفا کرتے

شمع سان دل ہین گداز آپکے جانسوزونکے
آپ محفل مین بُلاتے بھی تو رویا کرتے

اپنے بیمار کے پاس اُنکو ضرور آنا تھا
مار ہی ڈالتے آکر جو نہ اچھا کرتے

تو نے دعوائے خدائی نہ کیا خوب کیا
اے صنم ہم ترے دیدار کو ترسا کرتے

زندگی فرقتِ دلدار میں کیا اے آسی
مرنجاتے جو شبِ ہجر تو ہم کیا کرتے

نہ کبھی کے بادہ پرست ہم نہ ہمیں یہ کیف شراب ہے
لبِ یار چوسے ہیں خواب میں وہی جوشِ مستیِ خواب ہے
مے عشق جس سے ٹپکتی ہے دلِ سوختہ وہ کباب ہے
جو کرے کبابِ دل و جگر اُسے سمجھیں ہم کہ شراب ہے
وہی پیش چشم ہیں ہر نظر مگر اب بھی شوقِ نقاب ہے
وہی میری ہر رگ و پے میں ہیں مگر اب بھی مجھ سے حجاب ہے
دلِ مبتلا ہے ترا ہی گھر اسے رہنے دے کہ خراب کر
کوئی میری طرح تجھے مگر نہ کہے کہ خانہ خراب ہے
جو حجاب تھا وہ اُٹھا مگر کہ وہ دل میں اب بھی ہو جلوہ گر
مے گھر میں ہائے کیا گزر یہ خیال کہئے کہ خواب ہے
اگر آنکھ کھولو تو کچھ نہیں اثرِ وجود بجز فنا
ہے سوادِ ہستیِ بے بقا کہ بیاضِ چشمِ حباب ہے
اُنھیں کبرِ حسن کی نخوتیں مجھے فیضِ عشق کی حیرتیں
نہ کلام ہے نہ پیام ہے نہ سوال ہے نہ جواب ہے
کوئی گل نہیں کہ نہ جس میں ہو مرے گل کی نکہتِ جانفزا
مرے مست کرنے کو بھول بھی تو چمن میں بادۂ ناب ہے
کبھی تجھکو دل میں بھی غور ہے کہ نظارہ کا یہی طور ہے

یہ سمجھ تری کہ وہ اور ہے یہی مُنھ پر اُس کے نقاب ہے
یون ہی اپنے کوچے مین بیٹھنے دے نہ عبث اُٹھا کے ستا مجھ
جو اُٹھے تو دود جگر اُٹھے کہین مجھ مین اُٹھنے کی تاب ہے
دلِ عندلیب یہ شق نہین گل و لالہ کے وہ ورق نہین
مرے عشق کا یہ رسالہ ہے ترے حسن کی وہ کتاب ہے
کبھی سیری بھی تجھے چاہ تھی ترے دل مین میری ہی راہ تھی
کبھی اسطرف بھی نگاہ تھی کہ یہ سب خیال ہی خواب ہے
کہین پوچھ ہی اُٹھے وہ صنم کوئی دم کٹا ہے بغیر غم
وہ محاسبے مین ہے دمبدم جسے خوفِ روزِ حساب ہے
پئے ترکِ شاہد و مے کرون ابھی استخارہ مین کس طرح
وہ جو خاکِ پاک کی سبحہ تھی وہی رہن جامِ شراب ہے
وہ ہزار آسیِ زار سے ملین لطف و رحم سے پیار سے
اگر اپنے دل مین نہ دینگے گھر کہ وہ ایک خانہ خراب ہے

زخمی ہوئے آسی کہین پھر تیر نظر سے
رومال بھی سرکا ذُرا دیدۂ تر سے
اب حاجتِ روزن نہ غرض رخنۂ در سے
باطن سے نہین چاہ تو کیا دیدۂ ظاہر
نذر اُنکی کیا نقدِ دلِ زار تو بولے
بے تابِ فنا جامۂ ہستی کو بنایا

گرتا ہے لہو آنسوون مین دیدۂ تر سے
اشکون مین نظر آتے ہین کچھ لختِ جگر سے
مُنھ اُس نے نکالا ہی یہان چاکِ جگر سے
آنکھ اپنی برابر نہوئی چشمِ گہر سے
یہ قلب ہے پرکھاؤ کسی اہلِ نظر سے
تارِ نگہِ مضطربِ چشمِ شرر سے

مرتا ہون مین اُنپر تو وہ آزردہ ہین سُنکر
کیون رنج نہو دوست کے مرنے کی خبر سے

ظاہر مین تو کچھ چوٹ نہین کھائی ہے ایسی
کیون ہاتھ اُٹھایا نہین جاتا ہے جگر سے

مارا سرِ شوریدہ جو پٹی سے اٹھاکر
بازو ترے یاد آئے مگر تکیۂ در سے

بسمل ہوئی کیا حسرتِ دیدار کسی کے
خون آج ٹپکتا ہے تری تیغ نظر سے

ہے کلکِ گہربار سے ثابت دمِ تحریر
جو شاخ ہے جھک جاتی ہے وہ بارِ ثمر سے

پیشِ نگہِ یار رہرن ہوگئے آنسو
دریاے روان باندھ دیا سحرِ نظر سے

با دل کی ضرورت نہین کچھ صحبتِ مے مین
تیغِ نگہِ ساقیِ بدمست ہی برسے

معدومِ پریشان نظری ہو کہین باندھو
شیرازۂ اجزاے نگہ موے کمر سے

آئینہ طبیعت ہین مگر اہل فنا بھی
بے ساعتِ دیدار نکلتے نہین گھر سے

شاہد ہین مرے قول کے غنچے جو کھلے ہین
پرزے ہوئے دلِ نالۂ مرغانِ سحر سے

جسپر متوکل تھے یہان وہ بھی وہان ہے
فارغ دمِ رحلت ہین غمِ زادِ سفر سے

پھر حسرتِ پیکانِ نگہ اے دلِ نادان
ابتک تو ٹپکتا ہے لہو زخمِ جگر سے

رگ رگ مین ہے جوشِ مئِ سرجوشِ انالحق
دیکھا مجھے ساقی نے عجب مست نظر سے

آسی اسی حسرت مین مرے اور جئے ہم
بے پردہ نظارہ ہو کہین دیدۂ تر سے

دیکھ کر منھ یار کا کیا جائیے کیا دیکھئے
منھ دکھائی دے اگر اُسکی کفِ پا دیکھئے

غش نہ آجائے کہین مانند موسیٰ دیکھئے
میری آنکھون سے نہ اپنا آپ جلوا دیکھئے

مین نہین کہتا کہ سُنبل یا نہ لالہ دیکھئے
زلف و روے یار کا آئینہ بھی جلوا دیکھئے

جی مین ہے اپنے ہی جامے مین وہ جلوا دیکھئے
وسعتِ دامانِ صحراے تمنا دیکھئے

صبحِ پیری مین تو ایسا ہو کہ مثلِ پیسے صبح
چاکِ دل مین شاہدِ خورشید سیما دیکھئے

کی نظر جس نے مرے باطن مین تو ظاہر ہوا
وہ بھی قطرہ ہے نہ جس قطرے مین دریا دیکھئے

آفتابِ روی لیلےٰ جلوہ گر ذرون مین ہے
چشمِ مجنون سے جو موجِ ریگ صحرا دیکھئے

مین تصور سے اُٹھا دیتا ہون پردا بیچ کا
ہجر کی شب آپ بھی میرا تڑپنا دیکھئے

خامُشی اچھی نہین اے خضرِ راہِ مدعا
کچھ تو کہئے گو یہی کہئے کہ رستا دیکھئے

دل بنا ہر جزوِ تن ہر داغِ دل اک چشمِ شوق
اپنی دید اپنے تصور کی تمنا دیکھئے

کیا بتاؤن کس نے نظرون مین کیا عالم سیاہ
آئینے مین اپنی آنکھین دیکے سُرما دیکھئے

سر برہنہ پھر رہے ہین ہم بسانِ آفتاب
آنکھ اگر ٹھہرے تو نورِ داغِ سودا دیکھئے

کیا لگایا ہے ہجومِ غم نے میلا اندنون
آیئے بھی دل مین عاشق کے تماشا دیکھئے

دید کے قابل سہی ہر لالہ و گل اے بہار
جُز ترے کچھ بھی نظر آتا نہین کیا دیکھئے

وہ نظر دے برقِ خرمن سوز پندارِ خودی
تو ہمین مین ہو مگر تجھکو اکیلا دیکھئے

موسیٰ و جبریل کی بھی دنگ ہے دید و شنید
دیکھنا سُنئے ہمارا اور سُننا دیکھئے

کرتی ہے دیوانہ آخر آپ کی تصویر بھی
محوِ زینت ہو کے آئینہ نہ اتنا دیکھئے

حسبِ استعداد طالب چاہئے فیض و کرم
مُنھ ہمارا دیکھئے اور ایک بوسا دیکھئے

آپ سے دیکھی نہین جاتی تھی میری زندگی
لیجئے مرتا ہون اب مرنا تو میرا دیکھئے

صورتِ نقشِ کفِ پا خاک مین ملنے کے بعد
اپنے رستے مین مرا آنکھین بچھانا دیکھئے

خاک مین مل کر بھی آنکھین بند ہون ممکن نہین
راہ تیری صورتِ نقشِ کفِ پا دیکھئے

کیا پیا پے چل رہا ہے دَورِ صہبائے فنا
رنگِ ذوقِ محفلِ امواجِ دریا دیکھئے

خاک ہو کر بھی نہ چھوڑین دامنِ محبوب ہم
دستِ مجنون دیکھئے دامانِ صحرا دیکھئے

آپ سے جو پردۂ افلاک مین چھپتا نہ تھا
ہم نے سینے مین چھپا رکھا وہ جلوا دیکھئے

رات آسی کہتی تھی اپنے یہ خانے کو گور
جیتے جی مر جاتے ہین عاشق تماشا دیکھئے

ہان یہ مانا کہ جو نکلے بھی تو مر کر نکلے
پر یہ حیرت ہے کہ اُس کوچے سی کیونکر نکلے

سب یہ جانین کہ غزل آسیِ مینوش کی ہی
شعر جو نکلے وہ دامن کی طرح تر نکلے

آئے ہین پیکرِ وہمی مین یہان مثل حباب
نذرِ قاتل ہے اگر سر تہِ افسر نکلے

شمع کی طرح ہجوم آج ہے پروانون کا
کیا وہ رکھے ہوئے سر پر کلہِ زر نکلے

دیکھ کر حسنِ بتان منھ سے نکلتا ہی درود
پھول بن کر مری نظرون مین یہ پتھر نکلے

وہ چلے چال کہ پامال ہے سارا عالم
جان تم بھی صفتِ چرخِ ستمگر نکلے

کوے قاتل سے کرون ہین سفر ملکِ عدم
کوئی رستا جو بسانِ دمِ خنجر نکلے

ہین وہ مینوش کہ لالہ کی طرح خاک سے بھی
ہم چڑھائے ہوئے جامِ مےِ احمر نکلے

کون یوسف کی طرح باغ مین بکنے آیا
کہ گل و غنچہ لئے مٹھیون مین زر نکلے

دیکھ کر جنگ سخن مصرع پر آب مرے
مثلِ ابروے صنم باندھ کے خنجر نکلے

پھر سیہ بخت ہی کہلاؤن سویدا کی طرح
دلِ روشن مین بھی بالفرض اگر گھر نکلے

ترک چشمانِ صنم لڑ گئے آپس ہی مین
دونون جانب سے بھوین کہتی ہین خنجر نکلے

کوچۂ چاکِ دلِ خستہ دلان کیا کہنا
اُلٹو جس ذرّہ کو اس کوچے مین دلبر نکلے

آنسوون مین ہو کہان عکس فگن حسن ترا
دل کے ٹکڑے مری آنکھون سے مقرر نکلے

کیا سمجھا ہے کچھ افشاے سیہ کاریِ عشق
دیکھنا دود جگر منھ سے نہ باہر نکلے

کیون نہ مٹ جاؤن مین ایدل کہ وہ فرماتے ہین
آؤن گھر مین ترے مین غیر جو باہر نکلے

وہ نسیمِ نفسِ صبح سے کہلاتے ہین
کیون یہ آہِ شبِ غم صورتِ صرصر نکلے

شکرِ محرومیِ آبِ حیوانِ لبِ یار
ہم سے درویش بھی ہم بختِ سکندر نکلے

باندھ دون مژدۂ مرگِ شبِ غم کا نامہ
طائرِ جان کہین مانندِ کبوتر نکلے

دل ہی کھو بیٹھے جو سینے سے لگایا اُنکو
دل جنھین سمجھے ہم افسوس وہ دلبر نکلے

حسرتِ کوچۂ محبوب مین کی باغ کی سیر
خار و گل دونون نگاہون مین برابر نکلے

یون بتانے کے لئے عرش سی بھی دور بتا
توسہی یار کہ پہلو مین ترا گھر نکلے

طائرِ جان و دلِ آسیِ شیدا دونون
بلبلِ گلشنِ رخسارِ پیمبر نکلے

مشتاق ترکِ لذتِ گفتار کیون کرے
دیدار ہی کے واسطے اصرار کیون کرے

جب تاب ہی نوائے جگر سوز کی نہین
صیاد حرصِ مرغِ گرفتار کیون کرے

ہان خود نہین وہ سایہ ہی اُسکا سہی مگر
یون بیحجاب رُخ پسِ دیوار کیون کرے

انصاف اے روانیِ تیغِ نگاہِ یار
مجھکو دکھا کے سوے عدم وار کیون کرے

معشوق ہے، علاجِ دلِ دردمندِ وصل
گو دل کی بات ہو مگر اقرار کیون کرے

کھایا مجھے بھی غم نے عوض کا گلا نہین
غم اس لئے تو اے مرے غمخوار کیون کرے

اک ہان مین بیقراریونکی ہے نہین یہان
گو وصل ناگوار ہو انکار کیون کرے

تڑپے تو سر پر ایک قیامت کرے بپا
زلف اُسکی ایسے دلکو گرفتار کیون کرے

گردن ہو اور بارِ کرم یہ کہان قبول
اپنا ہی سر نہ کیون ہو گرانبار کیون کرے

بوسے سے بڑھکے بھی جو کوئی شے لذیذ ہو
تسلیم کا مزا ہو تو تکرار کیون کرے

فرصت کہان نظارۂ رخسارِ یار سے
دل فصلِ گُل مین رغبتِ گلزار کیون کرے

طاقت نہو جو دیکھنے والون کی آہ کی
ترچھی نگاہ، تیغِ جُدائی سے تیز ہے
کیسا کرم، یہ ضعف مین ہو پسینے کی گھات
موسیٰ اگر ملین تو یہ ہے پوچھنے کی بات
محشر مین کچھ غرض مے دیدار سے نہین
! روت کا تو گھر نہ کہین ہو رقیب کا

یون کوئی اپنی وضع طرحدار کیون کرے
عاشق کی مرگ سہل وہ دشوار کیون کرے
سر پہ ہمارے سایہ وہ دیوار کیون کرے
دل ہی نہو تو حسرتِ دیدار کیون کرے
دورِ اخیر مین وہ گنہگار کیون کرے
یعنے وہ منعِ آہ شرربار کیون کرے

آسی کو بھی بنا ہی کے چھوڑا شرابنوش
جو پارسا ہو صحبتِ میخوار کیون کرے

غلط ہے آسی یہ بدگمانی وہان کسی کا گزر نہین ہے
کہ آجتک تیری حالتونکی کہین کسی کو خبر نہین ہے
وہ حال اس طرح پوچھتے ہین کہ اُنکو گویا خبر نہین ہے
تجاہل ایسا ہے دردِ دل سے کہ دلمین جس طرح گھر نہین ہے
وہ کیون سہین حُسن کا تقاضا یہی نہ ہے کچھ حجاب میرا
نقاب اُلٹین وہ بے تکلف کہ مجھ کو تابِ نظر نہین ہے
وصال و فرقت کے شکر و شکوے تو کیون ہو دیدار کی تمنا
جو غیر اُسکے کسی کو دیکھے کبھی وہ صاحب نظر نہین ہے
ہم اور ضبط اب کہان وہ طاقت چھپائین اب کسمین سرِ الفت
تمھارے تیرون نے چھان ڈالا وہ دل نہین وہ جگر نہین ہے
کہو نہ کہتے تھے ہم یہ تم سے کہ حُسن و عشق آخر ایک ہونگے

دئے ہین وہ بارِ غم نے جھونکے کہ اب یہان بھی کمر نہین ہے

بسانِ عُمرِ روان کسی کو سفر نہو پیش بے کسی کا

کہ راہ مین نقش پا نہین میل رہ نہین راہبر نہین ہے

کہان وہ آئے کدھر سے آئے کہان وہ ٹھہرے کدھر سدھارے

اُنھین مین کچھ محو تھے ہم ایسے کہ ہمکو یہ بھی خبر نہین ہے

رقیب جبتک کہ اُٹھ نجائے ہمین تو پاس اپنے کیون بُلائے

سوا ترے کچھ نظر نہ آئے ہماری ایسی نظر نہین ہے

جو اپنے دم سے بھی آدمی کو نصیب ہو اتحاد کامل

کسے نہین خلوت انجمن مین وطن مین کس کو سفر نہین ہے

نہ کیون ہو دل کو یقین پیدا شہادت اُسکی ہے غیب اُسکا

نقاب مُنھ پر نہین ہے لیکن کسی کو تابِ نظر نہین ہے

رقیب مجھ سے لپٹنے آتا تو اپنی ہستی کو رو کے جاتا

مجال تھی ہاتھ وہ لگاتا، یہ مین ہون تیری کمر نہین ہے

خفا نہ ہو مانو بات میری نہ راہ لو غیر کی گلی کی

یہ سچ ہے بیخود پڑا ہے آسی مگر کبھی بیخبر نہین ہے

ذوق افزائے جنون ہے اشتیاق ہم مجھے
مین وہین سمجھا ملی جب کسوتِ آدم مجھے
سجدے سے اُٹھنے نہین دیتا کمالِ خم مجھے
سب مین آتی ہے نظر کیفیتِ عالم مجھے

دل مرادر کار اُس کو اور اس کا غم مجھے
عالمِ غم مین بنایا مرکزِ عالم مجھے
آکے اس در پر ہے واجب شکرِ بارِ غم مجھے
ہر حبابِ بحر کاسہ ہے جامِ جم مجھے

کاش یہ سمجھو کہ مین کس شوخ کی تصویر ہون
جب سمجھتے ہو کہ دی ہے صورتِ آدم مجھے

ذرّے ذرّے مین ترا جلوہ سہی او آفتاب
دیکھنے دیتا ہے کچھ یہ دیدۂ پرنم مجھے

گردنِ عاشق سے ہے وقفِ ہر بلاے آسمان
کچھ تو سمجھا تھا دیا تھا ضعف نے جب خم مجھے

اور اذنِ بوسۂ رخسار اب کیا چاہئے
صاف زلفون کی طرح اُسنے کیا برہم مجھے

ہاے سرگردانیِ ہر روزۂ مہتاب ہاے
داغ ماتھے کا نہو اے فکر بیش و کم مجھے

دعویِ غمخواری اور اُن ساعدون سے جان مرا
کر دیا کیا فرطِ غم نے خود سراپا غم مجھے

روز رستاخیز معنی ہر خیالِ تازہ ہے
اہلِ عالم جانتے ہین دوسرا عالم مجھے

اشکِ چشمِ غیر کی اللہ ایسی آبرو
گو ہر گوشِ صنم دیکھے بچشمِ کم مجھے

سنگِ بارانِ حوادث اور مجھ ساختہ جان
مین یہان کیا کرنے آتا لائے دیکر دم مجھے

آلپٹ کر تجھ سے رو لون اے بہشتِ کوے یار
آج کیون اُس نے سُنایا قصۂ آدم مجھے

دل مین کیا کیا حسرتین تھین جنکے تم قاتل بنے
پیٹنے دو کیون رہے اب حسرتِ ماتم مجھے

مین تو تجھ مین محو تو صرفِ تنزل دمبدم
تیرے عالم نے دکھائے لاکھون ہی عالم مجھے

یہ تو کھلتا وصل ہے آئینہ دارِ مدعا
خط جو لکھا اُسکو لکھنا تھا خطِ توام مجھے

کھو گئی شاید دوئی عشقِ لب جانبخش مین
کہتے ہین بیمار رشکِ عیسیِ مریم مجھے

واقعی صہباے ذوقِ جلوہ ہستی سوز ہو
وجد مین لاتی ہے آسی حالتِ شبنم مجھے

وصل ہو پر دل مین ابتک ذوقِ غم پیچیدہ ہو
بلبلا ہے عین دریا مین مگر نم دیدہ ہے

سجدہ تیرا فرض سمجھا جو ترا گرویدہ ہے
ماہِ نو پیرِ فلک کا جبہۂ سائیدہ ہے

بیحجابی یہ کہ ہر صورت مین جلوہ آشکار
گھونگھٹ اُس پردہ کہ صورت آجتک نادیدہ ہے

اتنے بتخانون مین سجدے ایک کعبے کے عوض
کفر تو اسلام سے بڑھکر ترا گرویدہ ہے

دل کی وسعت وہ کہ نقطہ سے بھی کم ہفت آسمان
جسم یہ لاغر خطِ وہمی سے جو کاہیدہ ہے

ہجر مین کیسا زمین و آسمان کا فیصلہ
جو ستارہ ہے وہ داغِ حسرتِ بالیدہ ہے

بادۂ رنگِ فنا کا شیشۂ نازک مزاج
یا حُبابِ بحر یا میرا دلِ شوریدہ ہے

دیر کیون اے اذنِ جنت منزلِ میزان کے بعد
ابتو ثابت ہے کہ میرا ہر عمل سنجیدہ ہے

خوبصورت کو کنار و بوس سے فرصت نہین
مر کے آغوشِ لحد ہی ہڈی تک بوسیدہ ہے

فتنہ زارِ حشر سب سمجھے ہین جس میدان کو
دامنِ نازِ نگہ کا گوشۂ جنبیدہ ہے

مُنھ لگانا تھا کہ سب گردِ کدورت دور تھی
بادۂ گلگون مزاجِ عاشقِ رنجیدہ ہے

وادیِ عرفان مین داغِ تہمتِ دخلِ دوئی
نقشِ پائے ناتوانِ عارفِ لغزیدہ ہے

دیجئے کس چیز سے تشبیہ تیرے حسن کو
ایک تو ہی دیدہ ہے تیرے سوا نادیدہ ہے

چشمِ نقشِ پا سہی کیون اُسکو ہو بیمِ فنا
جس نے تیری چال کو دیکھا قیامت دیدہ ہے

عاشقِ شیدا ہوا اس مین یا کہ چشمِ نقشِ پا
جس نے تیری چال کو دیکھا قیامت دیدہ ہے

آدمی کی سرکشی غفلت ہے اپنی اصل سے
ذوقِ سجدہ قطرۂ افتادہ مین پیچیدہ ہے

عاشقِ گریان نے رات اپنی تڑپکر صبح کی
چشمِ اشک آلود بھی زخمِ نمک پاشیدہ ہے

دم بخود رہنے دو کیون رسوا ہو مجھکو چھیڑ کر
غیر دریا بلبلے مین اور کیا پوشیدہ ہے

دیکھ کر محشر خرامی اُنکی اب سمجھا ہون مین
ذرّہ ذرّہ کاروانِ فتنۂ خوابیدہ ہے

حشر مین منہ پھیر کر کہنا کسیکا ہائے ہائے
آسی گستاخ کا ہر جرم نابخشیدہ ہے

خاک کیا کم ہے اصلِ طینت کی
دل مین کیون پوٹ ہو کدورت کی

خوفِ دوزخ نہ حرص جنت کی
بیغرض مین نے تجھ سے الفت کی

ابدی نعمتین ہین جنت کی
انتہا ہے تری عنایت کی

واہ رے الفت اپنی امت کی
مجھ سے بیکس کی یون شفاعت کی

نہ کھلی کچھ حقیقتِ معراج
رہی پردے مین بات خلوت کی

خاکِ پاے علیؓ ہوا اے دل
یہ ہوا بامِ اوجِ رفعت کی

بھری محفل مین بے نقاب ایدوست
حشر تم نے کیا قیامت کی

تجھ سے مِلکر جو پھر بھی مین ناہی رہا
مجھ سے دشمن نے کیون محبت کی

کیون نہ مٹ جاتے جستجو مین ہم
تھا وہ کسوت مین اپنی صورت کی

پھر بھی ہم تم جُدا جُدا ٹھہرے
وصل مین بھی ادا ہے فرقت کی

میری حالت کے دیکھنے والے
مرتے ہین آرزو مین رویت کی

یہ طریقِ جنون مرا اے شیخ
راہ ہے کوچۂ سلامت کی

نہوا جو وطن سے آوارہ
بو نہین اُس مین آدمیت کی

پھر کہوگے کہ ہم نہین بے رحم
آج دشمن نے بھی شکایت کی

یا خدا اب تو جان زار کی خیر
آج پھر درد دل نے شدت کی

وہ سوادِ شبِ لحد دیکھو
ہوچلی شام روزِ فرقت کی

ہم نے مانا کہ شام ہے وہ زلف
شام لیکن ہماری شامت کی

روح فرسا شباب کا غم ہے
کہ جوانی مین اس نے رحلت کی

ہم سے بیکل سے وعدۂ فردا
بات کرتے ہو تم قیامت کی

حشر مین کون پوچھتا ہے کسے
قہر ہے دید خوبصورت کی

عشق کا روگ ہے محبت خیز
غیر نے بھی مری نصیحت کی

نہ دئے ہونگے غیر کو بوسے
پر طبیعت تو ہے مروت کی

دیکھو دل پر کوئی سپر رکھلو
یہ نگاہین ہین چشمِ حسرت کی

سجدۂ آستانِ جانان مین
خانۂ کعبہ نے امامت کی

خوب گہرا لگا ہے دل مین گھاؤ
بارے حسرت مٹی فراغت کی

جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج
کیسی بارش ہے ابرِ رحمت کی

شبِ وصل و نگار و ہوش و حواس
صبح ہی آج سب کی رخصت کی

اُنکے جور و جفا کے شکوے کیا
یہی سیرت ہے حسن صورت کی

تم کہوگے فلک رقیب نہین
وجہ مجھ سے کوئی عداوت کی

بوسے اُن گالون کا یہ میرا منھ
دل کی بیتابیون نے جرأت کی

دیکھئے ٹوٹتا ہے دم کہ نہین
آزمائش ہے آج طاقت کی

نہ غزل ہے نہ اس مین عرضِ ہنر
بڑ ہے آسی یہ جوشِ وحشت کی

حرص دولت کی نہ عز و جاہ کی
ایک حسرت ہے دلِ آگاہ کی

درد دل کتنا پسند آیا اُسے
مین نے جب کی آہ اُسنے واہ کی

کھنچ گئے کنعان سے حضرت مصر کو
پوچھئے یوسف سے قوت چاہ کی

بس سلوک اُسکا ہی منزل اُسکی ہی
اُسکے دل تک جسنے اپنی راہ کی

واعظو کیسا بتون کا گھورنا
کچھ خبر ہے ثَمَّ وَجْهُ اللّٰه کی

کسکی حسرت نے جگایا تھا ہمین
نیند سوئے قبر مین نوشاہ کی

کوئی پہونچا منزلِ مقصود تک؟ کسنے پائی انتہا اس راہ کی؟

دستِ بیعت جب بڑھایا شیخ نے — پھر گئی نظرون مین شکل اللہ کی
مجھ سے مجرم اور فردوسِ برین — مہربانی ہے رسول اللہ کی
یاد آئی طاقِ بیت اللہ مین — بیت ابرو اس بُتِ دلخواہ کی

راہِ حق کی ہے طلب آسی اگر
خاکِ رہ ہو مردِ حق آگاہ کی

اگر آسی کو تلاش

زخمِ دل ہم دکھا نہین سکتے — دل کسیکا دُکھا نہین سکتے
ہان وہ صورت دکھا نہین سکتے — کیا صدا بھی سُنا نہین سکتے
لذتِ اک گونہ چاہیئے مجھ کو — کیا وہ دل بھی دُکھا نہین سکتے
وعدہ بھی ہے تو ہے قیامت کا — جس کو ہم آزما نہین سکتے
اب سے پھر جاؤ حضرتِ موسیٰ — تابِ دیدار لا نہین سکتے
آپ بھی ابرِ اشک ہین گویا — آگ دل کی بجھا نہین سکتے
دل بھی نکلا حریفِ عنقا کا — اب کہین تجھکو پا نہین سکتے
اُن سے امیدِ وصل اے توبہ — وہ تو صورت دکھا نہین سکتے
مدد اے نالہاے بیتابی — سوتے ہین وہ جگا نہین سکتے
اُن کو گھونگھٹ اُٹھا نہین کیا عذر — ہوش مین ہم جو آ نہین سکتے
عشق کیسا توان فزا نکلا — کس کے طعنے اُٹھا نہین سکتے
کس کے دل تک پہونچتی ہے یہ بات — دلِ دشمن دُکھا نہین سکتے
مانگتے موت کی دعا لیکن — ہاتھ دل سے اُٹھا نہین سکتے

اُن کو دعواے یوسفی آسی

خواب مین بھی جو آ نہین سکتے

قطرہ وہی کہ روکش دریا کہین جسے — یعنی وہ مین ہی کیون نہون تجھ سا کہین جسے

وہ اک نگاہ اے دلِ مشتاق اُس طرف — آشوب گاہِ حشرِ تمنا کہین جسے

بیمارِ غم کی چارہ گری کچھ ضرور ہی — وہ درد دل مین دے کہ مسیحا کہین جسے

اے حُسنِ جلوۂ رُخِ جانان کبھی کبھی — تسکینِ چشمِ شوقِ نظارا کہین جسے

اس ضعف مین تحملِ حرف و صدا کہان — ہان بات وہ کہون کہ نہ کہنا کہین جسے

یہ بخشش اپنے بندۂ ناچیز کے لئے — تھوڑی سی چیز ایسی کہ دنیا کہین جسے

وہ ایک ذرّہ خاکِ قدم بہرِ چشمِ شوق — موسیٰ نگاہِ مہرِ تجلّیٰ کہین جسے

ہم بزم ہو رقیب تو کیونکر نہ چھیڑیے — آہنگ سازِ درد کہ نالا کہین جسے

پیمانۂ نگاہ سے آخر چھلک گیا — سرجوشِ ذوقِ وصلِ تمنا کہین جسے

آسی جو گل سے گال کسی کے ہوئے تو کیا
معشوق وہ کہ سب سے نرالا کہین جسے

کچھ کہون میرا جو کہنا کیجیے — چاہنے والے کو چاہا کیجیے

حوصلہ تیغِ جفا کا رہ نہ جائے — آئیے قتلِ تمنا کیجیے

فتنۂ روزِ قیامت ہے وہ چال — آج وہ آتے ہین دیکھا کیجیے

کس کو دیکھا اُنکی صورت دیکھکر — جی مین آتا ہے کہ سجدا کیجیے

فتنے سب برپا کئے ہین حسن کے — میری الفت کو نہ رُسوا کیجیے

ہو مسلّم وسعتِ ذوقِ نظر — قطرے مین جب سیرِ دریا کیجیے

حورِ جنت اُن سے کچھ بڑھکر سہی — ایک دل کیا کیا تمنا کیجیے

گو سمجھتا ہون نہلانے کا سبب — آئیے ٹھنڈا کلیجا کیجیے
جوش مین آجائے رحمت کی طرح — ایک اک قطرہ کو دریا کیجیے
نامرادون کا جو شکوا تلخ ہے — کیون کسی کی بات مانا کیجیے
غیر پیارا ہے نظر شمشیر تیز — میری ہی جانب کو دیکھا کیجیے
نام اگر درکار ہے مثل نگین — ایک گھر مین جم کے بیٹھا کیجیے
مل چکے اب ملنے والے خاک کے — قبر پر جا جا کے رویا کیجیے
کون تھا کل باعث بے پردگی — آپ مجھ سے آج پردا کیجیے
ایک وصل اُنکا وہ قسمت مین نہین — اور کس شے کی تمنا کیجیے
کل کی باتون مین تو کچھ نرمی سی ہے — آج پھر قاصد روانا کیجیے

راہ تکتے تکتے **آسی** چل بسا
کیون کسی سے آپ وعدہ کیجیے

سارے عالم مین تیری خوشبو ہے — اے مرے رشک گل کہان تو ہے
ہو گیا دام خوف غم سے رہا — جو تمھارا اسیر گیسو ہے
مصحف روے یار جانی پر — قابض افسوس خال ہندو ہے
نظم عالم کہ لاجواب لہٗ — فرد اُس مین وہ بیت ابرو ہے
برچھی تھی وہ نگاہ دیکھو تو — لہو آنکھون مین ہے کہ آنسو ہے
دل جو بے مدعا ہو کیا کہنا — یہی ویرانہ عالم ہو ہے
ایک دم مین ہزار دفتر طے — چشم حسرت غضب سخنگو ہے
تجھکو دیکھے پھر آپ مین رہ جائے — دل پر اتنا کسیکو قابو ہے

جوشِ اشک و تصورِ دیدار	سرو گویا کھڑا لبِ جو ہے
جس نے ایمان کر دیا کامل	وہ تمھارا مصحفِ رو ہے
حد نہ پوچھو ہماری وحشت کی	دل مین ہر داغ چشمِ آہو ہے
تو ہی تو اور بال بال اپنا	فاختہ اور شور کوکو ہے
جس کے کشتون سے بھاگتی ہے موت	وہ تمھاری ہی تیغِ ابرو ہے

پل بھی ہے فخرِ جونپور آسی
خواب گاہِ جناب شیخو ہے

آج وہ ہین مجمعِ احباب ہے	ایک مہجور آسیِ بیتاب ہے
میرے جسمِ زار کا ہر رونگٹا	نالۂ زارِ فرقتِ احباب ہے
اے دُرِ خوشِ آبِ دریائے وجود	ہجر مین دل ماہیِ بے آب ہے
ذرہ ذرہ کوچۂ سفاک کا	محشرستانِ دلِ احباب ہے
موت تھی یا بے قراری کا علاج	میت اپنی کشتۂ سیماب ہے
دیکھئے حورین دکھائی جاتی ہین	امتحانِ عاشقِ بے تاب ہے
وصل مین پھر بنا ے زندگی	ہر سپیدۂ صبح کا سیلاب ہے
میری آنکھین اور دیدار آپ کا	یا قیامت آگئی یا خواب ہے
ڈوب اے غواصِ دریائے طلب	وصلِ جانان گوہرِ نایاب ہے
قطرہ دریا کا سوایا ہو گیا	روئے چار آنسو جہان پنجاب ہے
اے نمک زارِ تبسم واہ وا	زخم سینے کا گلِ شاداب ہے
وصل ہو دورِ دہن ہو یا کمر	ان مین جسکو دیکھئے نایاب ہے

قصرِ تن پیری مین مسجد ہوگیا — قد جہان خم ہوگیا محراب ہے

اُنکی فرقت کی یہ رنگینیان — بادۂ گلرنگ خونِ ناب ہے

کچھ نہین ہوتا ہے جبتک کچھ نہو — یہ طلسمِ عالمِ اسباب ہے

چوٹ کھائی تم نے اے آسی کہین
کچھ نہ کچھ دل آج لذت یاب ہے

نہ سُنتے تم جو دشمن کی زبانی — بہت دلچسپ تھی میری کہانی

کہو بیجا ہے میری بدگمانی — کہان دشمن کہان رازِ نہانی

گلا حاضر ہے لیکن فائدہ کیا — کہ ظالم تو ہے میری زندگانی

عداوت انتہاے دوستی ہو — عدوے جان ہو میرا یارِ جانی

تسلی کل کے وعدے پر غضب ہے — غمِ عشق اور امیدِ زندگانی

کہان یوسف کہان وہ روے زیبا — خدا کو ہے مجھے صورت دکھانی

مرے دل کی تمنا ہے مگر تو — سُن اے بحرِ کرم یہ بیکرانی

مآل اسکا قیامت ہے قیامت — وہ آفت کی جگہ ہے دارِ فانی

نہ سمجھا مین تو دشمن ہی سمجھتا — محبت ہے خرابی کی نشانی

نظر آجا کہین اے جسمِ لاغر — دکھاؤن کیونکر اُن کو ناتوانی

بس اے سیلابِ اشکِ چشمِ تر بس — عناصر کی ہین دیوارین پُرانی

یہ دونون ایک ہی ترکش کے ہین تیر — محبت اور مرگِ ناگہانی

پیمبر گر پڑے ہین تلملا کر — معاذ اللہ خدنگِ لن ترانی

انا الحق اور مشتِ خاکِ منصور — ضرور اپنی حقیقت اسنے جانی

بقا جس شے کو ہو وہ چاہتا ہون — سن اے تیرے سوا سب کچھ ہی فانی
کمالِ جلوہ ہے پردے سے بڑھکر — بجا ہے یا تیری لن ترانی
دلِ شوریدہ اور اُن سے کدر — کہان تک کہئے اسرارِ نہانی
ہزارون حسرتین سینے مین بھری تھین — غبار اُس قافلے کی ہی نشانی
علم کر خلد مین بھی خنجرِ ناز — تصدق ہے حیاتِ جاودانی
سیاہی بالون مین جو رہ گئی ہی — بڑھاپے مین ہے یہ داغِ جوانی

بھلا آسی کے شکوون کا گلہ کیا
محبت کو ہے لازم بدگمانی

دلِ عاشق مین تعلق حد سے سوا ہوتا ہے — ذکرِ محبوب بھی اندوہ فزا ہوتا ہے
بُتِ پندار جو اس مین سے جدا ہوتا ہے — یہی دلِ رُتبے مین کعبے سے سوا ہوتا ہے
انھین کانون سے انا الحق کے سُنے ہین دعوے — آدمی عشق مین کیا جانئے کیا ہوتا ہے
حُسن کی چارہ گری کا ہے بڑا شور مگر — دردِ الفت کہین محتاجِ دوا ہوتا ہے
غیر کو غیر جو کہئے تو غلط ثابت ہو — اور کہئے کہ وہی ہے تو خفا ہوتا ہے
جس مین دیدار ہو وہ بھی ہی قیامت کوئی — یہ قیامت ہے کہ وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے
سوے منصور انا الحق کی غلط نسبت تھی — کوئی کہدے کہین بندہ بھی خدا ہوتا ہے
دل جو تھا خاص گھر اُسکا نہ بنایا افسوس — مسجد و دیر بنایا کرو کیا ہوتا ہے
دل رُبائی تری ہر آن نرالی نکلی — واہ رے حُسن ہر اک جلوہ نیا ہوتا ہے
یاد ہے حضرتِ موسیٰ کی وہ حالت بندو — بادۂ جلوہ غضب ہوش ربا ہوتا ہے
دشمنِ جان ہے اگر ہجر تو وصلت کیا ہے — قطرہ دریا سے جو ملتا ہے فنا ہوتا ہے

غیر سے قطع نظر چاہیئے عاشق کے لئے
حاصلِ خلوت و بزم ایک مزا ہوتا ہے

نفی و اثبات کے جھگڑے مین پھنسا کر مجھکو
دیکھین کب لطف ترا عقدہ کشا ہوتا ہے

بیحجابی تھی پسند اُنکو ابھی کل کی ہے بات
آج پردے مین ہین وہ دیکھئے کیا ہوتا ہے

ابھی دیکھا نہین اُسپر تو یہ بیتابی ہے
دیکھئے دیکھ کے کیا حال مرا ہوتا ہے

پھر گئے خلد کو آدمؑ مگر ابلیس تو جاے
نہ بُرا سوچیگا کہ بُرا ہوتا ہے

ذرۂ خاکِ قدم سلطنتِ ہفت اقلیم
کیا گدا اے درِ دلدار گدا ہوتا ہے

ہمتِ شیخ کی صیقل کی بدولت آسی
یہی دل آئینۂ روے خدا ہوتا ہے

عہدِ شباب عہدِ وفاے نگار ہے
کتنا ہی پائدار ہو ناپائدار ہے

کیون تجھ کو اس قدر غمِ روزِ شمار ہے
اے محتسب شراب بڑی غمگسار ہے

جنت نہین ہے پرتوِ روے نگار ہے
طوبیٰ نہ کہئے سایۂ بالاے یار ہے

صیاد و عندلیب مین کیا واقعہ ہوا
گُل دل فگار سُنبلِ ترسوگوار ہے

فانی ہے گردشِ فلکی بھی ہمارے ساتھ
ساری ہمین سے دشمنیِ روزگار ہے

خونریز توبہ زہد شکن اتقا گداز
رات آپکے شباب کی صبحِ بہار ہے

ایذا نویدِ مقدمِ راحت ہے صبر کر
جوشِ بہارِ گُل کششِ نوکِ خار ہے

کثرت مین اور کیا ہے جو وحدت نہ مانئے
ہر ایک ایک ایک ہے سو یا ہزار ہے

پیری مین حرص شاہدِ دمُ ہو گئی جوان
اپنی خزان بھی موسمِ جوشِ بہار ہے

کیا چیز تیری نذر کرین اے رسولِ یار
اپنی تو زندگی بھی یہان مستعار ہے

جوشِ سرشک اور ہوا کوے زلف کی
ایک ایک قطرہ نافۂ مشکِ تتار ہے

عشق و ہوس مین حسن کو تمییز چاہیئے
مانو نہ مانو آگے تمھین اختیار ہے

ذرہ بھی روشنی نہین نرگس کی آنکھ مین
یہ بھی مگر ستم زدۂ انتظار ہے

ہستی ہے عین موجۂ دریائے نیستی
درکار قوتِ نگہِ اعتبار ہے

وقت اخیر اگر نہ بندھا غیر کا خیال
کنجِ لحد ھمین چمنِ کوے یار ہے

ھمین

بنیادِ روزگار کی ناپختگی نہ پوچھ
گنبد حباب کا تو بہت استوار ہے

سودا اے ذوق جلوہ عبث جب نظر نہین
جلوہ تو بہر اہلِ نظر بیقرار ہے

واعظ تو مجھ کو چھوڑ دے میرے خدا کے ساتھ
بندہ گناہگار وہ آمرزگار ہے

یہ بات وہ ہے جس کو مرے دل سے پوچھیئے
عشقِ مژہ مین بھی خلش نوکِ خار ہے

ذوقِ ادا و ناز کہان بیخودی کہان
اب تو شرابِ وصل بھی کچھ ناگوار ہے

اذنِ زیارت اپنے خدنگِ ادا کو دو
حسرت شہیدِ یاس دل اُسکا مزار ہے

لو اب تو مرغِ جان نہین ممکن کہ اُڑ سکے
تیرِ نگاہِ ناز کلیجے کے پار ہے

مستی مین کوئی راز جو آسی سے فاش ہو
معذور ہے ابھی کہ نیا بادہ خوار ہے

کہتے ہو جانِ زار کو یہ مستعار ہے
دل پیشکش کرون تو کہو داغدار ہے

میدانِ رستخیز بڑا فتنہ زار ہے
وعدہ وہان وفا ہو کسے اعتبار ہے

کس روز ایک رنگ پہ اسکو قرار ہے
عاشق کی زیست ہمنفس روزگار ہے

سیلِ بنائے ہستیِ بلبل نہو کہین
تیغِ ادائے جلوۂ گل آبدار ہے

کیا جال ہے ہماری گہرباریِ مژہ
جوش وخروش ہمتِ دریا شکار ہے

اے شمع ایک شعلہ نے تجھ کو کیا تمام
ہر قطرۂ سرشک یہان شعلہ زار ہے

کیون منھ لگاؤ غیر کو اتنا کہ سر دُکھے
ہم جانتے تھے نشۂ مے کا خمار ہے

مانند آہ قبۂ گردون سے چل نکل
ناحق اسیرِ کشمکشِ روزگار ہے

بلبل خزان مین بھی کہین کرتی ہے چہچہے
خونِ جگر سے آہ مرے گلعذار ہے

دریاے اشک آنکھون سے اُمڈے تو جانئے
مانا کہ ابر بھی ہمہ تن اشکبار ہے

دشمن کو فکر کیون مری صحبت کی پڑ گئی
اے دردِ عشق اب تو ترا اعتبار ہے

امساک بوسہ جھوٹ غلط افترا سہی
بات اتنی ہے کہ حُسن کفایت شعار ہے

گورِ سیہ سے خوف تو واعظ کو چاہئے
پابندِ زلف عاشقِ شبہاے تار ہے

دونون ہون کامیاب وہ پہلو نکالئے
دل اُس طرف جگر ادھر امیدوار ہے

پیکانِ یار دیکھئے کس پر کرم کرے
دل اُس طرف جگر ادھر امیدوار ہے

دامِ فناے ہستیِ موہوم واہ وا
عنقاے وصلِ یار ضرور اب شکار ہے

میخانے مین وہ آئے جو اُترے فنا کے گھاٹ
شمشیرِ موجِ بادہ بہت آبدار ہے

کیونکر ہواے وصل کے جھونکون مین اُڑ نجاے
ہستی جو کاروانِ نفس کا غبار ہے

شعر اور سِرِّ غیب یقیناً یہ مین نہین
روح القدس ہے یا کرمِ کردگار ہے

اے رخشِ عمر تونے گڑھے مین گرا دیا
آسی کو سُنتے تھے کہ بڑا شہسوار ہے

ہے صیدِ فنا جو ہدفِ تیرِ نظر ہے
چیرو مرے سینہ کو نہ دل ہی نہ جگر ہے

ہان خنجرِ نازِ بُتِ ظنّاز کدھر ہے
دردِ دلِ عاشق کی دوا زخمِ جگر ہے

کیا مر ہی گیا عاشقِ بیمار تمھارا
جنگل مین نہ صحرا مین کہین شور نہ شر ہے

وہ دور چلا جامِ مے بیخبری کا
ہم وہ ہین کہ وہ ہم نہین اتنی ہی خبر ہے

کیا روشنی اُس عارضِ پُر نور مین ہوگی
جب نقشِ قدم رشک دہ شمس و قمر ہے

پہونچو گے اُسی کوچہ مین جس راہ سے نکلو
جو راہ ہے اُس کوچہ کی بیخوف و خطر ہے

وہ چیز جو کر دیتی ہے نابود کسیکو
الفت دہنِ تنگ کی یا عشقِ کمر ہے

کس چیز سے بہلائے غمِ عشقِ صنم کو
سنتے ہین نہ اب دل ہے نہ پہلو مین جگر ہے

ملنے کی یہی راہ نہ ملنے کی یہی راہ
دنیا جسے کہتے ہین عجب راہگزر ہے

شمشاد سے آسی کے نئے رنگ سُنے ہین
اپنی ہے خبر کچھ نہ پرائے کی خبر ہے

وہ اور جُدا ہم سے یہ تقدیر ہماری
کچھ اُنکی خطا اس مین نہ تقصیر ہماری

کیا جانے کوئی گلشنِ ہستی کی حقیقت
اُس گل سے ہے ملتی ہوئی تصویر ہماری

کیون بھیجین وہ جنت مین ہین اپنی گلی سے
ہان کوئی خطا قابلِ تعزیر ہماری

جو حلقہ ہے حلقہ ہے وہ پاکانِ ازل کا
آزادی کو مین ہے زنجیر ہماری

اعمال کی پرسش تجھے ہم کو یہ تفحص
رحمت تری بڑھکر ہے کہ تقصیر ہماری

تم کیا ہوئے قابو مین کہ قابو مین ہم آئے
تسخیر تمھاری ہوئی تسخیر ہماری

شاگرد ہے کس کا فلکِ پیر ستم مین
گردش مین تو اُستاد ہے تقدیر ہماری

صورت مین پڑے جان جو اچھا ہو مصور
سُنتے ہو جسے قیس ہے تصویر ہماری

دنیا مین اُٹھا لاتی ہے فردوس برین کو
بدمستیِ صہبا و مزامیر ہماری

جنبش بھی کبھی اپنے ارادہ سے نکرنا
چلتے ہین تو چلاتی ہے زنجیر ہماری

پہچان لیا جلوہ گرِ خانۂ دل کو
آئینۂ معمار ہے تعمیر ہماری

آسی اگر ادراکِ حقائق ہو میسر

ہے نفس و آفاق مین تاثیر ہماری

آئینہ آپ کے نزدیک جو نامحرم ہے — آپ نے خاک نجانا کہ مجھے کیا غم ہے

مار ڈالو بھی کسی دن تو نہ دعوٰی نہ گواہ — بیجوڑ دی ہے کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے

عشق کہتا ہے کہ عالم سے جُدا ہو جاؤ — حُسن کہتا ہے جدھر جاؤ مرا عالم ہے

دیکھتے ہو جگر و دل کے لہو کا سہرا — علَم نالۂ بیدا دمین کیا پرچم ہے

میرے دشمن کو نہ مجھپر کبھی قابو دینا — تم نے منھ پھیر لیا آہ یہی کیا کم ہے

جُز ترے کچھ نہین موجود تری ذات ہے وہ — جا بجا تو نظر آتا ہے یہی عالم ہے

جو اُڑی خاکِ قدم جان پڑی اُسمین ضرور — کیا ہوا جنبشِ دامن کی مسیحا دم ہے

وصل کی شب در و دیوار سے آئی آواز — خواہشون کو جو پچھاڑے وہ بڑا رستم ہے

ایک عالم کے طلسمات مین جی چھوٹ گیا — ہر ادائے نگہِ ناز نیا عالم ہے

کیون نہ دی جان کسی پر کہ نہ پھر موت آتی — زندگی مفت گنوائی یہ بڑا ماتم ہے

ہائے کیا بوجھ بُڑھاپے مین بھرا تھا اللہ — سر تو سینے مین گھُسا پیٹھ کمر تک خم ہے

تو نے کیا ذکر کہان آکے نکالا واعظ — یہ وہ کوچہ ہے کہ اسمین غمِ جنت سم ہے

چاک دل ہے غمِ عالم نظرِ یار رفو — زخم کاری ہے غمِ یار فنا مرہم ہے

قالبِ نظم مین جو ڈالدے جان آسی
نہ وہ عیسٰی ہین نہ موسٰی وہ ہمارا دم ہے

آہ بھی آج ہوئی ہم سفرِ اشک نئی — کیا ملی سوے فلک رہگزرِ اشک نئی

نور افشان ہے دمِ گریہ کسی کا تو خیال — نظر آتی ہے ضیاے گہرِ اشک نئی

گوہرِ گوشِ قبول اسکو بنایا آخر — ہاتفِ غیب نے دی یہ خبرِ اشک نئی

آج تو گریۂ عاشق نے کئے دل ٹکڑے
ہاتھ آئے کوئی تیغ اثرِ اشک نئی

کوشش دستِ مژہ نے اسے کب روکا تھا
آج ہے طرزِ گرفتِ کمرِ اشک نئی

میلِ پرواز سوے اوجِ فلک رسمِ کہن
ہمتِ طائرِ بے بال و پرِ اشک نئی

توڑ اس مین بھی ہوا تیرِ دعا کا آخر
اب تو لا چرخِ کہن اک سپرِ اشک نئی

تیرے آنسو بھی ہوئے خشک مین خونابہ فشان
شاید اے شمع ہے میری سحرِ اشک نئی

سیلِ طوفان جو کہا تو نے تو کیا خاک کہا
کچھ نئی بات ہو اے مدح گرِ اشک نئی

رشکِ فوارہ ہے بیتابی جوشِ گریہ
اے جنون ہے یہ بہارِ شجرِ اشک نئی

تیرے پرتو سے ہے جب رشکِ قمر ہر قطرہ
ٹھیک ہے بندشِ نورِ قمرِ اشک نئی

رات دن مجھکو تو کرتے ہی رہے تر دامن
اُنکے دامن کیطرف ہے نظرِ اشک نئی

ثمرِ اشک غمِ عشق تو تھا تیرا رحم
جھڑکیان دیتی ہین بوے ثمرِ اشک نئی

محوِ عشقِ درِ دندان کی علامت کیا ہی
رونے مین ہوتی ہی تاب گہرِ اشک نئی

بارہا معرکے قلزم سے ہوئے فتح کے ساتھ
آج پھر جنگ ہو پھر ہو ظفرِ اشک نئی

نہ کسی راہ سے پہونچا وہ کسی دامن تک
کوئی راہ آج ہو اے راہبرِ اشک نئی

برقِ ہستی ہے پے غیر سرشک آسی
کچھ تو بات اسمین ہے اے بیخبرِ اشک نئی

پھر مزاج اُس رند کا کیونکر ملے
جسکو اُسکے ہاتھ سے ساغر ملے

یہ بھی ملنا ہے کہ بعد از صد تلاش
حدِ وہم و فہم کے باہر ملے

جانتے ہو ہم سے نفرت ہے اُسے
ہم ہین جبتک وہ ہمین کیونکر ملے

ظاہر و مظہر مین فرق ایسا نہین
پیر ہاتھ آیا تو پیغمبر ملے

میری آنکھین اور اُسکی خاکِ پا ‏— تیرے کوچے کا اگر رہبر ملے
وصل ہے سرجوش صہبائے فنا ‏— پھر اگر کوئی ملے کیونکر ملے
کعبہ، تبخانہ، کلیسا، صومعہ ‏— پھرتے ہین در در کہ تیرا گھر ملے
کس قدر اونچا ہوا اُنکا مقام ‏— مل گیا مولیٰ جسے حیدرؓ ملے

آسیِ گریان ملا محبوب سے
گل سے شبنم جس طرح روکر ملے

قطرے مین کچھ نہین پانی کے سوا کیا کہئے ‏— بات کہنے کی نہین ہے بجز ا کیا کہئے
ہم کہان ہم تو ہین معدوم مگر ہے کوئی ‏— کہدین کچھ صاف تو ہوتے ہو خفا کیا کہئے
لالہ و گل مین اُسی رشکِ چمن کی ہی بہار ‏— باغ مین کون ہے اے بادِ صبا کیا کہئے
سب بدل سکتے ہین یہ سمع و بصر ہوش و خرد ‏— میری سُنتے نہین میرے رفقا کیا کہئے
کعبہ جب گھر ہے تو تبخانہ مین رہنا کیسا ‏— اسکو بیجا کہین یا کہئے بجا کیا کہئے
ایک ہستی کے سوا کچھ بھی نہ جانا ہم نے ‏— اے نکیرین پھر اور اسکے سوا کیا کہئے

آسیِ خاک نشین ہے تو سیہ کار ضرور
سگِ درگاہ رشیدی ہی بُرا کیا کہئے

زندگی موت سے آخر کبھی جانبر نہوئی ‏— جُز فنا عشق کی تدبیر مقدر نہوئی
وصل تو وصل جُدائی بھی میسر نہوئی ‏— رات عاشق کی کبھی دن کے برابر نہوئی
منھ اُدھر پھیر کے ظالم نے کیا کام تمام ‏— جان لو ساعتِ دیدار میسر نہوئی
گھٹ گئی وصل مین فرقت مین بڑھی تھی جتنی ‏— زیست انسان کی تا روزِ قیامت معلوم
غیر محبوب حجابِ رُخِ محبوب نہ تھا ‏— مجھ سے تدبیرِ علاجِ دلِ مضطر نہوئی

وہ نہ تھا ہم سے جدا ہم بھی جُدا اُس سے نہ تھے — نہ ہوئی پھر جو ملاقات تو کیونکر نہوئی

کیون چھُری پھرتی گلے پر نہ یہ ہوتا اے کاش — میری قسمت پہ پروازِ کبوتر نہوئی

جُزوِ تن ہم بھی کسی رشکِ چمن کے ہوتے — لاغری روکشِ رگہاے گلِ تر نہوئی

طولِ شبہاے جدائی کو نہ پوچھو ہم سے — زلفِ جانان سے کبھی بال برابر نہوئی

بیکسی مین شبِ غم موت تو سوئی تھی کہین — سانس آئی بھی جو کمبخت تو خنجر نہوئی

غیر کا دھیان تک اب دل مین نہین رشک کہان — بس محبت وہ تمھاری ہے کہ باہر نہوئی

ذرہ ذرہ سے ہوا شورِ انا الشمس بلند — ایک مین ہون کہ توجہ تری مجھ پر نہوئی

سالکِ راہِ فنا مجھ سے تعلّی کی نہ لے — جان کس کو غمِ محبوب مین دوبھر نہوئی

زندگی کا نہوا خاک ادا حق آسی
جان جب خاکِ رہِ آلِ پیمبر نہوئی

روش اُس چال مین تلوار کی ہے — موت عشاق گنہگار کی ہے

گل و گلشن سے کبھی جی نہ لگا — یہ صدا مرغِ گرفتار کی ہے

ہاے وہ ہمنفسانِ گلشن — یہ دعا عاشقِ بیمار کی ہے

دل کی قیمت سے ہین کونین بھی کم — ہمت اب ہمین خریدار کی ہے

چال وہ چل کہ نہو محشر خیز — یہ روش چرخِ جفا کار کی ہے

پیشِ محراب کیون سجدے ہون — صورت اُس ابروے خمدار کی ہے

مجھ کو ہنگامۂ محشر سے غرض — بس تمنا ترے دیدار کی ہے

چاریارانِ نبی مین آسی — تبعیت مجھے ہر یار کی ہے

طلبِ راہِ خدا مین لیکن

پیروی حیدر کرار کی ہے

اے جنون پھر مرے سر پہ وہی شامت آئی
پھر پھنسا زلف مین دل پھر وہی آفت آئی

مر کے بھی جذبِ دلِ قیس مین تاثیر یہ تھی
خاک اُڑاتی ہوئی لیلےٰ سرِ تربت آئی

مسجدین شہر کی اے پیر مغان خالی ہین
میکدے مین تو جماعت کی جماعت آئی

وہ تو کھڑکی مین ادھر بھیڑ نظر بازون کی
آج اُس کوچے مین سُنتے ہین قیامت آئی

کبھی جی بھر کے وطن مین نہ رہے ہم آسی
روزِ میلاد سے تقدیر مین غربت آئی

تیری اُلفت مین سُناتے ہین سنانے والے
جان سے جائیگا اے دل کے لگانے والے

دل مین آجا مرے اے عرش کے جانے والے
آن کی آن مین پھر لوٹ کے آنے والے

دل کے دُکھنے مین عجب طرح کی لذت پائی
اے خدا خوش رہین عاشق کے ستانے والے

جیتے جی کون ترے در سے اُٹھا سکتا ہے
بس اُٹھائین گے جنازے کے اُٹھانے والے

دل مرا توڑ کے بیدرد کہان جاتا ہے
ڈر خدا سے ارے او کعبے کے ڈھانے والے

خاک ہوکر ترے دامن مین جو لپٹون تو کبھی
دیکھون کس طرح چھڑاتے ہین چھڑانے والے

صورتِ نقشِ قدم بیٹھے ہین کوچے مین ترے
دیکھین کس طرح اُٹھاتے ہین اُٹھانے والے

اب کہین آسی نالان ہے نہ قیس و فرہاد
کیا ہوئے کنگرۂ عرش ہلانے والے

اُڑا کر رکھ دئے پُرزے جگر کے
فدا ہو جایئے تیغِ نظر کے

یہ حالت ہوگئی زلفون مین پھنس کر
کہ اب مہمان ہین ہم رات بھر کے

خدا حافظ ہے اُس گل کی کمر کا
غضب جھونکے چلے بادِ سحر کے

نہ تم نے قدر کچھ عاشق کی جانی — بہت روؤ گے اب تم یاد کر کے
دمِ آخر تو سینے سے لپٹ جا — کوئی جیتا نہین اے جان مر کے
لحد مین اب نہ چھیڑو اے فرشتو — ستائے ہین کسی کے عمر بھر کے
برنگِ شمع ٹھنڈا ابھی کر اے صبح — جلائے ہین کسی کے رات بھر کے
دمِ آخر دئے اُس بت نے بوسے — یہ بوسے ہین کہ توشے ہین سفر کے
غمِ دندان ہین یہ لاغر ہوئے ہم — کہ ہین تارِ نظر چشم گہر کے
بنے آنسو پھپھولے بصورتِ شمع — جلائے ہین ہم اپنی چشمِ تر کے
نہ جبتک اُسکو سینے سے لگایا — عجب صدمے رہے دردِ جگر کے

کہین کچھ چوٹ کھائی تم نے آسی
بہت روتے ہو دل پر ہاتھ دھر کے

کلیجا مُنہ کو آتا ہے شب فرقت جب آتی ہے — اکیلے مُنہ لپیٹے روتے روتے جان جاتی ہے
لبِ نازک کے بوسے لو تو مسّی مُنہ بناتی ہے — کفِ پا کو اگر چومو تو مہندی رنگ لاتی ہے
دکھاتی ہے کبھی بھالا، کبھی برچھی لگاتی ہے — نگاہِ نازِ جانان ہم کو کیا کیا آزماتی ہے
تڑپنا، تلملانا، لوٹنا، سر پیٹنا، رونا — شبِ فرقت اکیلے مجھپر اتنی آفت آتی ہے
وہ بکھرانے لگے زلفون کو چہرے پر تو مین سمجھا — گھٹا مین چاند یا محمل مین لیلےٰ منہ چھپاتی ہے
پچھاڑین کھا رہا ہون، لوٹتا ہون دردِ فرقت سے — اجل کے پانوٗن ٹوٹین کیون نہین اسوقت آتی ہے
کرے گی اپنے ہاتھون آج اپنا خون مشاطہ — بہت رچ رچ کے تلوون مین تیرے مہندی لگاتی ہے
نہ کوئی جوڑ اُس عیار پر اب تک چلے اپنا — کوئی دم مین یہان دم ٹوٹتا ہے جان جاتی ہے
بلا سے جان ہو مین میرے لئے آرائشین اُنکی — نہ مہندی ہاتھ چھونے دے نہ مسّی مُنھ لگاتی ہے

نہ نہرِ باغ پر ہے بند اے آسی نہ شبنم پر
خدائی میری حالت دیکھکر آنسو بہاتی ہے

مصیبت مری کیا کوئی جانتا ہے
گزرتی ہی جی پر وہ جی جانتا ہی

جفاؤں پہ اسکی وفائین ہماری
ہمین جانین، یا کچھ وہی جانتا ہی

ادھر اشکِ شبنم ادھر خندۂ گل
وہ رونا ہمارا ہنسی جانتا ہی

ہماری طرح دل گرفتہ ہے وہ بھی
کھلے پھول کو وہ کلی جانتا ہی

رہِ کعبۂ دل نہ زاہد سے پوچھو
وہ گمراہ کیا رہبری جانتا ہی

جسے نور و ظلمت مین تمیز کچھ ہے
ترے سائے کو چاندنی جانتا ہی

رہِ کعبہ و دیر کیا جانے عاشق
بس اک تیری سیدھی گلی جانتا ہی

رہے صورتِ گل جسے زرفشانی
بھرا ہاتھ دستِ تہی جانتا ہی

مزا دردِ دل کا اٹھایا ہے جس نے
وہ آرام کو بے کلی جانتا ہی

خدائی کو بندہ بنایا ہے تیرا
یہ غمزہ ترا کافری جانتا ہی

عبث دل دیا ہمنے ایسے کو آسی
مری دوستی دشمنی جانتا ہی

دل مین مرے درد ہو گیا ہے
منھ دیکھلو زرد ہو گیا ہے

آنکھین تری دیکھ کر مرا دل
دنبالہ گرد ہو گیا ہے

شمشیرِ نگہ جو کھائے دل پر
ایسا کوئی مرد ہو گیا ہے

کچھ کھینچ کے گرم گرم آہین
عاشق ابھی سرد ہو گیا ہے

لیلیٰ کی گلی نہ چھوڑ مجنون
کیون دشت نورد ہو گیا ہے

کس طرح نہ لپٹے دامنون سے — پس پس کے جو گرد ہو گیا ہے

آسی کی نہ بات پوچھ مجنون
عشاق مین فرد ہو گیا ہے

آنکھین پائی ہین غمِ دلبر مین رونے کیلئے — آستینین ہاتھ آئی ہین بھگونے کیلئے

گلشنِ ہستی مین شکلِ غنچہ گل یا نصیب — آئے ہم خستہ جگر دل چاک ہونے کیلئے

اشک ریزی ہم کرین، تم خندۂ دندان نما — حضرتِ عشق آئے ہین موتی پرونے کیلئے

آنکھ سے جب منھ پہ آیا اشکِ غم کہنے لگا — آبرو ہے آشنائی مین ڈبونے کیلئے

پھولنے پھلنے سے کیا واقف جو سبزے کی طرح — اس چمن مین ہے فقط پامال ہونے کیلئے

دولتِ ہوش و خرد، یا نقدِ جان، یا جنسِ دل — جو یہان ہے سب ترے ہی سودے مین کھونے کیلئے

قطرہ ہائے اشکِ حسرت کو نہ لا حاصل کہو — مزرعِ امید مین دانے ہین بونے کیلئے

اے فلک روشن دلون سے آپ غفلت دور ہے — کس ستارے کو ملی ہے آنکھ سونے کیلئے

جز شبِ گور اب تو نیند آنا بہت دشوار ہے — بس وہی اک رات ہے فرقت مین سونے کیلئے

ایک سی ہین عاشق و معشوق کی آنکھین، مگر — ایک رونے کیلئے ہے ایک سونے کیلئے

قافلہ منزل کو جا پہونچا، مگر مثلِ غبار — رہ گئے ہین ایک ہم برباد ہونے کیلئے

تو بھی کیا آئی تھی اے شبنم یہان میری طرح — پھولون سے مِل مِل کے چُھپ چُھپ کے رونے کیلئے

دم جو ٹوٹا عاشقِ بیمار کا، آئی صدا — ہائے کیا اُن سے ملے تھے جان کھونے کیلئے

صبحدم دم توڑتی تھی اور یہ کہتی تھی شمع — ہائے اس محفل مین ہم آئے تھے رونے کیلئے

رنج و غم کے واسطے اسباب کی حاجت نہین — آنکھ کب درکار ہے شبنم کو رونے کیلئے

پھول سا پایا ہے منھ جس پر جگر ہے چاک چاک — خارِ مژگان پائے ہین دل مین چبھونے کیلئے

اُس لُٹیرے کی گلی مین ہم بھی آسی کی طرح
نقد جان سی چیز لے جاتے ہین کھونے کیلئے

مرتا ہون مین جس پر وہ جوانِ عربی ہے
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے

دل ہے کہ شہیدِ خمِ ابروے نبی ہے
گردن ہے کہ ہر دم تہِ تیغِ عربی ہے

اے پاے نظر ہوش مین آ کوی نبی ہے
آنکھون سے بھی چلنا تو یہان بے ادبی ہے

احول تو بن، ان مین کہان دخل دوئی کو
اے دل نبی اللہ ہے، اللہ نبی ہے

زنگ آئنہ کی طرح ہے جس سے مہِ کنعان
کیا جلوۂ دلدار دل آراے نبی ہے

اللہ سے ملتی ہے تری اصل مکرم
اے نورِ خدا کیا تری عالی نسبی ہے

موسیٰ کی طرح خود ارنی گو ہے خدا بھی
کیا وصلِ علی الحُسنِ جوانِ عربی ہے

مردہ ہے مسیحا تری رفتار کے آگے
جان بخش کو ٹھوکر سے تری جان طلبی ہے

کیونکر نہ ہو رفتار مین گفتار مین سو ناز
نازک بدنی بے کمری غنچہ لبی ہے

ہے نام الٰہی بھی ترے نام سے روشن
اے احمدِ بے میم یہ کیا خوش لقبی ہے

جب کھینچ نہ دوسری نقاش ازل سے
کھینچے کوئی تصویر تری بوالعجبی ہے

کیا رتبے ہین اللہ رے بیمارون کے تیرے
خود جن سے مسیحا کو بھی درمان طلبی ہے

وہ شافعِ عصیان ہین گنہگار ہون آسی
وہ بحرِ عنایت ہین یہان تشنہ لبی ہے

قصیدہ

در مدح نواب کلب علی خان بہادر والی ریاست رام پور

کہان ترا کوئی بحرِ وجود مین ثانی
حباب دیدۂ اہلِ نظر مین ہے پانی

نہ فرق سوجھے اگر ظاہر و مظاہر مین
کسے کہے کوئی باقی کسے کہے فانی

اُسی کو دیکھتے ہین جمع بلکہ جمع الجمع
جسے سمجھتے رہے مدتون پریشانی

ہُوا جو رفع تعین تو جز بہار نہ تھا
یہ برگ و بار و گل و غنچہ گلستانی (ق)

کہے بہار لبِ گل سے 'مین بہار' تو کیا
یہ شور گشتنِ منصور والے نادانی

درخت پھل سے ہے پیدا تو ہر درخت مین پھل
یہ میری تیری ہے پیدائی اور پنہانی

اگر یہ ہم ہین تو کیا تیری ذات ہے محدود
اگر یہ تُو ہے تو پھر کیا وجودِ امکانی

اگر یہی ہے تو وہ شوقِ دید کس کا تھا
جواب تند سے کی کس نے شعلہ افشانی

محل نہ جب ہوئی وحدت مین کثرتِ عالم
تو کیون شریکِ قدم ہو ثبوتِ اعیانی

زوال صورتِ اشیا ہے صورتِ ہمہ اوست
غرضکہ ہیچمدانی ہوئی ہمہ دانی

مآل سعی کمالِ نگاہِ تحقیقات
نہ خاک کچھ نظر آیا بغیر حیرانی

اخیر یہ کہ نہ پہچاننے کے قالب مین
وہ ذاتِ پاک گئی آشنا سے پہچانی

مجھے امیدِ سکون و قرار کیا اُس سے
جو اپنے جلوہ کو رکھتا ہو آنی و فانی

ابھی تو وجد مین لاتا ہون عقلِ اول کو
وہ چھیڑتا ہون مین آہنگ مطلعِ ثانی

(مطلع)

زہے تراوشِ جوشِ شیونِ احسانی
ظہورِ خاص کو خوش آئی وضعِ انسانی

حُبابِ گنبدِ گردون مین یہ اشارہ ہے
ہوا کی طرح ہے آنا ترا یہان آنی

جو ایک ذکر مین سو گردشین نہ دے دل کو
وہ کیون عبث کرے بدنام سبحہ گردانی

بڑھا جو شعلہ مرے جسمِ زار سے لپٹا
فدائے شمع تجلّے ہوئی وہ عُریانی

خدا نے بخشی ہے صحبت کو بھی بڑی تاثیر
سرو ہی آنکھون مین ہے سُرمۂ صفاہانی

شگافِ سینہ سے جھانکو تو بھوک پیاس ہو بند
ہر ایک داغِ غمِ دل ہے ماہِ کنعانی

جو خاکسار رہو اپنی جگہ سے کیون اُٹھے
کہ اُٹھ کے مثلِ غبار اُسکو ہو پریشانی

برنگِ لالہ کہان خون چکان زبان ملے
جو کوئی عرض کرے سوزِ داغِ پنہانی

مین ابتدا ہی مین ان نالون کو سمجھتا تھا
کہ پھر گوے فلک یہ کرین گی چوگانی

بس ایک دم کے لئے سربلند دیکھ لیا
مگر حباب بھی تھا کوئی تاجِ سلطانی

نہ چھوڑے گا روشِ راستی کو آزادہ
کہ میلِ راہِ ہدایت ہے سروِ بُستانی

ضرور روے نہان مین کچھ اور جلوہ تھا
ہے چشمِ آئنہ، آئینہ دار حیرانی

خدا کے واسطے اے شمع اب بھی کہنا مان
کرے گی بھور ترا، تیری اشک افشانی

وہ طوطیِ شکرستانِ ہند ہون آسی
کہ گم ہے ناطقۂ صائبِ صفاہانی

مرا کلام وہ معجز کہ پڑھ کے اک مصرع
دہانِ گنگ مین پھونکون کرے غزلخوانی

غزل

نہ جان دے کے بھی ہم سمجھے وائے نادانی
کہ تھا وہی لبِ جان بخش دشمنِ جانی

بچی بھی تھی کہین بختِ سیاہ عاشق سے
غلط ہے گیسوے شبرنگ کی پریشانی

ترے تصوّرِ روے نکو نے کھول دیا
کہ دل کے شیشہ مین تھی قوتِ پرستانی

مین نقشِ پا کی طرح پائمال و خاک بسر
وہان ہنوز وہی تہمتِ تن آسانی

بغیر منزلِ حیرت کہان نظارۂ یار
نوید یاس ہوئی آئنہ کی حیرانی

نہ داغ سینہ مین پیدا نہ دل مین دھیان ترا
تو کس نے چاک گریبان کیا ہی نورانی

بھلا تم اپنی انگوٹھی تو ہاتھ کی ڈھونڈھو
عدو سے دیو کرین دعوی سلیمانی

تمھین نہ دل مین چلے آؤ دیکھ لو سب حال
نہین ہے قابلِ اظہار درد پنہانی

وہ اپنی زلفین کہان تک بنائین گے آخر
ہماری رات ہے زلفون سے انکی طولانی

پھوڑ بہرِ خدا اے خیالِ موے کمر
ہمارے دین داغ جگر کی مژگانی

ہمارے زخم جگر اور اس طرح مرجھائین
وہ کیا ہوئی تری زلفون کی مشک افشانی

کسی کے سرمۂ دنبالہ دار نے آسی
سیاہ مست کو دی میکدہ کی دربانی

مطلع
پڑھون صدا لے حزین سے وہ خونفشان مطلع
کہ بزم ارضِ سخن ہو تمام افشانی

دلِ گرفتہ ہے ایدل نویدِ عریانی
کہ غیر چاک نہین غنچہ کی گریبانی

سیاہیِ شبِ غم کا نہ کیون ہون شکر گزار
شبِ لحد نظر آتی ہے مجھکو نورانی

مین اسکی رزق رسانی کی شان کے صدقے
نہ اور کچھ ہو تو غم ہے غذا لے روحانی

نہ خاک کچھ ہوئی تاثیر سخت جانی مین
بھلا جگر کو کیا زہر غم نے کیا پانی

یہ سادگی کہ مین اس بحرِ غم کی ڈھونڈھون تھاہ
ہو جس کے قطرہ مین کشتیِ نوح طوفانی

بجاے آب ہے زہرابۂ الم دن رات
غذا کے بدلے رہی دل جگر کی بریانی

ظہورِ غم تو کچھ اسباب کا نہین محتاج
بغیر چشم ہے شبنم کی اشک افشانی

جو آفتابِ قیامت نہین تو کیا ہین یہ داغ
کہ انکے دم سے شبِ غم کی ہے چراغانی

و فورِ اشک مین ماوا ے غم نہ دل ہوتا
جو ہوتی لازمِ سیلاب خانہ ویرانی

یہ زیر چرخ تنک ظرف جوششِ یم و غم
یہ اک حباب مین بحرِ بلا کی طغیانی

کہان فلک نے بھرے سیم و زر سے ہاتھ اپنے
ہماری قدر مہ و مہر سے بھی کم جانی

برا نوشتۂ تقدیر وہ سیہ نامہ — اکہ پھر خواب کرے بخت کی شبستانی

جزا غنیا نہو مفلس کے درد کا گاہک — گران بہا ہے غمِ جانگرا کی ارزانی

ق

ہوا سے صدقِ ابو بکرؓ و سوزِ عشقِ عمرؓ — خمیر کے لئے آبِ حیاے عثمانیؓ

جہانِ ولولۂ حُبِ بو ترابؓ کی خاک — نہ پوچھ کس کے یہ عنصر ہین ایسے نورانی

وہ کون پاک گہر، پاک منظر ایسا ہے — خجستہ روے، ملک خوے یوسفِ ثانی

سپہر کوکبہ، نوّابِ آفتاب جناب — جناب **کلب علی خان** محب سبحانی

ق

اگرچہ جذبِ دلِ زار کھینچتا ہے اُدھر — پکڑ کے دستِ ارادت سے موی پیشانی

مگر خدا نے کیا ہے مجھے وہ خاک نشین — اُٹھا جگہ سے کہ ہون مثلِ نقشِ پا فانی

براے سیرِ رہِ برّ و بحر ظاہر ہے — مین بحرِ شعر مین کرتا ہون سیرِ پنہانی

نگاہِ اہلِ حقیقت مین قربِ جسمی سے — اتمّ د اکمل و اشرف ہے وصلِ روحانی

مطلع

حضور مین یہ زمین بوس ہو کے عرض کرون — کہ اے فداے جمالِ تو انسی و جانی

ترا جمال کمالِ جمالِ نفسانی — ترا خیال کمالِ خیالِ انسانی

ترا فراق فراقِ سعادت ابدی — ترا وصال وصولِ عروجِ امکانی

ترا کرم، کرمِ حق کی دل رُبا تصویر — ترا غضب، غضبِ کردگار کا بانی

ترا کمال، مہِ آسمانِ جلوۂ ذات — ترا کلام جہانِ رموزِ عرفانی

تری ثنا ہوئی سرمایۂ کمالِ ثنا — ثنا پر آپ ہے واجب تری ثنا خوانی

تری یہ محویت اللہ ذکرِ سبحان مین — کہ تیرے سبحہ سے نکلے صداے سبحانی

ولاے حق تری رگ رگ مین ریشہ ریشہ مین — فلاسفہ جسے سمجھین حلولِ سریانی

خدا کی رحمتِ پیہم تری محیطِ وجود — یہ پائی مین نے مثالِ حلولِ طیرانی

دلیل شوکتِ ایمان ترے زمانہ مین   برنگِ زلفِ بتان کفر کی پریشانی
برائے نصرتِ سالک صدائے امر تری   فغانِ زنگلۂ کاروانِ حقدانی
گناہگارون مین شورِ نہیب ہے تیرا   نمک فشانیِ جامِ شرابِ ریحانی
ترا وہ عدل کہ نوشیروان پہ تقلید   ازل ہی مین سے تجھے سمجھا امام روحانی
ترا فدائے سرِ بذل گوہر شہوار   ترا گدائے درِ فیض ابر نیسانی
خدا کرے کہ ترے دستِ جود سے ہو خجل   ہمارے پنجۂ مژگان کی گوہر افشانی
وہ تیری ہی نہ گہر ریزیون کے جلوے ہون   بھری جو دیکھی ثریا کی رات ہمیانی
وسیع سینۂ عارف سے صحن خانہ ترا   بلند ہمتِ عاشق سے اوج ایوانی
وہ تیری خلوتِ راحت مین ہر در و دیوار   کہ جوشِ بالِ پری ہو پئے مگس رانی
ترا وہ شعشعۂ تیغِ برقِ کافر سوز   کہ خاکِ گبر سے ہو جلوۂ مسلمانی
خیالِ برّشِ شمشیر ہے یہ حیرت زا   کہ داغ داغ جگر کا ہے چشم قربانی
اگرچہ گزرے جہانگیر اور عالمگیر   مگر کہان یہ ترا عالم جہانبانی
نہ پوچھ لشکرِ انجم مین کیا پڑی ہلچل   جو صبح دیکھی تری فوج کی فراوانی
ہوائے دولت زین سمند دست ہوس   ہوا کو مٹھی مین لینے کی فکر نادانی
ہوا، نہ برق، نہ آندھی، یہ سب مثال غلط   ق   مری نظر مین تو گھوڑا اترا ہے لاثانی
قلم کو ہاتھ لگا کر کہا یہ مانی نے   کہ کھینچے صورتِ حسنِ دلے جولانی
وہ برّ و بحر و جبل، چرخ و عرشِ ونداآیا   قلم اٹھا نہ چکا تھا ابھی یہان مانی
جو تو سوار ہو فیلِ سیاہ پہ اپنے   کھون مین کعبہ کی چھت پہ ہو نور یزدانی
اگر یہ کہئے کہ بے پردہ تھی تجلی طور   ہوا وہ جل کے کفِ سرمۂ صفاہانی

سیاہ فام ترا فیل کوہ پیکر کیون — یہان تو تھا ترے پردہ مین نورِ رحمانی

عجب نہ کر کہ ہوا طور جل کے خاک سیاہ — غضب تھی برقِ تجلی کی آتش افشانی

سیاہ فام ہے فیلِ گران جسد بھی ترا — ضرور تجھ مین ہے لمعانِ نورِ رحمانی

دمِ نظارہ ترا جلوہ دیکھ کر اُسپر — گرون جو غش مین کہین مین ہون موسیٰ ثانی

تو ہے وہ رشکِ مسیحا کہ اس زمانہ مین — جِلا دئے ہین عظامِ رمیمِ سحبانی

وگرنہ اب وہ زمانہ قریب آیا تھا — کہ کرتے اہل سخن ماتمِ سخندانی

تری زمینِ غزل مین جو ذرّہ فرض کرون — ہے آفتابِ حقیقت کی اُسمین رخشانی

گلِ سخن کے تبسم سے بات کی تونے — بہارِ خندۂ صبحِ وصالِ جانانی

اُسے ہے نسبتِ شاگردی اور تو خاقان — یہ اہلِ حق کو ہے تحقیقِ نامِ خاقانی

ترے تلامذہ اے سعدِ اکبرِ اقبال — مری نظر مین ہین ایک ایک سعدیِ ثانی

تمام اہلِ جہان جسم اور جان ہے تو — جو تجھ کو جانے کرے دعویِ خدادانی

ہمارے شعر تری مدح مین ہین دُرِّ یتیم — کسی کی مدح نہ کی ہم نے جز غزلخوانی

تو اِنپر آج توجہ سے دستِ شفقت پھیر — نہ کر یتیم سے صرفِ نگاہِ احسانی

بتا تو کیسی جگر کا دیان ہوئی ہونگی — جو زیبِ گوش ہوئے یہ جواہرِ کانی

نہ جان شعر، یہ میرے جگر کے ٹکڑے ہین — نثارِ فرقِ مبارک کو ہین جوارزانی

بجا ہے تجھ سے حقیقت شناس سے مجھ کو — اُمیدِ قدر شناسی و منزلت دانی

بس اب دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاؤ اے آسی — ہے اہتزاز مین اس وقت عرشِ ربّانی

تو حکمران رہے لاکھون برس مگر وہ برس — کہ جسکے دن ہون قیامت کے دن سے طولانی

شفق مین آگ ہو جبتک خطِ صنم مین غبار — ہوا دلون مین حیا کی نگاہ مین پانی

رہین عناصرِ پُرنور اعتدال کے ساتھ
بجاہ و حشمت و فیروزی و جہانبانی

قصیدۂ ناتمام

در مدح نظام، نواب میر محبوب علیخان صاحب والی ریاست حیدرآباد دکن

کبھی نہ صاحبِ تمکین کرے کسی سے کلام
سکھائے اُنکو یہ میرے ہی سامنے لبِ بام

کسی کو دیکھ کے لغزش جو پانوٗن مین آئی
شراب پی کہ وہ آنکھین ہوٗن کہین بدنام

قرار می بَرَد از خلق بے قراریِ ما
تمھاری دوستی ایسی ہے دشمنِ آرام

مذاق بوسِ لبِ یار کو وہ پہونچا خوب
کہا ہے جس نے کہ اس دور مین شرابِ جام

تھین بتاؤ کہ حدِ بشر ہے یہ مطلع
یہ کیا کہا کہ مرے عہد مین نہین الہام

مطلع ۲
رقیب ہی سہی دے کشتۂ فراق کو دام
کہ چاہیئے ترے قاصد کو نقدِ جان انعام

مذاقِ سوز و گداز اور اختیار نہین
کہ چھین لون سحرِ مہر اور شمع کی شام

بس اتنے پر کہ لبِ لعلِ یار چوم لیا
مرے فرشتے نے لکھا ہے مجھکو مے آشام

مطلع
نمودِ خط سے ہوئی صبحِ رخ بھی آخر شام
ترا نظارہ ہے بُرہانِ گردشِ ایام

کسی کے لغو کو دیکھین تو درگزر نہ کرین
پھر اُسکی خفیہ نگاری، یہی ہے شانِ کرام

یہ لافِ خوبیِ حورِ بہشت اے واعظ
تری نگاہ سے گزُرا نہین وہ گل اندام

ہماری آہ مین اللہ رے نالۂ بُلبل کے
شریک درد تھی بُلبل کہ آہ تھی گلفام

کہان تک اے ہوسِ بوسہ گالیان دینگے
کہ منھ نہ بند کرے گی حلاوتِ دشنام

کوئی کہے مجھے دیوانہ کوئی سودائی
تمھارے عشق نے آخر کیا مجھے بدنام

جہان مین ہو جہان اہل فہم کا مجمع
مین اُس مین صدر نشین مثلِ حرفِ استفہام

بنارس اور اودھ کیا تمھین کو کہتے ہین
کہ چہرہ صبح بنارس ہے، زلف اودھ کی شام

کسی طرح کسی قالب مین انقلاب تو ہو
خدا کرے کہ جدائی ہو داخلِ ایام

رُباعیات

بے مثل بھوین ہین کون مانند اُنکا
دعویٰ نہ کرے کوئی مہِ نو کی طرح
کیسی تلوار، اور خنجر کیسا
ورنہ لٹکائین گے اُسے بھی اُلٹا

دیگر

مین نے رات ایک ماہ پیکر دیکھا
سکتا ہے مجھے کس طرح نہ ہووے آسی
دیکھا بھی تو سینے ہی کے اندر دیکھا
آئینہ کی طرح آنکھ بھر کر دیکھا

دیگر

کیا جانتے تھے بعدِ فنا کیا ہوگا
اب روزِ قیامت کی درازی کیسی
طولِ شبِ تارِ گور اتنا ہوگا
کیا رات بڑھے گی دن نہ چھوٹا ہوگا

دیگر

بے دل بہت اے دلبرِ عیار کیا
دُنیا مین نہ گل نہ مُل نہ قصر و ایوان
جب مر کے جئے تو قصدِ دیدار کیا
اب دیکھے بہشت کیون گنہگار کیا

دیگر

اک عمر رہِ طلب مین چکر کھایا
دل مین دیکھا تو آئنہ کی صورت
آخر دل مین سُراغ اُسکا پایا
جُز اپنے نظر نہ کوئی مجھکو آیا

دیگر

یا مجھ کو ترا حُسن نہ بھایا ہوتا
یا دل ہی مین جلوہ گر اگر ہونا تھا
یا ہر رگ و پے مین تو سمایا ہوتا
ہر جُزوِ بدن کو دِل بنایا ہوتا

دیگر

پھر بادۂ تندِ غصہ پینا ہوگا — پھر ٹکڑے جگر کے ساتھ سینا ہوگا

جینے نے یہان کے مار ڈالا آسی — سُنتے ہین کہ پھر حشر مین جینا ہوگا

دیگر

باطن جسے سمجھے تھے وہ ظاہر نکلا — ظاہر بھی یہان عین مظاہر نکلا

کیسے اغیار، غیر کہتے ہین کسے؟ — اغیار مین بھی یار ہی آخر نکلا

دیگر

دعواے وفا مین کوئی سچا نہ ملا — جو کوئی ملا غرض سے گویا نہ ملا

دشمن سے بھی اپنے کی محبت ہمنے — پر کوئی مرا چاہنے والا نہ مِلا

دیگر

کامل جو ہوئی طلب تو کیا کیا نہ ملا — کیون کوئی کہے کسی کو ڈھونڈھا نہ ملا

مین ہون کہ جو کوئی ڈھونڈھے پہلو مین ہون — پر کوئی مجھے ڈھونڈھنے والا نہ ملا

دیگر

معنے سے یہ کیسی متصل کی صورت — اللہ اللہ آب و گِل کی صورت

بے شبہہ سُنا، دلون مین رہتا ہے وہ گُل — غنچون نے بنائی ہے جو دل کی صورت

دیگر

ہم پہونچین گے اُڑ کے جانِ شیدا کی طرح — رُکنے کے نہین جوشِ تمنا کی طرح

رہجائین رہِ طلب مین چلنے سے جو پانون — ہم سر سے چلین آبلۂ پا کی طرح

دیگر

آوارہ نہو غبار صحرا کی طرح
بیٹھ ایک جگہ نقشِ کفِ پا کی طرح
سر گردان ہو کے دیکھ برباد نہو
اندھا نہین تو حُباب دریا کی طرح

دیگر

صحرا کی خبر لون مست سودا کی طرح
کیون گوشہ نشین ہون مے مینا کی طرح
کیون صورتِ خُم گاڑ کے رہجاؤن پانؤن
گردش مین مزا ہے جامِ صہبا کی طرح

دیگر

سر اُنکے چڑھین گے گلِ رعنا کی طرح
جو مین گے قدم نقشِ کفِ پا کی طرح
ٹکرائین گے سر ساحلِ مقصود سے ہم
گو بے سروپا ہین موج دریا کی طرح

دیگر

عاشق بہ ہواے دوست بیہوش بود
وازیادِ محبِ خویش مدہوش بود
فردا کہ بہ حشر خلق حیران باشد
نامِ تو درونِ سینہ وگوش بود

دیگر

اچھا ترے آنکھون کا نہ دیکھا بیمار
اک عمر سے ہے نرگسِ شہلا بیمار
آنکھین تجھ سے لڑا لڑا کر اے گُل
آسی بھی ہوئے نصیبِ اعدا بیمار

دیگر

عاشق کی قدر کچھ نہ جانی افسوس
افسوس افسوس ہاے جانی افسوس
اب آنکھون مین جان آکے اٹکی ہے یہان
پر تیری وہی ہے لن ترانی افسوس

دیگر

عادت رکھنا فروتنی کی اے دل
نخوت نہین بھاتی ہے کسی کی اے دل

کھول آنکھ حُباب بحر سے عبرت لے
بے مغز ہے جس نے سرکشی کی ایدل

دیگر

ہو جائینگے اب سمع و بصر سب معدوم
پیری مین نہ دانتو نکے لئے ہو مغموم
بالون مین سپیدی آئی اب دانت کہان
جب صبح ہوئی تو پھر ستارے معلوم

دیگر

نیکی کرتا ہون مین بدون سے پیہم
پہونچین جو ستم اُن سے تو سمجھونین کرم
آنکھین قدمون تلے بچھاؤن آسی
پامال اگر ہون صورتِ نقشِ قدم

دیگر

پہونچے ہین عمل سے تیری وسعت تک ہم
پہونچائین تجھے بھی باغ جنت تک ہم
ہاتھ آئی ہے جان دیکھ اے گور تو آج
ممکن نہین چھوڑین اب قیامت تک ہم

دیگر

کیون ہم سے جلا؟ نالۂ جانکاہ ہین ہم
یا تیرے کسی رقیب کی آہ ہین ہم
کہتا تو ہے تو بھی جان اپنی اُن کو
دشمن! اری جان کے ہواخواہ ہین ہم

دیگر

غنچہ! تجھے میری دلفگاری کی قسم
شبنم! تجھے میری اشکباری کی قسم
کس گل کی نسیم صبح خوشبو لائی
بیتاب ہے دل جناب باری کی قسم

دیگر

سینہ ہین سما جاؤ کہ اب جان ہو تم
دل مین مرے گھر کرو کہ ارمان ہو تم
لو کچھ نہ کرو، جو کچھ کہا پھیر لیا
آنکھون مین سما جاؤ کہ انسان ہو تم

دیگر

ہر طرح سُراغ مدعا ہو کے رہون
نقشِ قدم و بانگِ درا ہو کے رہون
گر مِٹ جاؤن زمین مین اگر اے آسی
میلِ رہِ منزلِ فنا ہو کے رہون

دیگر

میلِ رہِ منزلِ فنا ہو کے رہون
ہم نغمۂ نالۂ درا ہو کے رہون
پامال اگر ہون صورتِ نقشِ قدم
اس راہ مین تب بھی رہنما ہو کے رہون

دیگر

وہ بات کہون کہ خود فراموش ہو مین
کوئی نہ سُنے خود ہمہ تن گوش ہون مین
پائی ہے زبان نور کی شمع صفت
اندھیر ہو محفل مین جو خاموش ہون مین

دیگر

الفت ہے نبیؐ کی میرے سینے مین مکین
جس طرح کہ نقش ہو نگینے مین مکین
دونون مین کوئی کہے تو کون افضل ہو
مکہ مین مکان ہے مدینہ مین مکین

دیگر

احمدؐ مین تجلیِ احد ہے کہ نہین
توحید مین آؤ شرک بد ہے کہ نہین
ظاہر مین رسول سمجھو باطن مین خدا
احمدؐ مین بتاؤ تو احد ہے کہ نہین

دیگر

کیون عزمِ چمن ہے خاطرِ بلبل مین
چوٹی کے ہین پیچ کاکلِ سنبل مین
فریاد سُنی جاے یہ اُمید نہین
غنچہ کچھ پھونکتا ہے گوشِ گل مین

دیگر

تیور ترے محتسب برے پاتا ہون ۔ گیا اس سے مین ڈر گیا کہ گھبراتا ہون
مانا کہ خمِ شراب دیکھے دو چار ۔ برہم نہو بس ابھی تو پی جاتا ہون

دیگر

ارباب محبت بھی ستم کرتے ہین ۔ ہر دم دمِ مرگ جیتے جی بھرتے ہین
کہنا وہ کسی سے نزع مین آسی کا ۔ کیون اب تو غلط نہین کہ ہم مرتے ہین

دیگر

کیا جانے کوئی کیا ہے دلِ قاتل مین ۔ بہتر ہے کہ دل کی بات رکھئے دل مین
سر صورتِ شمع بارِ گردن کیون ہے ۔ آسی نہ زبان کھول اس محفل مین

دیگر

ہر چند کہ موت کا طلب گار رہون مین ۔ رنج و الم و غم سے گرانبار ہون مین
پر زندگی اپنی کہہ چکا ہون تجھکو ۔ کس منھ سے کہون کہ زیست سے بیزار ہون مین

دیگر

تیرا ذکرِ جمال ہے گلشن مین ۔ ہر غنچہ و گل نہال ہے گلشن مین
چلنے لگے تیری چال طاؤسِ چمن ۔ عاشق اب پائمال ہے گلشن مین

دیگر

فرقت مین بغیر زہر کھائے نہ رہون ۔ جس طرح ہو جان بے گنوائے نہ رہون
قدمون سے چھڑاؤ تم تو مہندی کی طرح ۔ بے کوئی نہ کوئی رنگ لائے نہ رہون

دیگر

روٹھے ہو تو مین بھی بے منائے نہ رہون ۔ بس مین اپنے بغیر لائے نہ رہون

اپنا کینہ، عدو کی الفت بنکر	دل مین ترے یار اب سمائے نہ رہون

دیگر

اے راہروو! بتاؤ کیا ہو کے رہون	گردِ سرِ راہ و نقشِ پا ہو کے رہون
بچھڑونکے ملانے سے سدا کام رہے	اس قافلہ مین بانگِ درا ہو کے رہون

دیگر

ہان نقشِ مراد بے بٹھائے نہ رہون	ہان لذتِ وصل بے اٹھائے نہ رہون
راتون کو جو نیند بن کے آؤن تو سہی	در بند ہون پر بغیر آئے نہ رہون

دیگر

مشاطہ سے بال آپ بسواتے ہین	ہم دور سے دیکھکر کٹے جاتے ہین
کس طرح لگا کے ناک خوشبو لے لین	حلقے زلفون کے آنکھین دکھلاتے ہین

دیگر

آمد ہے خزان کی، موھیان ہر گلشن مین	جو پھول ہے میہمان ہے گلشن مین
مُردہ سی نہ کیون پڑی رہے اے صبا	بلبل ہے قفس مین جان ہر گلشن مین

دیگر

رحمت تری باغبان ہے گلشن مین	نکہت تری گل کی جان ہر گلشن مین
کیا شکر ترا ادا ہو باری ہر چند	پتا پتا زبان ہے گلشن مین

دیگر

صورت تری بھا گئی کہ سیرت دل کو	بے وجہ نہین تیری محبت دل کو
نسبت ترے ساتھ کچھ نہ کچھ اسکو ہے	چھاتی سے لگائی ہے جو خلقت دل کو

دیگر

آنکھین کھولین نہ کچھ دکھایا ہمکو
دم بھر کے لئے یہان بُلایا ہمکو
ہر چند کہ ہستی مین ہے دریا مَوّاج
پر مثلِ حباب ہی بنایا ہمکو

دیگر

ہمرنگ سراب ہی بنایا ہم کو
مانند حباب ہی بنایا ہم کو
ہر چند کہ مثلِ موج دریا دل مین
پر نقش برآب ہی بنایا ہم کو

دیگر

ہستی مین عدم سے کیون بُلایا ہمکو
آرام سے سوتے تھے کیون جگایا ہمکو
پھونکی تہین روح قالبِ خاکی مین
در پردہ یہ مٹی مین ملایا ہمکو

دیگر

کیون نقطۂ موہوم بنایا ہم کو
کیون دائرۂ فنا مین لایا ہم کو
وہ سہو نویس تھا نہ ہم حرف غلط
کیون صفحۂ ہستی سی مٹایا ہم کو

دیگر

کیا حسرتِ دید ہے خدایا ہم کو
مانندِ نگہ جس نے پھرایا ہم کو
کہتا ہے کہ مین نورِ نظر تیرا ہون
یون ہی سہی پر نظر نہ آیا ہم کو

دیگر

اشکون کی طرح جو ہے روانی ہم کو
بے جا ہے کسی کی میہمانی ہم کو
سب کچھ ہے نہان گرہ مین اپنی آسی
دانہ درکار ہے نہ پانی ہم کو

دیگر

کچھ درد ہے جس کو دلِ آگاہ کیساتھ
کرتا ہے وہ سیرِ عرش ہر آہ کیساتھ

ہاں درد ہوا منسبت و بینا جس کا
ہر دم ہے وہ مثل آہ اللہ کیساتھ

دیگر

پستی ہی سے ہے بلند بینی میری
ہے سیرِ ارم گوشہ گزینی میری

اُٹھا کہ فنا ہوں نقشِ پا کے مانند
ہستی ہے مری خاک نشینی میری

دیگر

کب تک کوئی اپنے دل کے غم کو روئے
کب تک کوئی یار کے ستم کو روئے

ہر دم یہ رُلا رہی ہے الفت جس کی
اللہ کرے کہ اب وہ ہم کو روئے

دیگر

اے جوشِ جنون کہین نہ دم بھر ٹھہرے
صحرا مین کبھی نہ اُس کے در پر ٹھہرے

پارے کی طرح نہ ہے بے قراری ایسی
ٹھہرے بھی اگر کہین تو مر کر ٹھہرے

دیگر

ہے یہ دلِ صاف ماسوا سے خالی
کیون ہو کوئی دیدۂ دلرُبا سے خالی

کعبہ کی طرح طوافِ بتخانہ کیا
بُت بھی نہ نظر پڑا خدا سے خالی

دیگر

کیا نیستیٔ ہست نما کی ہستی
دھوکے سے بھری ہے ماسوا کی ہستی

آسی اس دھوکے مین نہ آنا ہرگز
ہستی ہے اگر تو بس خدا کی ہستی

دیگر

دل سرد ہے خاک گرمجوشی ہوگی
میخوار رہے نہ مے فروشی ہوگی

امیدِ شرابِ ناب کیسی آسی
دورِ آخر ہے دُرد نوشی ہوگی

دیگر

پروانہ کھلا قبائے گُل کا کچھ بھی
کیا غنچہ کے دل مین ہی نہ سمجھا کچھ بھی
گلشن مین یہ کس کے رنگ مین ہی نرگس
کس کام کی آنکھ جب نہ سوجھا کچھ بھی

دیگر

سرمایۂ نازِ بےنیازی تیری
سامان مُراد کارسازی تیری
دل سا ویران گھر بسایا تونے
اللہ اللہ دل نوازی تیری

دیگر

فرقت مین ہماری جان شیدا نکلی
اور اُن کی سواری بھی وہین آنکلی
رونے کے عوض ہنسکے وہ فرماتے ہین
کیا دوہری وصال کی تمنا نکلی

دیگر

کرتا رہون مین تو یون فغان و زاری
اُس بُت کے نہ دل مین رحم ہو یا باری
پتھر سہی دل مگر پسیجے نہین کیون
پتھر سے تو ہوجاتے ہین دریا جاری

دیگر

ساقی کی جو ایسی گرمجوشی ہوگی
اس دور مین خوب بادہ نوشی ہوگی
چشم و ابرو کے کچھ اشارے سمجھو
مسجد مین دُکان مے فروشی ہوگی

دیگر

روئے مرے غم مین شیخ و شاب اے آسی
مٹی مری مفت کی خراب اے آسی
تھوڑا ان آنسوون نے طوفان کیا
ہے مقبرہ گنبدِ حباب اے آسی

دیگر

جب تک کہ نہ دل ہو مدعا سے خالی
پانی یہ ابھی روان ہو تو مثل حُباب
ہرگز نہ عبادت ہو ریا سے خالی
سینہ جو ترا ہو ماسوا سے خالی

دیگر

عاشق سے خلاف وہ سدا رہتا ہی
اک روز کہا مین نے مرا دل تو ہی
روٹھا روٹھا خفا خفا رہتا ہے
اُس روز سے پہلو سے جدا رہتا ہے

دیگر

باز آؤ دمِ عشق کے اب بھرنے سے
مجنون کے لبِ گور سے آتی ہے صدا
آسی ڈرتے نہین ہو تم مرنے سے
مرنا بہتر ہے عاشقی کرنے سے

دیگر

ذرّے سے جو دیکھنے مین کمتر ہونگے
اے دل نہ برابری کسی کی کرنا
تیرے لئے وہ بھی مہرانور ہونگے
ہان خاک سے اک روز برابر ہونگے

دیگر

جن سے رہ و رسم کی وہ رہزن نکلے
جان اپنی جن احباب کو ہم سمجھے آہ
بھولا جنھین سمجھے تھی وہ پُرفن نکلے
وہ دل کی طرح ہمارے دشمن نکلے

دیگر

کیا فائدہ بار سرکشی ڈھونے سے
آسی یہ فروتنی وہ شے ہے کہ ہلال
کیا مثل حُباب آبرو کھونے سے
بالائے فلک ہے سرنگون ہونے سے

دیگر

پھر سلسلۂ یاد ہلایا تم نے   جامِ شوقِ طلب پلایا تم نے

بزمِ الفت مین شمع کشتہ کی طرح   اس میرے بجھے دل کو جلایا تم نے

دیگر

خط آ گئے منہ پر اب تو جوبن ہونگے   سبزے وجہ بہارِ گلشن ہونگے

خط مشکین مین کیا ہی چمکین کے یہ گال   ہان شام ہوئی چراغ روشن ہونگے

دیگر

جو پھول ہے اسمین صاف بو تیری ہی   بلبل ہے تو اسمین گفتگو تیری ہی

باندھے ہی جو ٹکٹکی چمن مین نرگس   میری طرح اسکو آرزو تیری ہی

دیگر

کوئی روشون پر اینڈتا بھولا ہے   لٹکا کسی شاخ مین کہین جھولا ہے

گل قہقہے کرتے ہین، تبسم غنچے   گلزار مین دیکھئے تو گل پھولا ہے

دیگر

جھک ملنے کی وضع اسکی کیا بھاتی ہی   وجہ اسکی مرے ذہن مین یہ آتی ہے

بادام آنکھین ہین، پستہ لب، ٹھڈی سیب   جو شاخ بہت پھلتی ہی جھک جاتی ہے

دیگر

اک روز کہا مین نے تو وہ دلبر ہے   جانِ عاشق، لب شکر پر ہے

کس ناز سے بوسے منھ کو منھ پر رکھ کر   اب یہ کہئے کہ جان ہونٹھون پر ہے

دیگر

بحرِ الفت کی راہ جو جاتا ہے   عزت، توقیر سب ڈبو جاتا ہے

پائی بھی جو آبرو تو موتی کی طرح — سوراخ جگر مین ایک ہو جاتا ہے

دیگر

راہی بھی ادھر سے ہو کے جو جاتا ہی — کیا کیا مرے رونے پر وہ روجاتا ہے
ایسے رونے مین کیا اب تجھے خط لکھون — لکھتے لکھتے تمام دھو جاتا ہے

دیگر

توقیر بغیر جستجو ملتی ہے — غربت گردش مین چارسو ملتی ہے
موٹی سی یہ بات ہے کہ موتی کی طرح — کنج عزلت مین آبرو ملتی ہے

دیگر

گرداب ہے، موج ہی، کہ سب دریا ہی — کچھ بھی نہین سوجھتا، الٰہی کیا ہے
بحرِ ہستی مین بلبلے کے مانند — جو ہے ہمہ تن آنکھ، وہی اندھا ہے

دیگر

پیری مین غمِ شباب کیا کھاتا ہے — نادان! وہ لطف اب کہان پاتا ہے
کیونکر نہ بڑھاپے مین ہو چہرہ بے نور — جب صبح ہوئی چراغ بجھ جاتا ہے

دیگر

جلوہ آئینۂ رُخ وحدت ہی — چہرہ، خورشیدِ شبنمِ کثرت ہی
محفل، بازار، یا کوئی میلا ہو — تم مجھ کو جہان ملو وہی خلوت ہی

دیگر

وحدت جسے کہتے ہو وہی کثرت ہے — کثرت جسے سمجھے ہو وہی وحدت ہے
واصل ہے نہ موصول، نہ گنجائشِ وصل — خلوت ہے نہ جلوت ہے، عجب صحبت ہے

دیگر

کیا چہرہ ہے کیا گال ہے کیا ماتھا ہے
آئینہ کو سکتا ہے جو میری صورت

سورج ہے کہ چاند ہے کہ تو تارا ہے
اُس نے بھی ترے مُنھ کو گر دیکھا ہے

دیگر

زلف و قدِ یار کا مرض پھیلا ہے
رشک گل رخسار بھی ہے استسقا

سودا سنبل کو سرو کو سکتا ہے
یہ وجہ ہے گلشن مین جو گل پھولا ہے

دیگر

شبنم نہو کیون نظر مین پانی پانی
جو پاک گہر ہوتے ہین موتی کی طرح

دانے کے لئے کرتی ہی اشک افشانی
رکھتے ہین گرہ مین اپنی دانا پانی

دیگر

کیا چیز بُرائی سے الگ ہوتی ہے
نازک بدنی بھی پے سے خالی نہوئی

درماندہ یہ عقل وقت تنگ ہوتی ہے
پھولونکی بھی پنکھڑی مین رگ ہوتی ہے

دیگر

جو چاہے کہ منصب ہدایت ہاتھ آئے
جبتک نہو مثل جادہ سینہ پامال

فرشِ رہِ رہروانِ عالم ہوجائے
کس طرح کسیکو تا بہ منزل پہونچائے

دیگر

ہے اہل جہان سے ایسی تجرید مجھے
آئین بھی نہین مین پیشوا ہون جنکا

تجرید مین گویا کہ ہے تفرید مجھے
سبحہ کے امام کی ہی تقلید مجھے

دیگر

بخشش ہو تھی عدو کے دل کی بخشی
مجھکو بھی تو کوئی چیز بخشی آخر
پر مجھکو گلہ نہین ہے بخشی بخشی
حق بلکہ جو پوچھو تو نفیسی بخشی

دیگر

ہم مشق وفا سے بے وفا تک پہونچے
ہان عین وطن ہو جب سفر موج کی طرح
زائل جو ہوئی خودی خدا تک پہونچے
کیونکر نہ کوئی حد فنا تک پہونچے

دیگر

میت پر میری کوئی رو جاتا ہے
جاگو! جاگو!! لگی سواری در پر
کوئی یہ کہے کہ ہوش کھو جاتا ہے
چلنے کو جو ہوتا ہے وہ سو جاتا ہے

دیگر

اُس گل کی بھو ونکے دو بدو آتی ہے
کر اور کسی کے منھ سے جھوٹا دعوی
گلشن مین نسیم قبلہ رو آتی ہے
غنچے ترے منھ سے دیکھ بو آتی ہے

مثلث

ہے ہے یار نہین پہلو مین — بس مین جی ہو نہ دل قابو مین
آنکھین ڈوب رہی ہین لہو مین

خاک جدائی مین ہم سوئے — چھاتی کوٹ کے اتنا روئے
ٹکڑے ٹکڑے گرے آنسو مین

کیا کہتے ہو دل کو تھامو — دل اب پاس کہان ہے یارو
جا اُلجھا وہ اک گیسو مین

سینے مین جو گرمی بھڑکی | ایسی زبان پر آئی خشکی
کانٹے گڑتے ہین تالو مین

پلکین دل مین کٹاری مارین | صاف بھوین اُسکی تلوارین
آنکھین دونون بھری جادو مین

دیکھو اپنا اپنا گہنا | بیڑی طوق تو ہم نے پہنا
جوشن اُنکے وہان بازو مین

پلکون نے وہ نیش لگایا | سینہ چھید کے باہر آیا
ایسا ڈنک کہان بچھو مین

تیرے لئے اے جانِ عالم | دھوپ مین مارے پھرتے ہین ہم
پانون جھلستے ہین بالو مین

گلشن گلشن جاکر دیکھا | لیکن ہم نے کہین نہین پایا
تجھ سا گل کوئی رنگ و بو مین

اپنی روش ہے حُسن پرستی | مذہب کیسا مِلّت کیسی
مومن مین ہون نہ مین ہندو مین

تم تو آسی منھہ کو نہ کھولو | جو وہ کہین بس چُپکے سن لو
بات بڑھے گی گفت و گو مین

سلام

یا محمدؐ مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

ایجان جانان مین فدا اے گنج پنہان مین فدا
اے نور رحمان مین فدا اے سرِ سبحان مین فدا
سلطان میرے مین فدا مہمان میرے مین فدا
ایمان میرے مین فدا ایجان میرے مین فدا

اے میرے آقا السلام اے میرے مولا السلام
امت کے شیدا السلام رحمت کے دریا السلام
میرے مسیحا السلام میرے دل آرا السلام
نورِ ہویدا السلام جانِ تمنا السلام

یا محمدؐ مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

پیدا ہوئے پیدا ہوئے خیر الوریٰ پیدا ہوئے
بحرِ سخا پیدا ہوئے ابرِ عطا پیدا ہوئے

نورِ خدا پیدا ہوئے دل کی دوا پیدا ہوئے
دُرِ صفا پیدا ہوئے موجِ وفا پیدا ہوئے

یا محمدؐ مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

شمس الضحیٰ پیدا ہوئے بدر الدجیٰ پیدا ہوئے
کہف الوریٰ پیدا ہوئے صدر العلیٰ پیدا ہوئے

نور الہدیٰ پیدا ہوئے انجم ضیا پیدا ہوئے
کیا مہ لقا پیدا ہوئے کیا مہ لقا پیدا ہوئے

یا محمدؐ مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

شاہِ شہان پیدا ہوئے جانِ جہان پیدا ہوئے
گردون مکان پیدا ہوئے عالی نشان پیدا ہوئے

گنج نہان پیدا ہوئے تاجِ جہان پیدا ہوئے
مطلوبِ جان پیدا ہوئے کیا دلستان پیدا ہوئے

یا محمدؐ مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

شاہِ امین پیدا ہوئے سردارِ دین پیدا ہوئے
مہرِ مبین پیدا ہوئے نورِ یقین پیدا ہوئے

صاحب نگین پیدا ہوئے مسند نشین پیدا ہوئے
کیا مہ جبین پیدا ہوئے کیا نازنین پیدا ہوئے

یا محمد مین فدا ہون یا محمدؐ مین فدا

شاہِ عرب پیدا ہوئے ماہِ طرب پیدا ہوئے
جانِ طلب پیدا ہوئے کانِ ادب پیدا ہوئے

عالی نسب پیدا ہوئے والا حسب پیدا ہوئے
اُمی لقب پیدا ہوئے محبوبِ رب پیدا ہوئے

خیر البشر پیدا ہوئے نیکو سیر پیدا ہوئے
تیغِ صفر پیدا ہوئے غم کے سپر پیدا ہوئے
رشکِ قمر پیدا ہوئے روشن گہر پیدا ہوئے
جادو نظر پیدا ہوئے نازک کمر پیدا ہوئے

یا محمدؐ میں فدا ہون یا محمدؐ میں فدا

کیا نور کا انسان ہے اللہ تیری شان ہے
سب جسم ہین یہ جان ہی چہرہ نہین قرآن ہی
یہ دین ہے ایمان ہی میرا یہی سلطان ہے
جو ہی یہان حیران ہی جی جان سب قربان ہی

یا محمدؐ میں فدا ہون یا محمدؐ میں فدا

ہین سرگمین آنکھین غضب اعجاز سی توام ہین لب
بالون مین تاریکیِ شب رخسار ہین انوارِ رب
پلکونمین ہی نیزونکی ڈھب چتون نہین جادوے شب
بھون ہی مہِ عیدِ طرب ایسا کوئی ہوتا ہے کب

یا محمدؐ میں فدا ہون یا محمدؐ میں فدا

کیا نرگسِ بیمار ہے کیا ابروے خمدار ہے
کیا نور کا دیدار ہے یوسفؑ یہان بیکار ہے
کیا طُرّۂ طرار ہے کیا چاند سا رخسار ہے
تسخیرِ جانِ زار ہے جو ہے سو دل افگار ہے

یا محمدؐ میں فدا ہون یا محمدؐ میں فدا

سلام
بوقت قیام

سلامِ خدائے زمین و زمان
نثارِ سرِ سیدِ مرسلان
سلامِ مسلسل چو زلفِ پری
نثارِ سرِ چترِ پیغمبری
سلام صفا خیز، آبِ حیات
فدائے جنابِ شہِ کائنات
سلام اے دوائے دلِ دردمند
سلام اے شب افروز چرخِ بلند

سلام اے شفا بخشِ دردِ نہان — سلام اے مسیحائے دل خستگان

سلام اے گلِ گلشنِ اصطفا — سلام اے نسیمِ بہارِ صفا

سلام اے خدا سے مرے عذر خواہ — سلام اے مرے تم شفیعِ گناہ

سلام اے مرے درد کی چارہ ساز — مرے روح پرور مرے دلنواز

سلام اے رسولِ فلک بارگاہ — مرے بندہ پرور مرے بادشاہ

سلام اے سحابِ مطیرِ کرم — کریم السجایا جمیل الشیم

سلام اے تجلیِ نورِ قدم — نبی الورایا شفیع الامم

سلام اے حبیبِ خدا اے علیم — قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

سلام اے شہِ وزرِ امید و بیم — شفیعٌ مطاعٌ رؤفٌ رحیم

سلام اے رسولِ خدا اے خبیر — سراجٌ نبیٌ بشیرٌ نذیر

سلام اے نبیِ فصیح و بلیغ — حسینٌ جمیلٌ صبیحٌ ملیح

سلام اے وکیلِ رہِ مستقیم — حبیبٌ جلیلٌ خلیلٌ کریم

سلام اے امامِ نبی و ولی — تقیٌ نقیٌ صفیٌ وفی

سلام اے دُرِ تاجِ دین السلام — سلام اے سرِ مرسلین السلام

سلام اے مرے پیشوا السلام — سلام اے مرے مقتدا السلام

سلام اے حبیبِ خدا السلام — سلام اے شہِ انبیا السلام

سلام اے دلِ عاشقِ خستہ دل — نہ رکھ ماسوا میں مجھے پا بہ گِل

مجھے عشق سے اپنے سرشار کر — نہ پھر کچھ رہے پانوں سر کی خبر

یمین و یسار و درون برون — بس اک آپکا جلوہ دیکھا کرون

گرون جس طرف چشم نمناک وا
نظر کچھ نہ آئے تمہارے سوا

تڑپ کر نہ حسرت سے ہرگز مرون
تمھین دیکھتا دیکھتا جان دون

لحد تک تمہاری محبت کے ساتھ
چلا جاؤن دنیا سے راحت کے ساتھ

یہ جلوے تمہارے جو گھیرے رہین
نہ کونے لحد کے اندھیرے رہین

منقبت

در شان حضرت مشکل کشا رضی اللہ عنہ

میری مشکل کیجئے آسان یا مشکل کشا
آپ سے جانبر ہوئے سلمان یا مشکل کشا

ہے الم کا سامنا ہر آن یا مشکل کشا
رات دن ہے رنج کا سامان یا مشکل کشا

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

آپ وہ ہین نامرادونکو جو دیتے ہین مراد
آپ وہ ہین جو دلِ ناشاد کو کرتے ہین شاد

آپ وہ ہین وقتِ مشکل جسکو سب کرتے ہین یاد
غم کے ہم دستِ ستم سے مانگتے ہین کب سے داد

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

آپ دریاے حقیقت کے دُرِ نایاب ہین
موج ہاے رحمتِ حق جس سے وہ سیلاب ہین

کب سے ہم بیتاب مثلِ ماہیِ بے آب ہین
بحرِ غم مین مبتلاے حلقۂ گرداب ہین

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

آپ ہین دستِ خدا و بازوے خیر البشر
دست و بازو کے تصدق لیجئے میری خبر

بارِ اندوہ و الم نے توڑ ڈالی ہے کمر
تیغِ غم نے کر دیے ہین ٹکڑے ٹکڑے دل جگر

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

اے مسیحا کیون نہ دردِ دل کرون اظہار مین — جانتا ہون جانشینِ احمدِ مختار مین
صدمۂ دل سہتے سہتے ہوگیا بیمار مین — ہاے کیسا ہوگیا ہون ناتوان و زار مین

کس مصیبت مین پڑی ہی جان یا مشکل کشا

اشکِ خون آلود آنکھون مین ہی چہرہ زرد ہی — آگ سینہ مین لگی ہے لب پہ آہِ سرد ہے
ہاے پہلو مین جگر مین اور دل مین درد ہے — دیکھتا ہے چشمِ حسرت سے مجھے جو فرد ہے

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

سختیِ غم کس سے کہئے کون بیکس کا ہے یار — اب ڈھئی دیتا ہے سنگِ آستان پر جان نثار
مردنی چھائی ہے مُنھ پر جی کو ہی جینے سے عار — کہہ نہ کچھ صدمہ ہے دل پر ہین جو آنکھین اشکبار

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

کشتیِ ہستیِ عالم کے تھین ہو ناخدا — گرداب بیڑا ہمارا پار یا مشکل کشا
نکلے اس منجدھار سے کس طرح یہ بیدست و پا — پارہ پارہ دل کی کشتی کا ہے ہر تختہ جُدا

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

کچھ نہین معلوم کیسی آگ مین جلتا ہے دل — اس طرح مُنھ سے نکلتے ہین جو شعلے متصل
آفتابِ حشر ہے ہر داغِ حسرت سو خجل — داغ اتنے ہین کہ رکھ سکتے نہین اب ایک تل

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

دمبدم ہاتھون سے غم کے داد ہے بیداد ہی — دیکھتے ہین ہم بہ حسرت جسکی خاطر شاد ہے
کام و لب کو مشقِ آہ و نالہ و فریاد ہی — تابکے تڑپا کرین پہونچو دمِ امداد ہے

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

ہاے قدمون سے کسی کے مین جو لگتا ہون نثار — اُسکو مجھ سے اک خلش ہوتی ہی پیدا مثلِ خار

جس کے دامن سے لپٹتا ہون کبھی مین خاکسار — جھاڑ دیتا ہے وہ بیدردی سے بس مثلِ غبار

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

کیا قلق وہ ہے جو رہ رہ کر ہلا دیتا ہے دل — دل جو جل جاتا ہے ہر زخمِ جگر جاتا ہے چھل

آنسو آنکھون سے گرے پڑتے ہین اب یون متصل — پانی پانی ہے جھڑی ساون کی بادل ہین خجل

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

کیا کہون دل یا جگر مین شعلۂ غم ہے نہان — کچھ تو جلتا ہے جو اب سینہ سے اٹھتا ہے دھوان

منھ سے جو نالہ نکلتا ہے وہ ہے آتش فشان — آگ کا گویا زبانہ بن گئے کام و زبان

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

کچھ سمجھ کر ضبط کرتا ہون جو آہِ دردناک — چپکے چپکے جی ہی مین گھٹ گھٹ کے ہوتا ہون ہلاک

سینہ، پہلو، دل، جگر سب ہو چکے ہین چاک چاک — اب یہی باقی ہے صحرا کی اڑاؤن جا کے خاک

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

آپ ہین شمعِ ہدایت یا امیر المومنین — منبعِ فیضِ ولایت یا امیر المومنین

نائبِ ختمِ رسالت یا امیر المومنین — دیکھئے تو میری حالت یا امیر المومنین

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

میری حالت پر توجہ کی نظر فرمائیے — شاہدِ مقصود کی صورت مجھے دکھلائیے

جو دلِ ناشاد کی امید ہے بر لائیے — خاک غم پر اب نہ آسی کو بہت تڑپائیے

کس مصیبت مین پڑی ہے جان یا مشکل کشا

تاریخ

بر دیوان مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد

سراپا نظمِ شمشادِ رواں ہین — خدائے پاک کی امداد دیکھی

نئی باتین نئی بندش نیا رنگ — نئی یہ قوتِ ایجاد دیکھی

بہت قیدوں مین جکڑا مین نے پھر بھی — وہ زور آور روش آزاد دیکھی

عدو بیداد گر ہوتا ہے لیکن — زبان اسکی بھی وقفِ داد دیکھی

ہجومِ معنیِ دلکش سے ہر بیت — فضائے خانۂ آباد دیکھی

قلم مین قدرتِ تصویرِ معنے — کبھی تونے بھی اے بہزاد دیکھی؟

زمینین پتھر اور اشعار شیرین — مثالِ صنعتِ فرہاد دیکھی

رُلا دیتی ہین دردانگیز غزلین — بسانِ اشک یہ روداد دیکھی

کہا آسی نے جب دیکھا یہ دیوان
بہارِ گلشنِ شمشاد دیکھی
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ

نسخۂ "نعت مدینہ" مصنفہ جناب حکیم سید محمد اسحٰق صاحب حاذق مرحوم رئیس قصبہ موہان ضلع اناؤ

نبی را نہ بعد از خدا کس ستود — چو حاذق کہ مہر از دلش مستنیر

چہ حاذق مسیحائے چرخِ کمال — کلیمِ سرِ طورِ رائے منیر

ظہوری ظہور و سنائی سنا — نظامی نظام و نظیری نظیر

بہ ملکِ سخن شاہ فرمانروا — بلاغت وزیر و فصاحت مشیر

یمِ شہرتِ نکتہ سنجیش را — بود شور و غوغاے محشر چو زیر

نباشد طرازِ کلامِ نکوش — سواے ثناے بشیر و نذیر

اگر در ازل طینتِ پاک او — بہ آبِ ہواے نبی شد خمیر

چو آسی دعاگوے طول بقاش — ہزاران بہ درگاہ ربّ قدیر

پے سالِ اتمامِ این نظم و طبع — ز شیراز زد روحِ سعدی صفیر

کہ شک را درین قولِ من راہ نیست
ثناے محمدؐ بود دلپذیر
۱۲۹۱ھ

سبحات

بنام محمد حسن ساکن نورالدین پورہ ضلع غازیپور

(۱) زہے تاکمر چون محمد حسن — (۲) لختِ دل و جان محمد حسن

بنام حسین بخش ساکن نورالدین پورہ ضلع غازیپور

یارب بروز حشر برائے حسین بخش

بنام ناظر بہار علی ساکن سیوان ضلع سارن

چمنِ مصطفےٰ بہار علی

بنام التفات حسین ساکن نور الدین پورہ ضلع غازیپور

نہار عقدۂ دل واز التفاتِ حسین

بنام چودھری نثار علی ساکن زمانیہ ضلع غازیپور

(۱) فدائے محمد نثارِ علی (۲) فدائے حسین و نثارِ علی

چیستان

مقراض

کند کارِ شمشیر و شمشیر نے
زبان را دہن نے دہن را زبان
رو دلیک پایش نمودار نے
شکمے در کمر دار د و پیر نے
نہ نورے بہ چشمانِ کورش عیان
بل اور ابجز دستِ رفتار نے

شراب

راستی اُس مین کیا نظر آئی
پانوٗن کاٹو تو لق و دق صحرا
اور اُلٹکر یہ ماجرا دیکھا
اور جب اِسکے پانوٗن کو کاٹا
شیشہ مین ہم نے اک پری پائی
سر جو کاٹو تو مُنھ کرے میٹھا
دشت و گشتِ اُس سے لہلہا دیکھا
ہو گیا ایک بوجھ وہ خاصا

تضمین بر غزل حضرت جامیؒ

در ہجرت اے خیر البشر دل را مداوا چون کنم
خونِ تمنا سر بسر در جوشِ سودا چون کنم

شوقِ رُخِ گلہائے تر بے روے زیبا چون کنم
بے روے تو غائب از نظر گل را تماشا چون کنم

چون لالہ داغم بر جگر گلگشت صحرا چون کنم

سوزِ غمت اے جانِ جان بگداخت مغزِ استخوان
از دل نیابی بیگمان جز مشتِ خاکستر نشان

با دیدۂ آتش فشان بر ہر زمین تا آسمان
مثلِ تو جویم ہر زمان تا باشدم آرامِ جان

بے مثل بودی در جہان مثلِ تو چون پیدا کنم

نالان بہ ہر شہر و دہم سنگِ ہدف تیرِ ہم
تا ید نظر روزِ بہم حنظل بود سیب و بہم

شد یار راز کہ تا بہم نکشود کار از دست ہم
گیرم لب مُہرے بہم کز نالہ و افغان ہم

دل را صبوری چون دہم جان را شکیبا چون کنم

شیدائے رویت ہر چمن گلہا چو بلبل نعرہ زن
مژگان بدل نشتر شکن لعلت بجان آتش فگن

اے غیرتِ جانہا ز تن جانی تو عالم بدن
نے بے تو برگِ زیستن نے مرگِ من در دست من

اکنون بکارِ خویشتن حیران آیا چون کنم

باشد بتِ رنگین ادا گل پیرہن گلگون قبا
لبہاش لعلِ جانفزا دندان چو دُرِ بے بہا

ہر چند باشد مہ لقا یار شکِ مہرِ پُر ضیا
حاشا کہ من غیر ترا سازم درونِ سینہ جا

خود گو بجائے آشنا بیگانہ را جا چون کنم

ایضاً بر غزل حکیم مومن خان مومن

ہے اسی مین دلِ برہمن تعت دیر نہ کھینچ
منت کرتا ہے غضب ٹلنے کی تدبیر نہ کھینچ

اب بھی کہتے ہین نہ کھینچ اوبتِ بے پیر نہ کھینچ — پنجۂ شانہ سے تو زلفِ گرہگیر نہ کھینچ

دل سے دیوانہ کو مت چھیڑ یہ زنجیر نہ کھینچ

جز لحد اب نہین آرام وہ آئے بھی تو کیا — آچکا اور یہی پیغام وہ آئے بھی تو کیا

جا چکا ہاتھ سے اب کام وہ آئے بھی تو کیا — ہم تو بچتے نہین تا شام وہ آئے بھی تو کیا

اے دعائے سحری منتِ تاثیر نہ کھینچ

مین تو وہ ہون کہ ہر رگ رگ مین یہان نشۂ عشق — عنصر و کالبد و مایۂ جان نشۂ عشق

پر سبکسر ہین عدو اور گران نشۂ عشق — اے ستم پیشہ مرے بعد کہان نشۂ عشق

دیکھ خمیازۂ حسرت ہے یہ شمشیر نہ کھینچ

سیبِ جان بخشِ ذقن جو نہین ممکن کہ ملے — گو علاجِ تپِ دل ہو، نہین ممکن کہ ملے

مدعا اس سے یہ ہے گو نہین ممکن کہ ملے — ہے دوا میری وہی سو نہین ممکن کہ ملے

چارہ گر رنج و مصیبت پہ تدبیر نہ کھینچ

وہ مرض یہ تپِ دل ہے کہ خدا خیر کرے — کوئی دم جانِ حزین دیکھئے دم لے کہ نہ لے

شیرۂ جان سے بنے ہین لبِ شیرین جس کے — ہے دوا میری وہی سو نہین ممکن کہ ملے

چارہ گر رنج و مصیبت پہ تدبیر نہ کھینچ

نالۂ کوہ شگاف اپنے ہین اک قہرِ خدا — ناوکِ آہِ جگر دوز ہے توام سہے قضا

نہین معلوم کہ تو دل مین ہمین کیا سمجھا — ہم جو المز دِ محبت بھی سمجھ لین گے بھلا

اپنے ایذا سے تو ہاتھ اے فلکِ پیر نہ کھینچ

حال مین کون پریشان کے ہوتا ہے شریک — اہلِ غم کو کوئی پہچان کے ہوتا ہے شریک

کوئی ہو وجہ طرب جان کے ہوتا ہے شریک — روزِ غم کون بھلا آن کے ہوتا ہے شریک

انتظارِ اثر اے نالۂ شبگیر نہ کھینچ

تونے بے درد کبھی آکے نہ کی گرم بغل — کیا گوارا نہین اس سے بھی جو دل جائے بہل
جینے جی اسکو خدا کرکے نہ کر تو بے کل — اتنی فرصت دے ستمگر کہ پہونچ جائے اجل

دم کے دم اور بھی سینہ سے مرے تیر نہ کھینچ

زہد و تقویٰ کے خیالات ہین سب لاف و گزاف — غمِ دل کی نہ دوا کوئی کرے ہے انصاف
ہو کدر کوئی آسی کہے دیتا ہون مین صاف — مومن آکیشِ محبت مین کہ سب کچھ ہے معاف

حسرتِ حرمتِ صہبا و مزامیر نہ کھینچ

ایضًا غزل جناب ناسخ

شہید ہون چشمِ نرگسین کا، نیازمند اپنے نازنین کا
مزا ہے لبہائے شکرین کا ہے نام بس قند و انگبین کا

نہ وصف پوچھو رُخ و جبین کا نہ زلفِ پرپیچ و تاب چین کا
یہ نور ہے روئے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا

جو حلقہ ہے زلفِ عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشکِ چین کا

نہ بات مین کیون ہو شانِ شیرین بنی ہے مصری لسانِ شیرین
لکھون جو وصفِ لبانِ شیرین قلم کے صدقے ہو جانِ شیرین

نہ کیسے میرا بیانِ شیرین ہو جوئے شہدِ روانِ شیرین
زبسکہ وصفِ دہانِ شیرین رہا ہے وردِ زبانِ شیرین

بدن مین جبتک ہے جانِ شیرین مزا دہن مین ہے انگبین کا

چراغِ خور اُسکے چہرہ سے گل کمر رگِ گل ہے بے تامل

زمین کو چال سے تزلزل، گیا فلک تک ہی گھنگرو کا غل

وہ روے خندان ہے جانِ بلبل قدِ خرامان ہے سروِ صلصل
وہ چشمِ فتان ہے غیرتِ گل وہ زلفِ پیچان ہی رشکِ سنبل

عذار مین ہے صباحتِ گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا

فراق نے شمعِ مجلسِ غم جلا رُلا کر کیا ہے ہر دم
ہو خاک جل کر تمام عالم جو سوزِ دل سے بھرین کوئی دم

اُٹھائین دامن جو آنکھ سے ہم حُباب کا ہو فلک مین عالم
یہ جوش پریان ہے اشک کا یم کہ ساتون دریا ہین قطرے سے کم

بجسے کہ کہتے ہین سب جہنم شرر ہے اک آہِ آتشین کا

ہے سنبلِ موے زلفِ پیچان جگر مین جو جو ہے دو دِ پیچان
ہے نہرِ تسنیم چشمِ گریان تو رشکِ طوبےٰ ہے نخلِ حرمان

حسد سے گلہاے زخمِ خندان نہ کس طرح ہون نصیبِ بستان
زبسکہ ہے جوش داغِ ہجران ہوا مرا سینہ باغِ رضوان

براے گلگشت جاے غلمان خیال پھرتا ہی اک حسین کا

شِوالے پر قصد ہے ڈھئی کا بُتون سے اب دم ہی بندگی کا
ہوا ہے اسلام جی سے پھیکا، مزا پڑا دل کو کافری کا

ہے تارِ سبحہ وبال جی کا، جنیو رشتہ ہے زندگی کا
بُرا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسی کا

بنا ہے عشقِ بُتان مین ٹیکا نشانِ سجدہ مری جبین کا

نہین ہے زخمِ سنان و خنجر کرے ہین یہ آگ کے مقرر
بھرے ہین کیا کیا شرار و اخگر بجاے او ساخ انکے اندر

نہ ہو تو شرمندہ پھاۓ رکھ کر مجھے تو جراح ہے یہی ڈر
اگرچہ ہو پھاۓ پر سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر

سنا جو ہو آفتابِ محشر کھرنڈ ہے داغِ آتشین کا

ہے فوق مصرع کو کہکشان سے تو حرف ہین سنبلِ جنان سے
نہ کیون لڑے بیت لامکان سے عیان ہے شانِ خدا یہان سے

نہ پوچھو آسیِ بے نشان سے کہان کو پہونچی غزل کہان سے
طمع ہے انصافِ دوستان سے کہ آشنا فرمائین سب یہان سے

کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

ایضاً غزل خواجہ ہوس

گئی جوانی اب آئی پیری نہ دختِ رز سے دل آشنا کر
عوض مین نشہ کے تُل رہا ہے خمار آنکھون مین تیری آکر

نہ جا کے بتخانے مین ڈھئی دے نہ جم کے میخانے مین رہا کر
نہین ہوس وقتِ جوشِ مستی قدِ خمیدہ سے کچھ حیا کر

بتون کا بندہ رہے گا کب تک خدا خدا کر، خدا خدا کر

نہین اب ایامِ خوابِ غفلت، خیال اپنے مآل کا کر
اُتر گیا نشۂ جوانی تو لطف کیا جام سے چڑھا کر

بڑھاپے نے گورسے لگایا، لبون پہ اٹکی ہے جان آکر
نہین ہوس وقتِ جوشِ مستی قدِ خمیدہ سے کچھ حیا کر

بتون کا بندہ رہے گا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر

مزا ہے الفت پرستیونکا خدا پرستی یہان کہان ہے
تری نماز و عبادت اے دل حرم کے طاقو نمین رائگان ہے

جھکی ہین نیچے وہ مست آنکھین جو زیر ابرو تو یہ عیان ہے
سجودِ محرابِ تیغ قاتل، عبادتِ رند مشربان ہے

جو ہوسکے تو قضائے عمری اس ایک سجدہ مین سب ادا کر

نہ یہ ہے منت کشِ اقامت، نہ اسکو کچھ حاجتِ اذان ہے
حضور دل سے جو ہوا دا تو نماز اس ڈھب کی پھر کہان ہے

سنو اگر دھیان سے تو بسمل کی ہچکیون مین یہی فغان ہے
سجودِ محرابِ تیغ قاتل عبادت رند مشربان ہے

جو ہوسکے تو قضائے عمری اس ایک سجدہ مین سب ادا کر

فنا ہے سب کا نشان اکدن ہے نام باقی بس اک خدا کا
غبار برباد سب کے سب ہین چلا قضا کا جو کوئی جھونکا

اگر ہو شبہہ کسی کو اس مین تو ہاے مجھکو بتاؤ واتنا
کہان ہے جم اور کہان سکندر کہان سلیمان کہان ہے دارا

یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

کہان ہے نل اب کہان دمن ہے کہان ہے یوسف کہان زلیخا

کہان ہے شیرین کہان ہے خسرو کہان ہی فرہاد بے ستون کا

کہان ہے مجنون کہان ہے لیلیٰ کہان ہی وامق کہان ہی عذرا
کہان ہے جم اور کہان سکندر کہان سلیمان کہان ہے دارا

یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

جمائی لے لے کہ رہے ہو تو بہکی بہکی سی بات بھی ہے
جھکی ہین پلکین خمار کی کیفیت ہویدا کھلی کھلی ہے

جو مانو آسی کہ سرخیون سے لہو کی بوند آنکھ ہو رہی ہے
ہے منھ پہ بیداریون سے زردی ہوس اگر نیند اُچٹ گئی ہے

تصور اُسکے مین سو رہو تم بغل کا تکیہ لگا لگا کر

ایضاً بر غزل خواجہ وزیر

وقت آخر ہین تیرے مضطر کے
اب بھی کہتا ہے آہین بھر بھر کے

نہ جیا کوئی عاشقی کر کے
کون جیتا ہے اے صنم مر کے

آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

جھک کے لینا وہ ہاے تیرے قدم
مر کے بھی اے صنم خدا کی قسم

ٹھوکرین مارنا ترا ایہم
سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم

لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے

ہاے کیا مے کشی کو چاہے جی
جامِ مے نے یہان جو گردش کی

ابتو خواہش نہین ہی جینے کی
ساقیا چشمِ یار یاد آئی